مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (القرآن)

احمدی دوستو!

تمہیں اسلام بلاتا ہے

حق کے مُتلاشی احمدی دوستوں کی مکمل خیر خواہی کے پیش نظر
سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی فکر انگیز اور توجہ طلب تحریر

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان
جامع مسجد نیاز، سردار چیل چوک، بلال گنج، لاہور
فون: 0300-4241359, 0333-4037803

آپ حضرات صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفا نہ کیجئے کہ مرزا غلام احمد صاحب آپ کے نبی یا مجدد ہیں۔ اس لئے ان کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن، ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراط مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: "العقل اصل دینی "عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔" مزید ارشاد فرمایا: "عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گھمنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔" قرآن مجید میں ہے: "یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گونگے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔" "اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔" براہ کرم جماعت احمدیہ کے عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شان کریمی آپ کے آنسو موتی سمجھ کر چن لے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الحق احق ان ایتبع (یونس:35) مطلب یہ کہ حق ہی اس لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، باطل تو ترک کر دینے ہی کے لائق ہے۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاع گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بدقسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو "اسلام" سمجھ کر اس کے دامِ فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمت خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آ جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے "جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔" انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہان میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور باطل عقائد نظریات کی بناء پر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے عفو و کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم
احمدی دوستو!
تمہیں اسلام بلاتا ہے

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

احمدی دوستو!

تمہیں اسلام بلاتا ہے

حق کے متلاشی احمدی دوستوں کی مکمل خیر خواہی کے پیش نظر
سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی فکر انگیز اور توجہ طلب تحریر

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

جامع مسجد مدینہ سردار جنگ چوک، بزل تیغ لاہور

فون۔ 0300-4241359, 0333-4037803

INTERNATIONAL KHATM-E-NABUWAT MOVEMENT

Streel 11-13 Georges Road, Foresl Gate London E 7-U.K

Ph: 01814706551

انتساب!

احمدیت میں 50 سال گزارنے والے، جماعت احمدیہ کے انتہائی محرمِ رازِ درونِ خانہ

مکرم ومحترم احمد کریم شیخ صاحب (کینیڈا)

کے نام

جو جرات وہمت کا بلند مینارہ، استقامت واستقلال کا کوہ گراں اور اخلاص ومحبت کا پیکر ہیں۔ انٹرنیٹ پر ان کی شبانہ روز مسلسل اور مخلصانہ کاوشوں سے بے شمار احمدی دوست اپنے عقائد پر نظر ثانی کر کے اسلام کی آغوش میں آ رہے ہیں۔۔ اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے!

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند
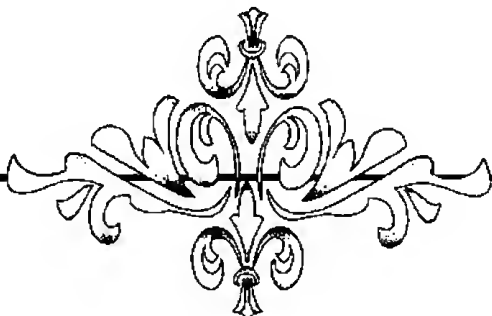
عرض ناشر

آخر میں
ملاحظہ فرمائیں

دعوت وفکر پر مبنی اہم دستاویز

خاکسار سے جب محترم محمد متین خالد نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ راقم ان کی کتاب کا دیباچہ لکھے تو اک گونہ احساس مسرت وانبساط کے ساتھ اپنی کوتاہیوں اور برادرم متین خالد کے حسن ظن پر نگاہ گئی تو اپنی کم مائیگی دہ چند ہوگئی اور دل سے دعا نکلی کہ یا اللہ میری کجیاں کو اپنی رحمت سے دور کر اور مجھے ان نیک لوگوں کے حسن ظن پر پورا اترنے کی توفیق ارزانی فرما، آمین۔

ختم نبوت کے منکرین تو رسول کریم ﷺ کے دور ہی میں پیدا ہو گئے تھے، ان کی سرکوبی کا کام بھی آنحضور ﷺ کے ہاتھوں سے شروع ہو گیا تھا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے امت کے لیے ایک مثال قائم کروا دی کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد جب بھی کوئی مدعی نبوت سر اٹھائے گا، اُمہ کو اس کا سدباب کرنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔ آنحضور ﷺ کی احادیث مقدسہ کے مطابق کئی جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے اور امت مسلمہ نے ہر محاذ پر ان کا مقابلہ کیا۔ بعض کی نبوت کا سلسلہ دو سو برس سے بھی زیادہ چلا۔ علماء حق کے مسلسل تعاقب اور احتساب کی وجہ سے آج سابقہ جھوٹے مدعیان نبوت کے پیروکاروں کا کہیں نشان بھی نہیں ملتا۔

پچھلی صدی ہجری میں قادیان (بھارت) کے مرزا غلام احمد صاحب نے دعویٰ نبوت کیا۔ پوری اُمت مسلمہ کو یقین ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ خلاف قرآن و شریعت اور خلاف احادیث مقدسہ ہے۔ یہ یقین بے بنیاد نہیں کیونکہ مرزا صاحب کے مختلف دعاوی جات سامنے آتے ہی جید علمائے کرام، دانشور حضرات اور محققین نے ان کی تحریروں اور ان کی عملی زندگی کا مختلف جہتوں سے جائزہ لے کر یہ فیصلہ دیا۔

آج کی نسل نوی میں سے بھی خدا تعالیٰ نے کئی نوجوانوں کو توفیق دی کہ وہ مرزا صاحب کے دعوؤں اور تحریروں کا تجزیہ اور محاکمہ کریں۔ ستاروں کی طرح روشن ان ناموں کے جھرمٹ میں ایک نام چاند کی طرح چمکتا ہے اور وہ نام ہے محمد متین خالد۔ برادر محترم محمد متین خالد صاحب نے اپنی

درجنوں تصنیفات میں مرزا صاحب کے دعاوی و اعمال اور ان کے جانشینوں کے قول اور فعل کے تضادات، مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے انحراف اور تناقض وغیرہ کو جس طرح دلائل اور ثبوت کے ساتھ پیش کیا ہے، ان کا رد کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ محترم متین خالد صاحب کا نام ختم نبوت کے موضوع پر لکھنے والوں میں ایک ثقہ اور معتبر نام کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

اس بار اُنھوں نے نئی جہت سے اُن لوگوں کو بڑے سلیقے قرینے سے مخاطب کیا ہے جو خود کو احمدی کہلاتے ہیں۔ ان کا دعوتی انداز درد و سوز و آرزو مندی سے مالا مال ہے۔ یہ حضرات اس کتاب کو ایک بار پڑھ لیں اور اس میں دیے گئے مواد کو پروپیگنڈہ سمجھنے کی بجائے اپنی جماعت کے لٹریچر سے موازنہ کر لیں تو مجھے یقین ہے کہ احمدی کہلانے والے دوست یقیناً سوچیں گے کہ وہ کہاں کھڑے ہیں اور کیوں؟ اس لیے کہ وہ اس کتاب میں دیے گئے حقائق کو برحق پائیں گے۔

میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کتاب کو اَن گنت لوگوں کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے اور برادر محترم محمد متین خالد جس خلوص و لگن کے ساتھ دین اسلام اور بالخصوص مسئلہ ختم نبوت پر علمی کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو قبول کرے اور اس کے نتیجہ میں نہ صرف ان کو اور ان کے اہل و عیال کو، بلکہ ان کی بے شمار نسلوں کو بھی اپنے فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے۔ آمین

سہیل باوا
فاضل بنوری ٹاؤن، کراچی
ناظم اعلیٰ، ختم نبوت اکیڈمی
فاریسٹ گیٹ، لندن

دل کی بات

میں یہ بات پورے وثوق اور تیقن سے کہہ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جنہیں بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے متعلقین کی وہ تحریریں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا جو عرصہ دراز سے مسلمانوں اور احمدیوں کے درمیان وجہ نزاع ہیں۔ یہ ان کی کم علمی اور سادگی ہے کہ وہ محض چند رٹے رٹائے مخصوص مسائل پر بات کرتے ہیں اور اگر گفتگو کا دھارا بدل جائے تو بے حد پریشان ہو جاتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ پڑھے لکھے احمدی حضرات بالخصوص نوجوانوں کو لطیف دلائل و براہین سے بات سمجھائیں تو وہ نہ صرف اسے قبول کرتے بلکہ مزید تجسس اور تشنگی کا اظہار کرتے ہیں۔

مجھے کئی دفعہ احمدی حضرات سے ان کے عقائد و نظریات پر گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ (بعض دفعہ یہ گفتگو ہلکے پھلکے مناظرے کی شکل اختیار کر لیتی ہے) دوران گفتگو میں نے اخلاق اور شائستگی کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا بلکہ قرآنی آیت **ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی ھی احسن** ہمیشہ میرے پیش نظر رہی۔ اس کے باوجود جب کوئی احمدی دوست میرے دلائل اور ثبوت سے زچ ہو جاتا تو بے اختیار تلخ کلامی پر اتر آتا۔ میں سمجھتا ہوں تلخ کلامی اور دشنام طرازی کمزور استدلال کی دلیل ہے جس میں سب سے پہلے سچائی کا گلا گھونٹا جاتا ہے۔

سقراط نے کہا تھا: ''لاجواب کرنا اچھا ہے اور قائل کرنا اس سے بھی اچھا'' دعوت حق کے جذبہ سے خوش اخلاقی کے ماحول میں پیش کیے گئے دلائل و براہینِ قاطع کا کوئی جواب نہیں۔ دلیل اور اخلاق کے ہتھیار سے آپ سب کچھ فتح کر سکتے ہیں۔ میں نے یہ کتاب اِسی جذبے اور سوچ کے تحت تحریر کی ہے۔ میری شدید خواہش ہے کہ احمدی دوست حق کی تلاش میں بنظر غائر اس کا مطالعہ فرمائیں۔ ان شاءاللہ وہ ان معروضات سے مکمل اتفاق فرمائیں گے۔ شکریہ

اے اللہ! ہمیں اپنی نافرمانی سے بچا اور ہمارا جینا مرنا اسلام کے لیے اور اسلام پر ہو۔ ہم اس دارِفانی سے جائیں تو ایمان سے خالی نہ جائیں، نہ کسی فتنہ کا شکار ہوں اور نہ دین اسلام سے رُوگرداں ہوں۔ (آمین)

محمد متین خالد

زبان ہے دل کی رفیق

حضرت مولانا قاری محمد رفیق مدظلہٗ ”لاکھوں میں ایک“ والی شخصیت کے مالک ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کے محاذ پر ان کی گرانقدر خدمات قابل صد ستائش ہیں۔ وہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے مرکزی رابطہ سیکرٹری ہونے کے ساتھ ساتھ شعبہ نشر و اشاعت اور اس کے مجلّہ ”ماہنامہ انوار ختم نبوت انٹرنیشنل“ کے ادارتی و انتظامی امور کی نگرانی بھی کر رہے ہیں۔ جناب قاری محمد رفیق صاحب کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ ہمارے مخدوم، سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے دیرینہ ساتھیوں میں سے ہیں۔ حضرت مولانا چنیوٹیؒ جب بھی لاہور تشریف لاتے تو ہمیشہ قاری صاحب کے ہاں قیام فرماتے۔ حضرت مولانا چنیوٹیؒ نے اپنی علالت کے آخری دنوں میں ایک دفعہ بستر مرگ پر جناب قاری صاحب کا ماتھا چوم کر فرمایا تھا: ”میرے مشن کو قاری محمد رفیق پورا کرے گا“ جناب قاری صاحب جس جذبے، محنت، خلوص، محبت، ذوق، شوق اور عقیدت و احترام کے ساتھ اس عظیم مشن کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں، یقیناً اس سے حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کی روح مبارک جنت الفردوس میں خوشی سے جھوم رہی ہوگی۔

گذشتہ دنوں ایک پروگرام میں حضرت مولانا قاری محمد رفیق مدظلہٗ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ فضیلت الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی (امیر مرکزیہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ) نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور آپ کی نئی کتاب ”احمدی دوستو! تمھیں اسلام بلاتا ہے۔“ کو بے حد پسند فرماتے ہوئے اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ مذکورہ کتاب کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔ انبساط و شکر گزاری کے جذبات سے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ اتنی بڑی ہستی نے احقر کے لیے تحسین کے کلمات فرمائے ہیں۔ آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مکیؒ کے خلیفہ اجل ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمات آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ پوری دنیا کے ممالک میں اس کام کی براہ راست خود نگرانی

کرتے ہیں اور اکثر ممالک کا تبلیغی دورہ بھی فرماتے ہیں۔ حضرت کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے ترمذی شریف کی شرح 13 جلدوں میں عربی میں تحریر فرمائی۔ بہرحال میں نے قاری صاحب سے عرض کیا کہ یہ ایک تحریکی اور دعوتی کتاب ہے جس نے پڑھے لکھے احمدی نوجوانوں میں اپنے مذہب کے خلاف بغاوت پیدا کردی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے وہ اپنے گھر والوں اور مربی حضرات سے متنازعہ تحریروں پر خوب بحث کر رہے ہیں جس کا خاطر خواہ جواب نہ پا کر عقل سلیم کے حامل نوجوان واپس اسلام کی آغوش میں آ رہے ہیں۔ اس کتاب میں جو بھی خوبی ہے، وہ سب بزرگ اکابرین کی تحریروں اور مشوروں کا نتیجہ ہے اور اس میں جو بھی خامی ہے، اس کا سزاوار میں خود ہوں۔

کتاب کی افادیت کے پیش نظر حضرت مولانا قاری محمد رفیق مدظلہٗ اسے اپنی نگرانی میں شائع کروا رہے ہیں۔ لہٰذا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے بزرگوں کے مشورہ سے اس میں مزید ضروری اضافے کیے ہیں تا کہ یہ کتاب زیادہ سے زیادہ موثر اور فائدہ مند ہو سکے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اگر ایک بھی راہ گم کردہ شخص راہِ ہدایت پا جائے تو ہمارے نامہ اعمال میں یہ سب سے بڑی نیکی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور جن دوستوں نے اس کی تیاری کے سلسلے میں کوششیں کیں، انہیں جزائے خیر عطا فرمائے (آمین!)

محمد متین خالد

شکریہ!!!

- حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
- جناب پروفیسر محمد اقبال جاوید صاحب
- جناب یونس الحسنی صاحب
- جناب پروفیسر جمیل احمد عدیل صاحب
- جناب پروفیسر سمیر ملک صاحب
- جناب وقار احمد صاحب
- جناب عامر خورشید صاحب
- جناب مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی صاحب
- حضرت مولانا محمد مغیرہ صاحب
- جناب حافظ عبدالقیوم صاحب
- جناب محمد ناصر صاحب
- جناب محمد ذیشان اقبال صاحب
- جناب عبداللہ صاحب
- جناب عمر شاہ صاحب

کا جنھوں نے اس کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے نہ صرف بہترین مشوروں سے نوازا بلکہ ہر مرحلہ پر بے حد تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں دنیا و آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

محمد متین خالد

توجہ فرمائیں!

- یہ کتاب خصوصی طور پر احمدی دوستوں کو نہایت اہم تحریروں سے آگاہی اوردعوت اسلام کی بنیاد پرتحریر کی گئی ہے۔اس لیے دعوتی طرز تحریر نہایت مہذبانہ اورمودبانہ ہے۔اس سے اگر کسی مسلمان کی دل آزاری ہوتو پیشگی معذرت خواہ ہوں۔
- اس کتاب میں درج تمام حوالہ جات کونمبر شمار لگا کرایک ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔
- پھراس کتاب کے آخر میں اسی ترتیب کے ساتھ حوالہ جات کے اصل کتب سے عکس دے دیے گئے ہیں۔
- اصل کتابوں کے ٹائٹل کا عکس ہرحوالہ کے ساتھ بار بار دینے کے بجائے صرف ایک دفعہ دیا گیا ہے،اس کے لیے دیکھیے صفحہ نمبر 15 تا 17۔
- متعلقہ حوالہ جات کونمایاں کرنے کے لیے ان کے نیچے آؤٹ لائن لگا دی گئی ہے۔
- احمدیہ کتب سے پورے صفحے کا عکسی فوٹو دینے سے احمدی حضرات کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے کہ ان کی متنازعہ عبارات سیاق وسباق سے ہٹ کر بیان کی جاتی ہیں۔

فہرست ٹائٹل کتب

پھول بغیر کانٹے کے نہیں ہوتا۔ آپ کتنا ہی نیک کام کیوں نہ کریں،
نکتہ چیں اپنی نیش زنی سے باز نہیں آتے۔

حاسد حسد کی آگ میں ہر دم جلا کرے
وہ شمع کیا، جسے روشن خدا کرے

احمدی دوستو!

تمہیں اسلام بلاتا ہے
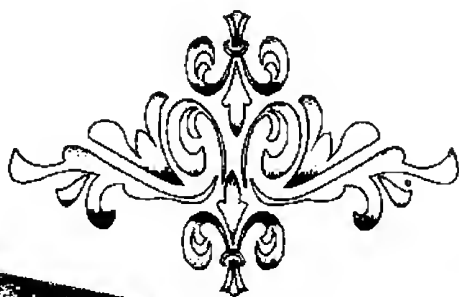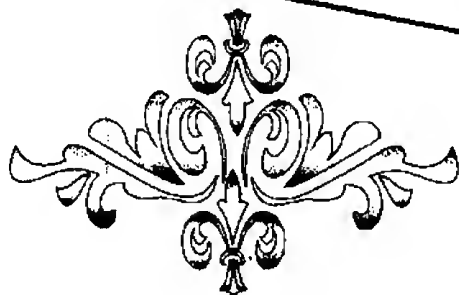
انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "الدین النصیحۃ" یعنی دین نصیحت (بھلائی) ہی کا نام ہے۔ دوسروں کی خیر خواہی اور بھلائی چاہنے کا دوسرا نام نصیحت ہے۔ دعوت دین سے متعلق اللہ تعالیٰ کے تمام برحق حضرات انبیاء علیہم السلام یوں فرماتے تھے:

ابلغکم رسلت ربی وانصح لکم (اعراف:62)

(ترجمہ): میں تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں۔

انسانیت کا سب سے بڑا خیر خواہ وہ ہے جو ان میں ہدایت تقسیم کرنے والا اور انھیں گمراہی سے بچانے کی فکر کرنے والا ہو۔ ہر انسان کی بھلائی اس میں ہے کہ وہ خیر کثیر کا وارث، خسران مبین سے بچتا اور صراط مستقیم پر گامزن ہو۔ باب العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول زریں ہے: "یہ نہ دیکھو کون کہتا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہتا ہے۔" ان مبارک اقوال کی روشنی میں، میں احمدی دوستوں کی خدمت میں نہایت خلوص، ہمدردی اور درد و سوز مندی کے ساتھ چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ ان معروضات پر وہ انتہائی غیر جانبداری اور ٹھنڈے دل کے ساتھ غور و فکر فرمائیں گے۔

احمدی دوستو!

ایمان مذہبی زندگی کی وہ اساس اور بنیاد ہے جس پر تمام عقائد اور اعمال کی بلند قامت عمارت کھڑی ہے۔ ایمان جاننے نہیں، ماننے کا نام ہے جس کی تصدیق قلب، زبان اور اعمال کریں، تبھی ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایمان کی پختگی اور اس پر خاتمہ ہی ایک مسلمان کا اصل اثاثہ، اصل

میراث اور اصل سرمایہ ہے۔ یہی وہ عظیم نعمت ہے جس سے ایمان اور کفر کے راستے جدا جدا ہو جاتے ہیں۔ مومن اپنے ایمان کی بدولت جنت میں کبھی نہ کبھی ضرور داخل ہو جائے گا جبکہ ایمان سے محروم کو یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''انسان میں شرم و حیا ایمان سے پیدا ہوتا ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے۔'' ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق ؓ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''خطاب کے بیٹے! جاؤ، لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ جنت میں صرف ایمان والے ہی داخل ہوں گے۔''

یاد رکھیے! ایمان ایک ایسی چیز ہے جو نہ کسی دکان سے ملتا ہے نہ جاگیر سے حاصل ہوتا ہے نہ حکومت سے ملتا ہے نہ منصب یا عہدہ سے۔ ایمان اگر دولت سے ملتا تو قارون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ خدائی سے ملتا تو نمرود بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ طاقت سے ملتا تو فرعون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ رشتہ داری سے ملتا تو نوح کا بیٹا بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ سرداری سے ملتا تو ابوجہل بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ خونی رشتہ سے ملتا تو ابولہب بے ایمان نہ ہوتا۔ ایمان محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بے حد اہمیت اور قدر و قیمت ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو اس کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرنی چاہیے کیونکہ یہی توشہ آخرت ہے۔

ایمان اور ہدایت کائنات کی سب سے بڑی نعمت اور دولت ہے جس کے مقابلے میں دنیا کی ہر چیز ہیچ ہے۔ یہ متاع عزیز جسے نصیب ہو جائے، وہ دنیا کا خوش قسمت ترین شخص کہلواتا ہے۔ اگر خدانخواستہ لاعلمی، کوتاہی، لاپروائی، ضد یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے یہ گرانقدر دولت خطرے میں پڑ جائے یا ضائع ہو جائے تو کسی حیل و حجت اور تاویل کے بغیر فوراً اس کی تلافی کی فکر میں لگ جانا چاہیے کہ ناپائیدار زندگی کا کوئی بھروسا نہیں، کب یہ ختم ہو جائے۔ اللہ کی رحمت کا سچا امیدوار وہی ہے جو ایک حقیقت پسند کاشتکار کی طرح ایمان خالص کا بیج اپنے قلب کی سرزمین میں بوئے اور اس کی حفاظت کرے۔ اگر کوئی مسلمان کسی بھی وجہ سے راہ ہدایت سے بھٹک جائے تو ایمان ایک ایسا مینارۂ نور ہے جس کی روشنی میں وہ واپس صراط مستقیم پر آ جاتا ہے۔ اس کی پیشانی سے شرمندگی اور ندامت کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں جس سے اس کے دل کی جلا مزید بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے غلط عقائد پر اڑا رہے، من گھڑت تاویلات سے اسے صحیح ثابت کرنے کی باغیانہ کوشش کرتا رہے اور اپنے شکوک پر بے جا اصرار کرتا رہے تو پھر ایمان معدوم ہو جاتا ہے اور گمراہی اس کا مقدر ہو کر رہتی ہے۔ دیدہ و دانستہ اپنے غلط عقائد پر جمے رہنا اور اس پر تاویلات کے پردے ڈالتے رہنا دانشمندی نہیں، جہالت

ہے۔ اعمال کی کمی کے بارے میں روزِ محشر یہ قوی امید رکھی جا سکتی ہے کہ اس کوتاہی پر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و رحمت سے درگزر کا معاملہ فرماتے ہوئے معاف فرما دیں (ان شاء اللہ تعالیٰ) لیکن محرومیِ ایمان ایک ایسی بدبختی ہے کہ جس کی کوئی معافی نہیں۔ جس طرح ماں کے پیٹ سے کوئی معذور بچہ پیدا ہو تو دنیا بھر کے بڑے سے بڑے ڈاکٹر اسے ٹھیک نہیں کر سکتے۔ بالکل اسی طرح ایمان کی دولت سے محروم کوئی شخص روز قیامت معافی کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

ختم نبوت اسلام کی اساس اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اس میں شکوک و شبہات کا ذرا سا بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاع ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ ایمان و ہدایت محض نبی کریم ﷺ کو سچا جاننے کا نام نہیں بلکہ آپ ﷺ کو صادق و مصدوق سمجھنے اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کو آخری تسلیم کرنا ایمان و ہدایت کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دو سو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس سے انکار یقیناً کفر و ارتداد ہے جس سے کوئی تاویل نہیں بچا سکتی۔ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا منکر وہی شخص ہو سکتا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو، کیونکہ اگر یہ شخص آپ ﷺ کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپؐ نے خبر دی ہے، ان میں آپ کو سچا سمجھتا۔ جن دلائل اور طریق تواتر سے آپ ﷺ کی رسالت، نبوت اور دعوت ہمارے لیے ثابت ہوئی ہے، ٹھیک اسی درجہ کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہ ہوگا اور جس شخص کو اس ختم نبوت میں شک ہو، اسے خود رسالت محمدی ﷺ میں بھی شک ہوگا۔ گزشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین (جن کے ناموں پر ہم اور آپ متفق ہیں) حضور نبی کریم ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت (ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی وغیرہ وغیرہ) کو بند سمجھتے ہیں۔ ان میں کوئی ایک بزرگ بھی ایسا نہیں جو اجرائے نبوت کا قائل، یا امت مسلمہ کے اس متفقہ عقیدہ کے خلاف اپنا علیحدہ موقف رکھتا ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے بارے میں فرمایا:

اِنَّ اُمَّتِیْ لَا تَجْتَمِعُ عَلٰی ضَلَالَۃٍ فَاِذَا رَاَیْتُمُ اخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ.

(ابن ماجہ)

''میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ پس اگر تم اختلاف دیکھو تو تم پر سوادِ اعظم کے ساتھ رہنا لازم ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ اِلَی النَّارِ. (ترمذی)

''بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور (سن لو کہ) جماعت (اجتماعی وحدت) پر اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ ہے اور جو کوئی اس سے جدا ہوگا وہ دوزخ میں جا گرے گا۔''

لہٰذا امت مسلمہ بحیثیت مجموعی بے دین اور گمراہ نہیں ہو سکتی۔

شروع میں جب جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب ایک عالم اور مناظر کی حیثیت سے منظر عام پر آئے تو اس وقت وہ ختم نبوت کے قائل تھے اور عام مسلمانوں کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتے تھے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل تحریریں قابل توجہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(1) ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین'' (الاحزاب:40) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔''

(ازالہ اوہام ص614 روحانی خزائن نمبر 3 ص 431، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 128 پر)

(2) ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین'' (یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرتؐ نے لا نبی بعدی سے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور اگر ہم آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے جو بالبداہت باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور

ہمارے رسولؐ کے بعد کوئی نبی آ کیسے سکتا ہے جبکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی ہے اور اللہ نے آپؐ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا۔"

(حمامۃ البشریٰ ص 34 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 7 ص 200، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 130 پر)

(3) "میرے ساتھ (جڑواں) ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد میں اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔"

(تریاق القلوب ص 351 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 479 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 132 پر)

مرزا صاحب کے مذکورہ بیان سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ ان کے نزدیک آخر کے معنی "سب سے آخر میں آنے والا، جس کے بعد کوئی دوسرا نہ ہو" ہی تھے۔

(4) "میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر، بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں، جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰؐ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰؐ پر ختم ہوگئی۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 230 تا 231، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 134 پر)

(5) "ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 297 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 137 پر)

مسلمانان عالم کا حضور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر اجماع اور عقیدۂ جہاد، 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد اسلام دشمن طاقتوں بالخصوص انگریزوں کے لیے سوہان روح بنا ہوا تھا اور ہے۔ ان کی شدید خواہش تھی اور ہے کہ کسی طرح کوئی ایسا اہتمام ہو جائے کہ مسلمانوں کے دل سے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت وعقیدت اور جہاد کی روح دونوں ختم ہو جائیں، اب چونکہ ایک نبی کے حکم میں ترمیم وتنسیخ دوسرے نبی کے ذریعے ہی سے ہوتی ہے۔ اس لیے برطانیہ ہی کی شہ پر جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب نے پہلے خود کو عیسائیت اور ہندو مخالف مناظر کی حیثیت سے متعارف کروایا اور مسلمانوں کی جذباتی اور نفسیاتی ہمدردیاں حاصل کیں۔ پھر مرزا صاحب مجدد، محدث، امتی نبی، ظلی نبی،

بروزی نبی، مثیل مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ کرتے ہوئے انجام کار باقاعدہ امر و نہی کے حامل ایک صاحب شریعت نبی ہونے کے ادعا تک جا پہنچے۔ یعنی باقاعدہ نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ اعلان کیا کہ وہ خود "محمد رسول اللہ" ہیں (نعوذ باللہ) جماعت احمدیہ کے ذمہ داران بڑی ہوشیاری کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کی ان تصانیف سے منتخب اقتباسات شائع کر کے لوگوں کو ورغلاتے ہیں جو ان کے دعویٰ نبوت سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں۔ مرزا صاحب اور ان کے رفقاء کی کتب میں بعض ایسی روح فرسا تحریریں ہیں جو عقائد کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان تحریروں کو پڑھ کر کلیجا پھٹنے کو آتا، دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا، آنکھیں خون کے آنسو روتیں، سینہ چھلنی ہوتا، ہاتھ پاؤں شل ہوتے، روح میں زہر آلود نشتر چبھتے اور دماغ مفلوج ہوتا محسوس ہوتا ہے۔ آیئے بوجھل دل کے ساتھ ان دل آزار تحریروں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کے متعلق لکھتے ہیں:

(6) "ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا' اپنے وعدہ کے موافق۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 358، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 139 پر)

مزید کہا:

(7) "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء، ص 11 مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 231 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 141 پر)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچے خدا کی نشانی صرف یہ ہے کہ اس نے مرزا صاحب کو قادیان میں رسول بنا کر بھیجا ہے اور اگر مرزا صاحب رسول نہیں ہیں تو پھر خدا کی سچائی مشکوک ہے۔ (نعوذ باللہ)

مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند مرید اپنی کتاب میں مرزا صاحب کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

(8) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔"

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34 صفحہ نمبر 12 از قاضی یار محمد) (عکس صفحہ 143 پر)

مرزا صاحب نے اپنی کئی تحریروں میں حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں نہایت توہین آمیز خیالات کا اظہار کیا جو ایک عام اور بے عمل مسلمان کے لیے بھی ناقابل برداشت ہے۔ مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

"(مرزا غلام احمد صاحب نے) بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ بعد میں (جماعت احمدیہ سے میری) یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی، جب میں نے تحریک (احمدیہ) کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں، پھل سے پہچانا جاتا ہے۔"

(علامہ اقبالؒ کا خط، سن رائز کے جواب میں، مطبوعہ حرف اقبال از لطیف احمد شیرانی ص 123)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ خود "محمد رسول اللہ" ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا اپنا بیان ہے:

(9) "پھر اسی کتاب میں اسی مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے **محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم** اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 207، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 145 پر)

وہ مزید لکھتے ہیں:

(10) "میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت **و آخرین منهم لما یلحقوبهم** بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے اور مجھے آنحضرتؐ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرتؐ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 212، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 146 پر)

ایک اور موقع پر لکھتے ہیں:

(11) "میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں اسمٰعیلؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ہوں، ابن مریمؑ ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص 85 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 521، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 148 پر)

مرزا صاحب نے اپنے متعلق مزید لکھا:

(12) "منم مسیح زمان و منم کلیم خدا　　منم محمدؐ و احمدؐ کہ مجتبیٰ باشد"

"یعنی میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا، یعنی موسیٰ ہوں، میں محمدؐ ہوں، میں احمد مجتبیٰ ہوں۔"

(تریاق القلوب ص 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 134، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 149 پر)

مرزا غلام احمد صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے نے مرزا صاحب کے اس دعویٰ کو کہ وہ "محمد رسول اللہ" ہیں، بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ اپنی کتاب "کلمۃ الفصل" میں بیان کیا ہے۔ احمدی دوستوں سے التماس ہے کہ وہ ان حوالہ جات کو بنظر غائر پڑھیں اور یہ کتاب کسی بھی احمدیہ لائبریری سے حاصل کر کے اس کا خالی الذہن ہو کر ضرور مطالعہ کریں، آپ خود بخود اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ مرزا صاحب نے نہ صرف خود "محمد رسول اللہ" ہونے کا دعویٰ کیا ہے بلکہ یہ بات بڑی شدت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد میں بھی شامل کی ہے۔ کوئی احمدی دوست اس عقیدہ سے لاعلم یا بے خبر ہے، تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ مندرجہ ذیل تحریریں پڑھ لینے کے بعد اس عقیدہ کے بارے میں کسی احمدی کو اب مزید کسی شک کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:

(13) "اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) اور نبی کریمؐ میں کوئی دوئی باقی نہیں کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا کہ صار وجودی و جودہ (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ 171) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) میری قبر میں دفن کیا جائے گا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا تا کہ اشاعت اسلام کا کام پورا کرے اور ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچاوے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمدؐ کو اتارا تا کہ اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین منھم لم یلحقوا بھم میں فرمایا تھا۔"

(کلمۃ الفصل ص 104، 105 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 151 پر)

چونکہ مسلمان حضرت محمد ﷺ کے قادیان میں دوبارہ آنے کے قائل نہیں اور مرزا غلام احمد کو "محمد رسول اللہ" تسلیم نہیں کرتے، اس لیے احمدیوں کے نزدیک وہ نئے کلمہ کے منکر ہونے کی

وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے لکھتے ہیں:

(14) ''اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔''

(کلمۃ الفصل ص 146-147 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ 153 پر)

پھر مزید بڑھتے ہوئے لکھتے ہیں:

(15) ''ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے ہیں، کسی کو بہت، کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔''

(کلمۃ الفصل ص 113، از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 155 پر)

احمدی دوست کہتے ہیں کہ جب وہ کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو اس میں لفظ ''محمد'' سے ان کی مراد محمد عربی ﷺ ہی ہوتے ہیں۔ یہ احمدی دوستوں کی سادگی اور اپنے عقائد سے غالباً لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ احمدیہ عقیدہ کے مطابق کلمہ طیبہ میں لفظ ''محمد'' سے مراد ''مرزا غلام احمد'' ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ خود ''محمد رسول اللہ'' ہیں۔ احمدیوں کا یہی عقیدہ مسلمانوں کے لیے سوہان روح بنا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے! مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اس سلسلہ میں مزید کیا فرماتے ہیں؟

(16) ''ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی و ماریٰ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے۔ ''پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے

لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمدؐ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔"

(کلمۃ الفصل ص158 از مرزا بشیر احمد ایم اے)(عکس صفحہ 156 پر)

مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند اور نہایت مخلص احمدی قاضی ظہور الدین اکمل نے مذکورہ بالا عقیدہ کو شاعری میں ڈھالا۔ ملاحظہ فرمائیں:

(17)

"امام اپنا عزیزو اس زماں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکرم
مکاں اس کا ہے گویا لا مکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد ﷺ پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد ﷺ دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں"

(اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء)(عکس صفحہ 157 پر)

جب اس لغراش قصیدہ پر اعتراض ہوا تو احمدیہ قیادت نے جلتی پر تیل کے مصداق جواب دیا:

(18) "وہ اس نظم کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ پھر یہ نظم اخبار بدر 25 اکتوبر 1906ء میں چھپی اور شائع ہوئی..........اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاکم اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایماں وقلت عرفاں کا ثبوت دیتا۔"

(اخبار روزنامہ "الفضل" 23 اگست 1944ء ص 4)(عکس صفحہ 158 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود،

مرزا غلام احمد صاحب کا رتبہ نبی کریم ﷺ سے بھی بڑھ کر بتاتے ہیں۔ ان کے یہ الفاظ غور سے ملاحظہ فرمائیں اور خود سوچیں کہ آپ کہاں کھڑے ہیں؟ لکھتے ہیں:

(19) ''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔''

(مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل قادیان نمبر 5 جلد 17، 10 جولائی 1922ء)(عکس صفحہ 159 پر)

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(20) ''مجھ کو اپنی نسبت یہ الہام ہوا:

خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھاوے۔ آسمان سے کئی تخت اُترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 282 از مرزا غلام احمد صاحب)(عکس صفحہ 160 پر)

مرزا غلام احمد صاحب اپنے ایک مکتوب میں حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں توہین کرتے ہوئے بڑی دیدہ دلیری سے لکھتے ہیں:

(21) ''آنحضرتؐ اور آپ کے اصحاب ...... عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔''

(مرزا غلام احمد صاحب کا مکتوب، اخبار الفضل قادیان 22 فروری 1924ء)(عکس صفحہ 161 پر)

مرزا بشیر احمد ایم اے مرزا صاحب کی مشہور سوانح حیات ''سیرۃ المہدی'' میں ایک اہم واقعہ لکھتے ہیں:

(22) ''حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1903ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) بھی تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی بھی آ گئے، اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبدالریم صاحب کو جوش آ گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے کے خلاف آوازیں بلند ہو گئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگی۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (یعنی اے مومنو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبدالکریم

صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھ کر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 30 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 163 پر)

اہل علم جانتے ہیں کہ اس واقعہ میں مذکور آیت قرآنی حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی جو ہمیں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے آداب سکھاتی ہے۔ جبکہ یہ آیت غیر ضروری انداز میں مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی شخصیت پر چسپاں کی۔

مرزا صاحب اپنے اوپر نازل ہونے والی وحی کے بارے میں لکھتے ہیں:

(23) "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔"

(اربعین نمبر 4 ص 112 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 454 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 165 پر)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات قرآنی، وحی کی صورت میں دوبارہ ان پر نازل کی ہیں۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ آیات قرآنی صرف اور صرف نبی کریم ﷺ ہی کے لیے مخصوص ہیں۔ مرزا صاحب کا اصرار ہے کہ چونکہ وہ خود "محمد رسول اللہ" ہیں، اس لیے اب وہی ان آیات کے مصداق ہیں۔ انہوں نے بعض آیات میں تحریف بھی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

(24) "انا اعطینٰک الکوثر. فصل لربک و انحر. ان شانئک هو الا بتر"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 235 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 166 پر)

(25) "ورفعنا لک ذکرک"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 236 طبع چہارم، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 167 پر)

(26) "هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 538 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 168 پر)

(27) "انا ارسلناه شاهدا و مبشرا و نذیرا کصیب من السمآء فیه ظلمات ورعد و برق کل شیء تحت قدمیه."

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 119 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 169 پر)

(28) "وداعیا الی اللہ و سراجا منیرا"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 541 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 170 پر)

(29) " تبت یدا ابی لھب وتب "

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 546 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 171 پر)

(30) " قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ "

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 547 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 172 پر)

(31) " وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین "

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 547 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 172 پر)

(32) " انا انزلناہ قریباً من القادیان. وبالحق انزلناہ و بالحق نزل. صدق اللّٰہ و رسولہ. و کان امر اللہ مفعولا "

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 549 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 173 پر)

ان آیات کے علاوہ مرزا صاحب نے درج ذیل حدیث قدسی کو بھی اپنی طرف منسوب کیا۔

(33) " لولاک لما خلقت الا فلاک "

(ترجمہ) اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 525 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 174 پر)

مرزا صاحب کا اعترافی بیان ہے:

''ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے۔ ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سوٴروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 126 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 292 از مرزا غلام احمد صاحب)

بقول حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ:

''احمدی دوستوں کو سوچنا چاہیے کہ کیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے لے کر مرزا صاحب کی آمد سے پہلے تک تیرہ صدیوں کے مسلمانوں کے یہی عقائد تھے جو مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی جماعت کے اکابر کے حوالے سے اوپر درج کیے گئے ہیں؟ بہت معمولی سی بات ہے جس کے سمجھنے کے لیے بہت فہم وفکر کی ضرورت نہیں کہ کیا حضرات ابوبکر وعمر وعثمان وعلی (رضوان اللہ علیہم) بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ دوبارہ قادیان میں مبعوث ہوں گے؟ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ میں سے کسی سے یہ عقیدہ منقول ہے؟ کیا تابعینؒ اور ائمہ دینؒ میں سے کوئی اس کا قائل تھا؟

احمدی دوست، اگر صرف اسی سوال پر عقل و انصاف سے غور کریں تو انھیں یہ احساس ہوگا کہ مرزا غلام احمد صاحب ان عقائد کو اپنا کر ''سبیل المومنین'' پر قائم نہیں رہے۔ ادھر قرآن کریم کا

اعلان ہے کہ "جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور "سبیل المومنین" کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چل نکلے تو دنیا میں وہ جو کچھ کرتا ہے، ہم اسے کرنے دیں گے اور اسے جہنم میں داخل کریں گے۔" اس لیے مرزا صاحب کے تمام عقیدت مندوں سے گزارش کروں گا کہ اگر انھوں نے واقعی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضامندی کی خاطر مرزا صاحب کا دامن پکڑا ہے جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے تو مرزا غلام احمد صاحب کے عقائد ونظریات معلوم ہو جانے کے بعد ان پر یہ بات واضح ہو گئی ہوگی کہ انھوں نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی رضامندی کے لیے جو راستہ اختیار کیا ہے۔ وہ کعبہ کو نہیں بلکہ کسی اور ہی طرف کو جاتا ہے وہ "سبیل المومنین" (اہل ایمان کا راستہ) نہیں، بلکہ یہ اہل ایمان کے راستے سے الٹی سمت کو جاتا ہے۔

دوسری بات جس پر انہیں غور کرنا چاہیے، یہ ہے کہ مرزا صاحب کا یہ عقیدہ کہ وہ عین محمد ہے۔ عقل ودانش کی میزان میں کیا وزن رکھتا ہے؟ اگر مرزا غلام احمد، عین محمدؐ ہے تو سوال پیدا ہوگا کہ:

1- مرزا غلام مرتضیٰ کے نطفہ سے کون پیدا ہوا؟
2- چراغ بی بی کے پیٹ میں کون تھا؟
3- جنت بی بی کس کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی؟
4- بچپن میں چڑیوں کا شکار کون کرتا تھا؟
5- گل علیشاہ کی شاگردی کس نے کی تھی؟
6- سیالکوٹ کچہری میں گورنمنٹ برطانیہ کا نوکر کون تھا؟
7- انگریزی عدالتوں میں "مرجاہاجر" (یعنی مرزا حاضر!) کی آوازیں کس کو دی جاتی تھیں؟
8- قانون انگریزی کی تیاری کس نے کی، اور اس میں فیل کون ہوا؟
9- محترمہ حرمت بی بی کو طلاق کس نے دی؟
10- مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کو عاق کس نے کیا؟
11- محترمہ محمدی بیگم کا اسیر زلف کون ہوا؟
12- اس سے نکاح کی پیشینگوئی کس نے کی؟
13- اس پیش گوئی کو اپنے صدق وکذب کا معیار کس نے ٹھہرایا؟
14- اور پھر اس سے وصل میں ناکام کون مرا؟
15- نصرت جہاں بیگم کا شوہر کون تھا؟
16- مرزا محمود، شریف احمد، بشیر احمد کا باپ کون تھا؟

اور دوسری طرف اگر مرزا غلام احمد اور حضرت محمد ﷺ ایک ہی ذات کے دو نام ہیں تو

1- حضرت ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما کا داماد کون تھا؟

2- حضرت عائشہؓ وحفصہؓ کا شوہر کون تھا؟

3- حضرت عثمانؓ اور علیؓ کس کے داماد تھے؟

4- حضرت فاطمہؓ، زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ کس کی صاحبزادیاں تھیں؟

5- حسنؓ وحسینؓ کس کے نواسے تھے؟

6- بدر وحنین کے معرکے کس نے سر کیے؟

7- شب معراج میں انبیاء کرام کا امام کون تھا؟

8- قیصر وکسریٰ کی گردنیں کس کے غلاموں کے سامنے جھکیں؟...... وغیرہ وغیرہ

کیا پہلے سوالوں کے جواب میں ''محمد رسول اللہ ﷺ کا اور دوسرے سوالوں کے جواب میں مرزا غلام احمد کا نام لے سکتے ہو؟ ''محمدؐ پھر اتر آئے ہیں ہم میں، اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں'' کے ترانے گانے والے ہمارے بھٹکے ہوئے دوستو! خدا کے لیے ذرا سوچو کہ تم نے ''محمد رسول اللہ'' کو قادیاں میں دوبارہ اتار کر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا انصاف کیا؟ اللہ نے عقل وفہم تمھیں بھی عطا فرمائی ہے، مرزا صاحب کے دعوے میں محمد ہونے کو عقل وخرد کی ترازو میں تو لو اور دیکھو! تم نے کس کا تاج کس کے سر پر رکھ دیا ہے؟ کس کی دولت کس کے حوالہ کر دی ہے، آخر پرانے ''محمد رسول اللہ'' میں معاذ اللہ تمھیں کیا نقص نظر آیا تھا کہ تم نے اس سے بڑھ کر شان والا ''محمد رسول اللہ'' قادیان میں اتار لیا؟

احمدی دوستوں کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد صاحب پوری زندگی جسمانی اور دماغی بیماریوں کا شکار رہے۔ اس صورت حال میں ان کا یہ دعویٰ ''میں محمد رسول اللہ ہوں'' نہایت گستاخانہ اور دل آزار ہے۔ نہ معلوم اس کی آڑ میں وہ دوسری قوموں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟ مرزا صاحب کو لاحق چند پیچیدہ امراض کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

(34) مائی اوپیا (سیرت المہدی ج 3 ص 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس ص 176 پر)

(35) دل ودماغ سخت کمزور (تریاق القلوب ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)

(36) ذیابیطس (تریاق القلوب ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)

(37) دوران سر (تریاق القلوب ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)

(38) تشنج قلب (تریاق القلوب ص 75 خزائن مندرجہ روحانی ص 203 ج 15 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)

(39) حالت مردمی کالعدم (تریاق القلوب ص 75 روحانی خزائن ج 15 ص 203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)

(40) تشنج اعصاب (سیرۃ المهدی ج 1 ص 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 179 پر)

(41) خارش (سیرت المهدی ج 3 ص 53 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 180 پر)

(42) دق (تریاق القلوب ص 74 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 202 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 181 پر)

(43) سل (سیرت المهدی ج 1 ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 182 پر)

(44) ہسٹیریا (سیرت المهدی ج 2 ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 183 پر)

(45) مراق (سیرت المهدی ج 2 ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 183 پر)

(46) دورے (سیرت المهدی ج 1 ص 28 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 184 پر)

(47) غشی (سیرت المهدی ج 1 ص 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 185 پر)

(48) سو سو دفعہ پیشاب (اربعین نمبر 4 ضمیمہ ص 4 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 471 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 186 پر)

(49) کثرت اسہال (نسیم دعوت ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 348، 349 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 187 پر)

(50) قولنج زحیری (سیرت المہدی ج 1 ص 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 190 پر)

(51) لکنت (سیرت المہدی ج 2 ص 25 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 192 پر)

(52) دانتوں کو کیڑا (سیرت المہدی ج 2 ص 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 193 پر)

(53) شدید دردِ سر جس کا آخری نتیجہ مرگی (حقیقت الوحی ص 376 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 376 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 194 پر)

(54) حافظہ بہت خراب (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر سوم ص 21) (عکس صفحہ 196 پر)

(55) سرعت انزال، سستی نامردی (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 2 ص 14) (عکس صفحہ 198 پر)

انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے خاص منتخب کردہ نمائندے ہوتے ہیں۔ وہ لاتعداد عظمتوں کے امین اور حامل ہوتے ہیں۔ معصومیت ان کے لوازم میں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتے ہیں۔ ان کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی ایک مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ اس سلسلہ میں خود مرزا صاحب کا بیان ہے:

(56) ''اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے...... کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔''

(چشمہ معرفت ص 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 390 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 200 پر)

اس کے باوجود مرزا صاحب کی خود تردیدی (Self-contradiction) ملاحظہ کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بڑی جسارت اور دیدہ دلیری سے لکھتے ہیں:

(57) ''آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں

آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔"

(انجام آتھم ص 7 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 11 ص 291 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 202 پر)

(58) "آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے نہیں روک سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔"

(انجام آتھم |حاشیہ| صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 203 پر)

(59) "مسیح تو خود کنجریوں سے تیل ملواتا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی...... مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب سنایا کرتے ہیں جس میں مشیعہ عورت کا اور مشیع یہودی عاشق سلومی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلومی مشیع کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لیے اس مشیع نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا۔ گویا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک نوبت پہنچائی...... ان کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت عطر ملتی ہے، تیل بالوں کو لگاتی ہے، بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ مہنت کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے یہ سب کرواتے جاتے ہیں...... ان کو کنجریوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس کنجری نے توبہ کی تھی تو کنجری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی ہیں۔ ایک طرف پھر موڑھے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں...... پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑھ ہے۔ اس کی تخم ریزی مسیح نے کی۔"

(ملفوظات ج 4 ص 88 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 205 پر)

مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

(60) ''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔''

(کشتی نوح | حاشیہ | ص 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 71 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 207 پر)

(61) ''سچ ہے ''عیسائی باش ہر چہ خواہی بکن۔'' سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں، یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اس کی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سؤر بھی کھایا تھا۔''

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ص 47 مندرجہ روحانی خزائن ج 12 ص 373 از مرزا غلام احمد)
(عکس صفحہ 209 پر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب کی مذکورہ بالا توہین آمیز عبارات کے بارے میں احمدی مبلغین کا کہنا ہے کہ یہ عبارات انجیل سے لی گئیں ہیں جبکہ مرزا صاحب انجیل و توریت کے بارے میں لکھتے ہیں:

(62) ''میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و مبدل ہوگئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔''

(تذکرہ الشہادتین ص 3 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 4 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 211 پر)

(63) ''سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک ردی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ اُن میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف مبدل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔''

(چشمہ معرفت ص 255 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 266 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 212 پر)

مرزا صاحب مزید اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(64) ''ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے

نکلا ہے، وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔"

(چشمہ مسیحی ص 4 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 336 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 214 پر)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی اور رسول ہیں، اُن سے ہرگز توقع نہ تھی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی عامیانہ زبان استعمال کرتے۔ میرا ذاتی خیال ہے مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محض اس لیے کردار کشی کی ہے کہ وہ ان کی بلند پایہ شخصیت کو مسخ کر کے آنے والے مسیح کے طور پر اپنی جگہ بنانا چاہتے تھے تا کہ عامۃ الناس حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متنفر ہو کر ان کی آمد ثانی کو بھول جائیں اور انہیں (یعنی مرزا صاحب کو) مسیح موعود تسلیم کر لیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب خود کو مثیل مسیح بھی کہتے ہیں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح۔ اس ضمن میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(65) "اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔"

(براہین احمدیہ ج 1 ص 499 مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 593 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 216 پر)

(66) "میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔"

(تحفہ قیصریہ ص 21 مندرجہ روحانی خزائن ج 12 ص 273 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 218 پر)

(67) "خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا، یعنی ایک شخص جو عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہمرنگ ہے۔"

(کشف الغطاء ص 16 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 192 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 220 پر)

مرزا صاحب کے ان مذکورہ بالا دعوؤں کے باعث سوال پیدا ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی تحریروں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جن نازیبا اور غیر اخلاقی الزامات کی بوچھاڑ کی ہے، کیا وہ خود اس کی زد میں نہیں آتے؟

اہل بیتؓ عظام نہایت اعلیٰ نسب، امت کے سب سے بہتر، برتر، برگزیدہ اور پاکباز لوگوں میں شامل ہیں۔ ان کے حق میں قرآن کریم کی کئی آیات نازل ہوئیں اور کئی احادیث نبویہ ان کی شان میں وارد ہوئیں۔ وہ اطیب واطہر شجرہ نبوی ﷺ کی مقدس شاخیں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہر آلائش

سے محفوظ فرمایا۔ اسلام کی سربلندی کے لیے ان کی خدمات، تاریخ کا نیر تاباں ہے۔ وہ سب مسلمانوں کے احترام، توقیر اور ان کی محبت کے لائق اور مستحق ہیں۔ ہر مسلمان اہل بیتؓ سے محبت اپنے لیے سرمایۂ حیات سمجھتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب اہل بیت کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں:

نواسہ رسول ﷺ، شہید کربلا حضرت امام حسینؓ کے بارے میں مرزا صاحب کا ارشاد ہے:

(68) ''اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو، اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے، اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسینؓ تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسینؓ سے بڑھ کر ہے۔''

(دافع البلاء ص 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 233 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 221 پر)

حضرت امام حسینؓ عالی مقام کے بارے میں بے حد غیر محتاط زبان استعمال کرتے ہوئے مزید لکھا:

(69) ''تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے؟ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس (ذکر حسینؓ) گوہ کا ڈھیر ہے۔''

(اعجاز احمدی ص 82 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 194 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 223 پر)

(70) ''کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم''

(ترجمہ) ''میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو (100) حسینؓ ہر وقت میری جیب میں ہیں۔''

(نزول المسیح ص 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 477 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 225 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود، مرزا صاحب کے مندرجہ بالا شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(71) ''شہادت کا یہی مفہوم ہے جس کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) نے فرمایا۔

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

میرے گریبان میں سو حسینؓ ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے فرمایا ہے میں سو حسینؓ کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس کا یہ مفہوم ہے کہ سو حسینؓ کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کی فکروں میں گھلا جاتا ہے، جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے، جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسینؓ کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) امام حسینؓ کے برابر تھے یا ادنیٰ۔ حضرت امام حسینؓ ولی تھے۔ مگر ان کو وہ غم اور صدمہ کس طرح پہنچ سکتا تھا، جو اسلام کو مٹتا دیکھ کر حضرت مسیح موعود کو ہوا۔ حضرت امام حسینؓ اس وقت ہوئے جبکہ لاکھوں اولیاء موجود تھے، اسلام اپنی شان وشوکت میں تھا۔ ایسی حالت میں ان کو وہ غم کہاں ہو سکتا تھا، جو اس شخص کو ہوا، جو ایسے ہی حالات میں مبعوث ہوا جن حالات میں خود محمدؐ کی بعثت ہوئی تھی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت امام حسین کی شہادت رسول کریم کی شہادت سے بڑی تھی؟ نہیں۔ اس لیے کہ جو غم اور تکلیف آپ کو اسلام کے لیے اٹھانی پڑی، وہ حضرت امام حسین کو نہیں اٹھانی پڑی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی شہدت بھی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے گھر پر بیٹھے رہے۔ پھر کس طرح امام حسینؓ سے بڑھ گئے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا محمدؐ اسی طرح فوت ہوئے۔ جس طرح امام حسین فوت ہوئے تھے۔ نہیں۔ مگر کون ہے جو کہے محمدؐ کی قربانی حضرت امام حسین کی قربانی سے کم تھی۔ محمدؐ کی ایک ایک سیکنڈ کی قربانی حضرت امام حسینؓ کی ساری عمر کی قربانی سے بڑھ کر تھی۔ پس جس طرح محمدؐ کی قربانی بڑی تھی اسی طرح وہ شخص جو انہیں حالات میں کھڑا ہوگا جن میں محمدؐ کھڑے ہوئے، اس کی قربانی بھی بہت بڑھ کر ہوگی۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے کہا ہے:

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

”کہ مجھ پر تو ہر لمحہ سو سو کربلا کی مصیبتیں گزرتی ہیں اور میں تو ہر گھڑی کربلا کی سیر کر رہا ہوں۔“

(خطبہ مرزا بشیر الدین محمود، روزنامہ الفضل قادیان شمارہ نمبر 80 جلد نمبر 26، 13 جنوری 1926ء)

(عکس صفحہ 226 پر)

مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں:

(72) ''اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔''

(اعجاز احمدی ص 77 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 181 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 227 پر)

(73) ''اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔''

(اعجاز احمدی ص 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 193 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 228 پر)

خلیفہ راشد حضرت علیؓ کے بارے میں مرزا صاحب کہتے ہیں۔

(74) ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علیؓ کو تلاش کرتے ہو۔''

(ملفوظات جلد اول ص 400 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 230 پر)

آبروئے کائنات، خاتون جنت، جگر گوشۂ رسول، سیدہ طاہرہ، حضرت فاطمہ الزہراؓ کی عظمت و شان سے کون واقف نہیں۔ کتب صحاح میں حضرت بتولؓ کے بے شمار فضائل ومحاسن موجود ہیں۔ آپ کی جلالت شان اور مقام معصومیت کے متعلق سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے وسط عرش سے منادی، ندا کرے گا کہ اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکا دو اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو کہ فاطمہؓ بنت محمد ﷺ پل صراط سے گزر جائے۔ اس وقت ستر ہزار حوریں ان کے ہمراہ بجلی کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گی۔'' مگر مرزا صاحب آپ کے بارے نہایت دل آزار تحریر لکھتے ہیں:

(75) ''حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ (حاشیہ) ص 11 پہلا ایڈیشن از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 231 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور جماعت احمدیہ کے خلیفہ مرزا بشیر الدین صاحب نے لفظ ''سید'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھا:

(76) ''(اب) جو سید کہلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی۔ اب وہی سید ہوگا جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی اتباع میں داخل ہوگا۔ اب پرانا رشتہ کام نہیں آئے گا۔''

(قول الحق ص 32 مندرجہ انوار العلوم ج 8 ص 80 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ 233 پر)

مرزا صاحب نے قرآن مجید میں لفظی تحریف کرتے ہوئے کہا:

(77) "انا انزلناه قریباً من القادیان"

اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلناہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارۃ البیضاء کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 59 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 234 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے قرآن مجید کے بارے میں جماعت احمدیہ کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(78) "ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لیے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہؐ (مرزا غلام احمد) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔"

(کلمۃ الفصل از مرزا بشیر احمد ایم اے ص 173) (عکس صفحہ 235 پر)

قرآن مجید کے بارے میں مرزا صاحب نے کہا:

(79) "قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 548 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 236 پر)

(80) "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی ص 220 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 220 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 237 پر)

مرزا صاحب نے ایک کشف میں دیکھا کہ قادیان کا نام قرآن مجید میں درج ہے۔ مرزا صاحب چونکہ نبوت و رسالت کے دعویدار ہیں، اس لیے ان کے کشف پر شک نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن کیا کیجیے مسلمانوں کے قرآن میں قادیان کا ذکر نہیں ہے۔ مرزا صاحب کا کشف ملاحظہ فرمائیں:

(81) "اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلناہ قریباً من القادیان تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ

کیا قادیان کا نام بھی قران شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو، لکھا ہوا ہے۔تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔''

(ازالہ اوہام (حاشیہ) حصہ اول ص 77 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 140 از مرزا غلام احمد)
(عکس صفحہ 238 پر)

کیا احمدی دوست بتا سکتے ہیں کہ قرآن مجید کی کس سورت یا رکوع میں یہ آیت موجود ہے جس میں قادیان کا نام درج ہے؟ احمدی دوست کہتے ہیں کہ یہ کشف ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی کا کشف اور خواب وحی ہوتا ہے جبکہ مرزا صاحب کشف کے بارے میں کہتے ہیں۔

(82) ''وہ کامل کشف جس کو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے۔ وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر اُن کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔''

(حقیقت المہدی ص 16 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 442 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 240 پر)

اگر مرزا صاحب کا مذکورہ بالا کشف سچ ہے تو قرآن مجید میں یہ آیت موجود نہیں ہے اور اگر یہ کشف جھوٹ ہے تو ظاہر ہے کہ جھوٹا آدمی نبی نہیں ہو سکتا۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے بارے میں مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے خیالات ملاحظہ فرمائیں:

(83) ''حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے، مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا، وہ کاٹا جائے گا۔تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔''

(حقیقۃ الرؤیا ص 46 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ 242 پر)

احمدی دوستوں کی اکثریت مرزا صاحب کی ان دل آزار اور قابل اعتراض تحریروں

سے بے خبر اور لاعلم ہے جو انہوں نے اسلام اور اس کی مقدس شخصیات کے متعلق کہیں۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ تحریریں بعض احمدیوں سے جان بوجھ کر چھپائی جاتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کی بنیادی کتابیں ایک عرصہ دراز سے ناپید ہیں اور ایک خاص مصلحت کے تحت انہیں شائع نہیں کیا جا رہا۔ یہ وہ کتابیں ہیں جن میں اسلام، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، صحابہ کرامؓ، اہل بیتؓ قرآن وحدیث، مقدس شخصیات اور اکابرین امت کا نہ صرف تمسخر اڑایا گیا ہے بلکہ طعن وتشنیع اور تضحیک وتحقیر کا کوئی پہلو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ ان کتابوں میں ایسی دل آزار تحریریں ہیں جن کو پڑھنا اور سننا تو درکنار، صرف ان کے تصور سے ہی کلیجا منہ کو آتا ہے۔ ان کتابوں میں خصوصی طور پر ''ایک غلطی کا ازالہ'' از مرزا غلام احمد ''تذکرہ یعنی وحی مقدس ومجموعہ الہامات حضرت مسیح موعود (احمدیوں کا اصل قرآن)'' از مرزا غلام احمد ''کلمۃ الفصل'' از مرزا بشیر احمد ایم اے (مرزا غلام احمد کے صاحبزادے) ''سیرت المہدی'' (مرزا غلام احمد کی سوانح اور حالات زندگی) از مرزا بشیر احمد ایم اے ''انوار خلافت'' از مرزا بشیر الدین محمود احمد (مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ) ''حقیقۃ النبوۃ'' از مرزا بشیر الدین محمود ''حقیقۃ الرویاء'' از مرزا بشیر الدین محمود ''آئینہ صداقت'' از مرزا بشیر الدین محمود ''اسلامی قربانی'' از قاضی یار محمد ''خطوط امام بنام غلام'' از حکیم محمد حسین قریشی ''البشریٰ'' مؤلفہ محمد منظور الٰہی، مکتوبات احمدیہ مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی، ''مکاشفات'' مؤلفہ محمد منظور الٰہی، ''ذکر حبیب'' از مفتی محمد صادق اور ''تذکرہ المہدی'' از پیر سراج الحق شامل ہیں۔

انصاف اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ احمدی دوست ان اشتعال انگیز اور جذبات میں آگ لگا دینے والی کتابوں کا دفاع کرنے کے بجائے ان سے اپنی برأت کا اعلان کریں۔ یاد رہے کہ ان کتابوں کے مصنفین نے ختم نبوت کے قلعہ میں نقب زنی کے جرم کا ارتکاب سیاسی ومعاشی مجبوریوں اور شاید سماجی وسرکاری مفادات کے حصول کے لیے کیا۔ سامراجی اور استعماری حکمرانوں کے ایماء پر لکھی گئی ان کتابوں اور ان کی تعلیمات کو حریت فکر کا علمبردار ایک بھی آزاد شہری تحسین کی نگاہ سے دیکھنے کا جرم نہیں کر سکتا۔ میرا دعویٰ ہے کہ اگر یہ کتب دوبارہ شائع ہو کر کم از کم احمدیوں ہی میں تقسیم ہو جائیں تو آدھے سے زیادہ احمدی اپنے مذہب سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیں، اور مجھے پورا یقین ہے کہ احمدیہ قیادت کسی بھی قیمت پر اپنی مذکورہ کتب کبھی شائع نہیں کرے گی۔

بے شمار احمدی ایسے ہیں جو اپنی جماعت (احمدیہ) کے ساتھ نہایت مخلص اور اپنے

عقائد پر سختی سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ وہ دن رات جماعت کی ترقی و تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ کئی طرح کی مشکلات سے بھی گزرتے ہیں مگر المیہ یہ ہے ان میں شاید ہی کوئی ایسا احمدی ہو جس نے بانی جماعت سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہو۔ ورنہ اکثریت تو ان کے نام بھی نہیں جانتی۔ بہت کم ایسے احمدی دوست ہوں گے جنہوں نے مرزا صاحب کی زیادہ سے زیادہ 5 یا 10 کتابیں مکمل پڑھی ہوں۔ مرزا صاحب کی تصانیف کی تعداد تقریباً 84 ہے۔ مکتوبات، ملفوظات اور مجموعہ اشتہارات وغیرہ ان کے علاوہ ہیں۔ اس طرح مرزا صاحب کی کتب کی تعداد 100 کے قریب بنتی ہے۔ مجھے درجنوں فاضل احمدی دوستوں سے تبادلہ خیال اور مباحثہ کے کئی مواقع میسر آئے، ان میں پڑھے لکھے نوجوان اور معقول مشاہرہ پانے والے مربی حضرات بھی شامل ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایک بھی ایسا احمدی دوست نہیں تھا جس نے مرزا صاحب کی تمام کتب پڑھی ہوں۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک ایسے مخلص احمدی حضرات کا ایمان مشکوک ہے۔ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے اپنے والد صاحب کی مستند سوانح عمری ''سیرت المہدی'' میں یہ روایت درج کرتے ہیں:

(84) ''مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت (مرزا صاحب) فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔''

(سیرت المہدی از مرزا بشیر احمد ایم اے جلد دوئم ص 78) (عکس صفحہ 243 پر)

امت مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی یا بروزی وغیرہ کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں۔ وہ آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہیں۔ قرب قیامت وہ دوبارہ اس دنیا میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ حضرت امام مہدی اس امت میں حضور نبی کریمؐ کی اولاد سے پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ موجود ہوں گے۔

وفات مسیح کا مسئلہ ہر احمدی کا پسندیدہ موضوع ہے۔ ہر احمدی دوست کی یہ دِلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی گفتگو یا بحث کا آغاز اسی موضوع سے کرے۔ لیکن مرزا صاحب کے نزدیک اس موضوع کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ وہ نہ تو اسے ایمان کا کوئی جز سمجھتے ہیں۔ نہ اسے دین

اسلام کے ارکان میں سے کوئی رکن۔ بلکہ کہتے ہیں کہ اس کا حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر کوئی حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ عقیدہ حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہمیت وضرورت کے بارے مرزا صاحب کی چند اہم تحریریں ملاحظہ فرمائیں:

(85) ''اوّل تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جز یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی، اُس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوگیا۔''

(ازالہ اوہام ص 140 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 171 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 244 پر)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

- عقیدہ نزول مسیحؑ ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے۔
- یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہیں ہے۔
- یہ ایک پیش گوئی ہے، اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔
- اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

(86) ''کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیاتِ مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے، اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔''

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، صفحہ 3 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 246 پر)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

- حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ آنحضرت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا۔
- کئی خواص، اولیاء اور اہل اللہ کا یہی عقیدہ تھا۔
- یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں ہے جس کا ازالہ خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔

(87) ''اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں، صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔''

(حقیقت الوحی حاشیہ ص 30 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 32 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 247 پر)

اس حوالہ سے جو امور واضح ہوئے، وہ یہ ہیں:

- نزول عیسیٰ کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔
- یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی۔

(88) ''ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔''

(ملفوظات احمدیہ، ج 2 ص 72 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 248 پر)

اس حوالہ سے یہ واضح ہوا:

- احمدی حضرات کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ وفات وحیات مسیح پر مباحثہ و جھگڑے کریں۔
- یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔

احمدی حضرات کے نزدیک جب یہ مسئلہ ان کے ایمانیات کی جز نہیں ہے...... جب یہ دین کے رکنوں میں سے رکن نہیں...... جب اسلام کی حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں...... جب اس کے بیان کرنے یا نہ کرنے سے اسلام میں کچھ فرق نہیں پڑتا...... جب یہ مسئلہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے بعد جلد ہی پھیل گیا تھا...... جب یہ عقیدہ خواص کا تھا، اولیاء کا تھا، اہل اللہ کا تھا اور جب یہ کوئی خاص امر نہیں ہے...... جب اس کا ازالہ خدا نے ضروری نہیں سمجھا...... جب اس کا عقیدہ رکھنے والے پر کوئی گناہ نہیں...... جب یہ محض اجتہادی غلطی ہے...... جب اس قسم کی خطائیں سابقہ انبیاء سے بھی ہوتی رہیں...... جب آپ کی غرض اس پر مباحثہ کرنے کی نہیں...... اور جب یہ ادنیٰ سی بات ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت واہمیت باقی نہ رہی۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا گیا اور نہ ہی صلیب دیا گیا۔ قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وما قتلوه و ما صلبوه ولکن شبه لهم (النساء: 157)

بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ جبکہ احمدیوں کا عقیدہ اس کے برعکس ہے۔ احمدی دوستوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ اب جس عیسیٰ یا مسیح نے دوبارہ دنیا میں آنا تھا، وہ مرزا غلام احمد صاحب کی صورت میں آچکے ہیں۔ جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر رفع اور پھر قرب قیامت زمین پر نزول کا تعلق ہے، قرآن مجید میں ہے:

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق ...... (توبه: 33)

ترجمہ: ''وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔''

آیت بالا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزولِ دنیا پر استدلال کرتے ہوئے مرزا صاحب رقم طراز ہیں:

(89) ''هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله. یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔''

(براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 593 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 249 پر)

اس تحریر سے صاف معلوم ہوگیا کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کی دلیل محکم ہے کیونکہ نزول اسی وقت ہوگا جب رفع پہلے سے ثابت اور واقع ہو چکا ہو۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا (بنی اسرائیل: 8)

ترجمہ: ''عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے۔''

اس آیت کے تحت مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

(90) ''یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف واحسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے...... اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کردیں گے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 ص 601، 602 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 251 پر)

اس جگہ مرزا صاحب نے مسیح موعود کے لیے آیت موصوفہ سے یہ بات بتائی کہ وہ باسیاست یعنی ظاہری حکومت کے ساتھ آئیں گے۔ مگر جب مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ خود کیا تو باوجود سیاست اور حکومت حاصل نہ ہونے کے آپ نے اس آیت کو اپنے ہی حق میں چسپاں کرلیا۔ وہ بیان ایسا لطیف ہے کہ میں احمدی حضرات سے اس کو بغور پڑھنے کے لیے پرزور درخواست کرتا ہوں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

(91) ''چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لیے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہوگیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا، وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لیے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لیے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا۔ جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ

ہے هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ. یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔"

(چشمہ معرفت ص 82، 83 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 90، 91 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 252 پر)

اس عبارت کی تشریح یہ ہے کہ بقول مرزا صاحب زمانہ محمدی کی ابتداء، رسالت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے ہوئی پھر وہی زمانہ ممتد ہو کر مسیح موعود کے زمانہ تک ایک ہی رہا۔ اس زمانہ کے ایک سرے پر آنحضرت ﷺ ہیں تو دوسرے سرے پر مسیح موعود (مرزا صاحب) ہیں۔ زمانہ محمدی سے اسلام شروع ہو کر زمانہ مسیح موعود میں تکمیل کو پہنچ جائے گی۔ یعنی دنیا کی کل قومیں مسلمان ہو کر ایک واحد اسلامی قوم (مسلمان) بن جائے گی چونکہ یہ سب کام مسیح موعود کی معرفت ہوگا۔ اس لیے آیت ہو الذی ارسل مسیح موعود (مرزا صاحب) کے حق میں چسپاں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا مسیح موعود (مرزا صاحب) کے زمانہ میں یہ نتیجہ پیدا ہو گیا؟ بترتیب غور کرنے کے لیے ہم مسیح موعود (مرزا صاحب) کے گھر سے چلتے ہیں۔

کیا چھوٹی سی بستی قادیان کے کل ہندو، سکھ، آریہ وغیرہ مسلمان ہو گئے؟ کیا قادیان کے ضلع گورداسپور کے کل غیر مسلم اسلام میں آ گئے؟ کیا پنجاب کے کل منکرین اسلام، قائل اسلام بن گئے؟ کیا ہندوستان میں اسلامی وحدت پیدا ہو گئی؟ ہندوستان سے باہر چلیں تو کیا انگلستان، فرانس، جرمنی، وغیرہ اسلام قبول کر گئے؟ کیا افریقہ اور امریکہ کے سب لوگ مسلمان ہو گئے؟ اگر سب سوالوں کا جواب ہاں میں ہے تو ہمارا یقین ہونا چاہیے کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں اور اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو احمدی دوستو! خدا کے لیے غور کر کے بتاؤ کہ مرزا صاحب کون ہیں؟ ہمیں افسوس ہے کہ مرزا صاحب اپنے اس فرض کی ادائیگی میں قاصر رہے۔

(92) عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا

فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الحرب و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا و ما فیھا ثم یقول ابو ھریرۃؓ واقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتب الا لیومنن بہ قبل موتہ و یوم القیمۃ یکون علیھم شھیدا٥ (صحیح بخاری ص 490 ج 1)(عکس صفحہ 255 پر)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بے شک قریب ہے کہ تم میں عیسیٰ بن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ یعنی شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلہ کریں گے اور وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جنگ کو ختم کر دیں گے اور مال کی اتنی بہتات کر دیں گے کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا اور (اس وقت) ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہو جائے گا۔ یعنی عبادت کا ذوق اور شوق دلوں میں اس درجہ پیدا ہو جائے گا کہ ایک سجدہ روئے زمین کی دولت سے زیادہ بہتر معلوم ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ (اس کی تائید کے لیے) چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وان من اھل الکتب الا لیومنن بہ قبل موتہ و یوم القیمۃ یکون علیھم شھیدا٥ یعنی کوئی شخص اہل کتاب میں سے نہ ہوگا مگر یہ کہ وہ ضرور بالضرور حضرت عیسیٰ کی وفات سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ان پر شاہد ہوں گے۔''

خلاصہ یہ کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں تمام یہود اور نصاریٰ اسلام میں داخل ہو جائیں گے جبکہ مرزا صاحب کے دور میں ایسا نہیں ہوا۔ چنانچہ اس متفق علیہ حدیث کی بناء پر تو آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ اب یہ دیکھئے کہ مرزا صاحب اپنے صریح اقرار اور قول کے بموجب بھی مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔

قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار قلقل بجنور کے نام ایک خط میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(93) (میرا کام جس کے لیے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ) میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کردوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔'' اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہیے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر

سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام! فقط: غلام احمد"

(اخبار "بدر" قادیان نمبر 29 جلد 2-19 جولائی 1906ء ص 4، مکتوبات احمدیہ ج 6 ص 162)(عکس صفحہ 257 پر)

مرزا صاحب کے اس اعلان کی مزید تائید ان کی مندرجہ ذیل تحریر سے بھی ہوتی ہے۔

(94) "میں کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے، پوری نہ ہو، اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤں گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا۔"

(حقیقت الوحی (حاشیہ) ص 427، 428 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 427، 428 از مرزا غلام احمد صاحب)(عکس صفحہ 258 پر)

پھر اس عبارت کے شروع میں یہ بھی ہے:

(95) "میرا یہ اعلان صرف میری اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔"

(حقیقت الوحی (حاشیہ) ص 418، 419 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 418، 419، از مرزا غلام احمد)(عکس صفحہ 260 پر)

بے شک یہ اعلان من جانب اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی حقیقت کھولنے کے لیے واضح اور صریح اعلان ان کی زبان اور قلم سے کرایا ہے تاکہ مسلمان عموماً اور احمدی حضرات خصوصاً مرزا صاحب کے صدق اور کذب کو مرزا صاحب کے قول کے بموجب بھی جانچ لیں۔ مرزا صاحب دنیا سے چلے گئے اور دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹنا تو کیا، اپنی جگہ سے بھی نہ ہلا۔ اسلام کو کوئی غلبہ نہ ہوا بلکہ اس کے برعکس عیسائیوں کو ترقی اور عروج ہوا اور اسلامی حکومتیں ختم ہوئیں اور جہاں جہاں مسلمان تھے، وہ نصاریٰ کے محکوم اور تختہ جور و جفا بنے۔ مرزا صاحب اپنے مشن میں کہاں تک کامیاب ہوئے؟ یہ داستان روزنامہ الفضل کی زبانی سنئے! اخبار لکھتا ہے:

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے 137 مشن کام کر رہے ہیں۔ یعنی ہیڈ مشن۔ ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ہیڈ مشن میں اٹھارہ سو سے زائد پادری کام کر رہے ہیں۔ 403 ہسپتال ہیں، جن میں 500 ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ 43 پریس ہیں اور تقریباً 100 اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں۔ 51 کالج 617 ہائی اسکول اور 61 ٹریننگ کالج ہیں۔ ان میں ساٹھ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ مکتی فوج میں 308 یورپین اور 2886 ہندوستانی منادکام

کرتے ہیں۔اس کے ماتحت 507 پرائمری اسکول ہیں، جن میں 18675 طالب علم پڑھتے ہیں۔ 18 بستیاں اور گیارہ اخبارات ان کے اپنے ہیں، اس فوج کے مختلف اداروں کے ضمن میں 3290 آدمیوں کی پرورش ہورہی ہے اوران سب کی کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے روزانہ 224 مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہورہے ہیں۔اس کے مقابلے میں مسلمان کیا کر رہے ہیں وہ تو اس کام کو شاید قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے، احمدی جماعت کو سوچنا چاہیے کہ عیسائی مشنریوں کے اس قدر وسیع جال کے مقابلہ میں اس کی مساعی کی حیثیت کیا ہے۔ ہندوستان بھر میں ہمارے دو درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن مشکلات میں کام کررہے ہیں، انھیں ہم لوگ خوب جانتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 19 جون 1941ء ص 5)

الفضل کی یہ شہادت مرزا صاحب کی وفات سے 33 سال بعد کی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نہ مرزا صاحب کے دعوے سے عیسائیت کا کچھ بگڑا، نہ تثلیث کے بجائے توحید پھیلی، نہ عیسائیت کے پھیلاؤ کو روکنے میں انھیں کامیابی ہوئی، اس لیے ان کی یہ بات سچی نکلی: ''اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں...... اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔''

مرزا صاحب اعتراف کرتے ہیں:

(96) ''اس پر اتفاق ہوگیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر بکثرت پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہوجائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی۔''

(ایام الصلح ص 136 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 381 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 262 پر)

اس عبارت میں مرزا صاحب نزول مسیح کی 3 علامتیں بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان پر اتفاق ہوگیا ہے۔آپ صرف پہلی علامت کو ہی لے لیں۔دنیا بھر میں جس قدر اسلام پھیلا تھا، مرزا صاحب کی تشریف آوری سے وہ نیست و نابود ہوگیا۔سیاست ملکی کے عالمگیر غلبہ کا تو نشان بھی نہیں پایا گیا۔کوئی باطل دین ہلاک نہیں ہوا۔ الٹا اسلام مٹ گیا۔مرزا صاحب کے آنے سے سابقہ مسلمان یعنی پوری دنیا کے کروڑوں مسلمان بجز چند لاکھ کے، کافر ہوگئے۔کیونکہ مرزا صاحب کا فتویٰ ہے:

(97) ''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 519 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 263 پر)

احمدی دوستوں کو غور کرنا چاہیے کہ کونسی نئی دنیا ہے جہاں مرزا صاحب نے اسلام پھیلایا؟

کونسے باطل دین کو مرزا صاحب نے ہلاک کیا؟ مرزا صاحب، مسیح موعود کی حیثیت سے جو علامت اور جو کام خود بیان کرر ہے ہیں، وہ ان میں بالکل نہیں پائی گئی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کی آمد پر قوموں کا اتحاد واتفاق کیا ہوتا، خود جماعت احمدیہ میں ایسا اختلاف ہوا کہ بہت تھوڑے عرصہ میں وہ دو تین گروہوں میں بٹ کر رہ گئے اور ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ منافرت اور عداوت علیحدہ ہے۔(دیکھئے روداد مباحثہ راولپنڈی)

مرزا صاحب اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں لکھتے ہیں:

(98) ''اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مر جانا ضروری ہے، یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے، یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا۔''

(انجام آتھم (ضمیمہ) ص30 تا 35 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 314 تا 319 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 264 پر)

مرزا صاحب کی یہ تحریر غالباً جنوری 1897ء کی ہے، گویا سچا ہونے کی صورت میں مرزا صاحب کو 1903ء تک یہ سارے کارنامے انجام دینے تھے اور اگر وہ یہ شرط پوری نہ کر سکیں تو انھوں نے اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لینے کی قسم کھا رکھی تھی۔ سات سال کے عرصے میں مرزا صاحب نے جن کارناموں کا وعدہ کیا تھا، وہ ان سے ظاہر نہ ہو سکے۔ نتیجہ ان تحریروں سے آپ خود اخذ کرلیں۔ میں مختصراً عرض کیے دیتا ہوں۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں ان کے ذریعہ سے تمام ادیان باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور دین اسلام کو ایسا غلبہ ہوگا کہ دنیا کی تمام قومیں ایک ہو جائیں گی۔ یعنی سب مسلمان ہو کر ایک قوم کہلائے گی۔ اس پر خوب نظر رہے کہ ان اقوال میں صرف ایک دین، عیسائیت یا موسوی کے نیست و نابود کرنے کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ تمام باطل دینوں کے نیست و نابود کرنے کا دعویٰ ہے اور اس کی ابتدائی حالت یہ بیان کرتے ہیں کہ ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے گا۔ یعنی اسلام سے کوئی خارج نہ ہوگا بلکہ ہر طرف سے غیر مسلم اس میں داخل ہوں

گے۔ یہ دعویٰ غالباً 1897ء کا ہے۔ اس کے بعد دس برس سے زیادہ مرزا صاحب زندہ رہے۔ مئی 1908ء میں ان کا انتقال ہے۔ اب انھیں مسیح موعود ماننے والے فرمائیں کہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر جو کام اس کا بیان کیا تھا یا اس کی ابتدائی حالت لکھی تھی کہ ہر طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے گا، کیا اس کا وجود پایا گیا؟ اس بیان کے بعد خاص دین عیسوی کی نسبت کہتے ہیں کہ ''**عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا۔**'' اس جملہ سے یہ بھی بخوبی ثابت ہے کہ مذکورہ امور ان کے وقت میں ظاہر ہوں گے۔ پہلے تمام ادیان باطلہ کے فنا ہونے کا لکھا تھا۔ اس میں عیسائی مذہب کا فنا ہونا بھی آ گیا تھا۔ مگر اس کے بعد خاص طور پر اس کا ذکر کرنا اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اکثر دنیا پر اس کا غلبہ ہے۔ اس لیے یہ دعویٰ کیا گیا کہ مسیح موعود کی وہ شان ہے کہ دنیا کے تمام بادشاہ ان کے آگے سرنگوں ہو جائیں گے۔ یعنی اسلام لا کر مسیح موعود کے مطیع ہوں گے۔ آخری جملہ بھی اسی مطلب کا مؤید ہے۔ ''دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے'' کا مطلب یہی ہوگا کہ اس سے پہلے دنیا کفر سے بھری تھی۔ اب مرزا صاحب کی وجہ سے اسلام سے بھر جائے گی۔ اس علانیہ اور روشن دعوے کے بعد قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر مسیح موعود کی مذکورہ علامات کا ظہور میرے ذریعہ سے نہ ہو تو میں اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لوں گا۔ اس قسم کے بعد مرزا صاحب گیارہ برس سے زیادہ زندہ رہے اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے خوب دیکھا کہ جو علامتیں مسیح موعود کی انھوں نے خود بیان کی تھیں، وہ ان میں نہیں پائی گئیں۔ چنانچہ انھیں اپنے دعوے سے دست بردار ہو جانا چاہیے تھا۔ مگر افسوس کہ انھوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ آخر تک اپنے دعوے پر قائم رہے۔

احمدی دوستو! ہم جانتے ہیں کہ آپ لوگ مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں تو اس لیے نہیں کہ کسی دنیاوی بادشاہ کا حکم ہے بلکہ اس لیے ان کو مسیح موعود مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی، مرزا غلام احمد صاحب اس کے مصداق ہیں، چونکہ آپ محض رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ اس لیے ہم آپ دوستوں کو ایک مختصر مگر اہم بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ امید ہے آپ دل سے غور فرمائیں گے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔

(99) ''عن النبی ﷺ قال والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجًا او معتمراً او لیثنینھما.'' (صحیح مسلم ج1 ص408)(عکس صفحہ 271 پر)

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بلاشبہ ابن مریم مسیح موعود مقام فج الروحاء (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) سے حج یا عمرہ یا ایک ساتھ دونوں کا احرام باندھ کر دونوں فعل ادا کریں گے۔

یہ حدیث صاف اور صریح طور پر بتا رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بڑی بھاری نشانی حج کرنا ہے۔ حج بھی اس تفصیل سے کہ وہ مقام فج الروحاء سے احرام باندھیں گے۔ مقام مسرت ہے کہ اس حدیث کو مرزا صاحب نے رد نہیں کیا بلکہ اپنے حق میں لیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ہم حج ضرور کریں گے۔ لیکن کب کریں گے؟ اس کا جواب انھوں نے یہ دیا ہے کہ جب ہم دجال کو مسلمان کر کے فارغ ہوں گے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

(100) ''ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال (پادری لوگ) بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔''

(ایام الصلح ص 169 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 416، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 272 پر)

اس بیان میں مرزا صاحب نے اس حدیث کے ماتحت تسلیم کیا ہے کہ مسیح موعود کو حج کرنا ضروری ہے۔ مگر بوجہ عدم فرصت فراغت تک اس کو ملتوی رکھا ہے۔ پس حدیث نبوی اور مرزا صاحب کی تحریر سے بالاتفاق ثابت ہوا کہ حسب فرمان رسول ﷺ ضروری ہے کہ مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔ اس کے حج میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہوگی۔ دجال مسلمان ہو یا نہ ہو، مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔

احمدی دوستو! خدا کے لیے غور کرو کہ اتنی بڑی واضح نشانی جس کو رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے، وہ مرزا صاحب میں نہیں پائی گئی۔ یعنی مرزا غلام احمد صاحب نے فج الروحاء کے مقام سے احرام باندھ کر حج نہیں کیا بلکہ کیا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ انتقال کر گئے۔ پھر وہ مسیح موعود کیسے ہوئے؟ ہم جانتے ہیں کہ احمدی مربی حضرات آپ کو اس حدیث کی تاویل میں بہت کچھ سکھائیں گے۔ لیکن ہم اس تاویل کے جواب میں آپ کو مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر دوبارہ پڑھنے کی درخواست کریں گے۔ پس احمدی دوستو! میدان محشر کو یاد کر کے ہماری معروضات کو پڑھو اور حق و باطل میں خود تمیز کرو۔

عقیدہ حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریروں (دوبارہ ملاحظہ فرمائیں: حوالہ نمبر 89 اور 90) کی موجودگی میں وفات مسیح کے موضوع پر احمدی حضرات کی بحث کی ساری بنیاد ہی منہدم ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں احمدی دوست مختلف

تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ یہ باتیں مرزا صاحب نے محض رسمی طور پر تحریر کی ہیں۔ جبکہ یہ بات حق کو تسلیم نہ کرنے کا ایک بہانہ ہے۔ یہ عقیدہ رسمی نہیں بن سکتا، کیونکہ مرزا صاحب نے اس کے ثبوت میں آیات قرآنیہ پیش کی ہیں جس سے ثابت ہوا کہ انہوں نے یہ عقیدہ رسمی طور پر نہیں بلکہ قرآن سے قبول کیا۔ پھر احمدی دوست اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ''عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام ''مرزا صاحب کی ''اجتہادی غلطی'' ہے۔ یہ بات بھی کتمان حق کے زمرے میں آتی ہے۔ ان تحریروں کو مرزا صاحب کی اجتہادی غلطی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ کتاب ''براہین احمدیہ'' جس میں مرزا صاحب نے اپنا مذکورہ عقیدہ (حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بیان کیا ہے۔ بقول مرزا صاحب، حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ آپ ﷺ نے ہی مرزا صاحب کو اس کتاب کا نام ''قطبی'' بتایا۔ یعنی یہ کتاب قطب ستارہ کی طرح مستحکم اور غیر متزلزل ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا گیا۔

(101) (دیکھئے براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن ج اول ص 275 از مرزا غلام احمد صاحب)
(عکس صفحہ 273 پر)

اگر احمدیوں کے بقول نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رسمی ہے تو نہ یہ کتاب قطبی رہے گی اور نہ اس میں ذکر کردہ باتیں مستحکم اور غیر متزلزل قرار پائیں گی۔ خصوصاً یہ کتاب جب حضور نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ فرمائی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسی سنگین غلطی (عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام) کو آپ نظر انداز فرماویں جو مرزا صاحب کے نزدیک شرک عظیم ہے۔

(102) (ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء ص 39 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 660 از مرزا غلام احمد صاحب)
(عکس صفحہ 274 پر)

اگر یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے تو خود مرزا صاحب اس فتویٰ کی زد میں آتے ہیں۔ پھر یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ مرزا صاحب 1891ء تک (تقریباً 50 سال) حیات عیسیٰ علیہ السلام اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے مشرک تھے اور ظاہر ہے کوئی مشرک ''مسیح موعود'' نہیں ہو سکتا۔

جبکہ مرزا صاحب اپنے متعلق لکھتے ہیں:

(103) ''اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ رکھتا ہے۔''

(نور الحق ص 86 حصہ دوئم مندرجہ روحانی خزائن ج 8 ص 272 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 276 پر)

پھر مزید دعویٰ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(104) ''میری ہر بات الہامات پرمبنی ہوتی ہے۔یعنی میں نے جو کچھ کہا، وہ سب کچھ خدا کے امر سے کہا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔''

(مواہب الرحمان ص 5 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 221 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 278 پر)

پھر ارشاد فرمایا:

(105) ''یعنی خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا رہا، وہ وہی کہتا ہوں جو خداوند فرماتا ہے اور میں نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہی جو خلاف خداوندی ہو اور مخالف خداوندی میری قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔''

(حمامۃ البشریٰ ص 10 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 186 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 279 پر)

ایک جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(106) ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص 100 مندرجہ روحانی خزائن ص 262 ج 21 از مرزا غلام احمد صاحب)
(عکس صفحہ 281 پر)

معمولی سی عقل سلیم رکھنے والا ہر شخص یہ جانتا ہے کہ گپ کے معنی جھوٹ کے ہیں اور جھوٹا آدمی مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔

خود مرزا صاحب کا ارشاد ہے:

(107) ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔''

(تحفہ گولڑویہ ضمیمہ ص 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 56 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 283 پر)

ایک اور جگہ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(108) ''حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدے کے لیے گھڑا تھا۔''

(حاشیہ حقیقت الوحی ص 29 مندرجہ روحانی خزائن ص 31 ج 22 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 284 پر)

اس فتویٰ کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ خود مرزا صاحب 50 سال تک عیسائی عقائد رکھتے تھے۔

بعض احمدی دوست یہ اعتراض کرتے ہیں کہ شروع شروع میں نبی کریم ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی تو بیت اللہ

کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ لہٰذا مرزا صاحب نے اگر عقیدہ تبدیل کر لیا تو کیا حرج ہے؟ احمدی دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اس سلسلہ میں بیت المقدس کی مثال بالکل غلط اور بے محل ہے۔ بیت المقدس کو قبلہ بنانا حسب ہدایت آیت **فبھدھم اقتدہ (الانعام:90)** انبیاء سابقین کی سنت پر عمل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ عقائد و ایمانیات میں سے ہے اور عقائد و ایمانیات میں تنسیخ و تبدیلی نہیں ہو سکتی جبکہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے جن میں تبدیلی و تنسیخ ہو سکتی ہے۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے جو نمازیں حضور نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی تھیں، وہ سب کی سب بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں اور بعد میں کسی نے ان نمازوں کو نہیں لوٹایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں مرزا صاحب کی کئی تضاد بیانیاں ان کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔

(109) کبھی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر کے محلہ خانیار میں ہے۔

(دافع البلاء ص 19 مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 235 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 285 پر)

(110) اور کبھی کہتے ہیں کہ ان کی قبر فلسطین کے علاقہ گلیل میں واقع ہے۔

(ازالہ اوہام ص 473 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 353 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 286 پر)

(111) کبھی کہا کہ ان کی قبر بلدہ قدس (یروشلم) میں ہے۔

(اتمام الحجہ ص 27 روحانی خزائن ج 8 ص 299 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 288 پر)

(112) اور کبھی کہا کہ ان کی قبر بلاد شام میں ہے۔

(اتمام الحجہ ص 24 روحانی خزائن ج 8 ص 296 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 289 پر)

احادیث مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بارے میں کئی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ مرزا صاحب نے ان نشانیوں کی جو تاویلات کی ہیں، وہ بے حد عجیب ہیں اور دلچسپ بھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے تو انہوں نے دو زرد رنگ کی چادریں پہنی ہونگی۔ (مسند احمد، بخاری و مسلم)

مرزا صاحب نے اس حدیث کی تاویل یوں کی ہے:

(113) ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کی دھڑ کی اور ایک نیچے کی دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔“

(ملفوظات ج 8 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 291 پر)

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو مقام ”لُد“ پر قتل کریں گے۔ مقام لُد فلسطین اسرائیل میں واقع ہے۔ مرزا صاحب نے اس کی تاویل یہ کی کہ ”لُد“ سے مراد ”لدھیانہ“ ہے۔

(114) (الہدیٰ ص 97 حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 341 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 292 پر)

لدھیانہ مشرقی پنجاب بھارت میں واقع ہے۔ اس طرح وہ آسمان سے اترنے کے معنی ماں کے پیٹ سے نکلنا مراد لیتے ہیں۔

ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے

اہل اسلام، قرآن کریم، حدیث نبوی ﷺ اور اجماع امت کی بنا پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھتے ہیں، جبکہ خود مرزا صاحب کو اعتراف ہے:

(115) ”مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشین گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشین گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیشین گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔“

(ازالہ اوہام ص 557 مندرجہ خزائن ج 3 ص 400 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 294 پر)

ظاہر ہے کہ جس عقیدہ کو تواتر کا درجہ حاصل ہو، کوئی ذی شعور مسلمان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ صحابہ کرامؓ سمیت گذشتہ تمام صدیوں کے تابعین، تبع تابعین، آئمہ اربعہ، مجددین، محدثین، اولیاء کرام اور اکابرین امت اس عقیدہ کو تواتر اور تسلسل کے ساتھ نقل کرتے آئے ہیں۔ مرزا صاحب کا ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ وہ چودھویں صدی کے ”مجدد“ ہیں۔ اگر مرزا صاحب واقعی مجدد ہیں تو حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں، ان کا عقیدہ گذشتہ تمام صدیوں کے مجددین اسلام (جن کے ناموں کی فہرست پر مرزا صاحب کو بھی مکمل اتفاق ہے۔) کے عقیدہ سے بالکل الٹ اور مختلف ہے اور

اگر بالفرض مرزا صاحب کا عقیدہ (وفات مسیح) درست مان لیا جائے تو پھر گذشتہ تمام صدیوں کے مجددین کا عقیدہ (حیات مسیح) غلط اور باطل قرار پائے گا۔ اب یہ فیصلہ کرنا آپ کے اختیار میں ہے کہ اس معاملہ میں مرزا صاحب کا مؤقف درست ہے یا گذشتہ صدیوں کے تمام مجددین وغیرہ کا نکتہ نظر۔

(116) (دیکھئے عسل مصفیٰ از مرزا خدا بخش صاحب ص117 تا120) (عکس صفحہ 296 پر)

احمدی حضرات مرزا صاحب کے مہدی ہونے کی ایک دلیل یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا: مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں رمضان شریف کے مہینہ میں چانداور سورج دونوں کو گرہن لگے گا۔ یہ نشان مرزا صاحب پر پورا ہوتا ہے اور اس سے پہلے جب سے زمین و آسمان بنے، یہ کبھی نہیں ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب حدیث نبوی کے مطابق سچے مہدی تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث رسول نہیں بلکہ ضعیف درجے میں امام محمد باقر کا قول ہے جو دارقطنی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ لہٰذا اس کو حدیث بنا کر پیش کرنا حضور نبی کریم ﷺ پر بہتان عظیم اور کذب وافتراء ہے۔ امام باقر کا یہ قول سند کے اعتبار سے انتہائی ساقط اور نا قابل اعتبار ہے۔ ملاحظہ ہو:

(117) **"عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق الله السموت والارض تنكسف القمر لاول ليلة من رمضان و تنكسف الشمس فی النصف منه ولم تكونا منذ خلق الله السموات والارض"**

(سنن دارقطنی از امام علی بن عمر الدارقطنی جلد اول ص188، انصار دہلی) (عکس صفحہ 301 پر)

(مفرد الفاظ کا ترجمہ) "محمد بن علی کہتے ہیں، ان (بیشک) **لمهدينا** (ہمارے مہدی کے لیے) **آيتين** (دو نشانیاں ہیں) **لم تكونا** (نہیں ہوئیں ظاہر) **منذ** (جب سے) **خلق السموٰت والارض** (تخلیق ہوئی آسمان و زمین کی) **تنكسف القمر** (چاند گرہن ہوگا) **لاول ليلة** (پہلی رات) **من رمضان** (رمضان کی) **و** (اور) **تنكسف الشمس** (سورج گرہن ہوگا) **فی النصف منه** (اس رمضان کے نصف میں) **لم تكونا** (نہیں ہوئی ظاہر) **منذ** (جب سے) **خلق الله السموٰت والارض** (پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو)"

اب آیئے مفرد الفاظ کے ترجمہ کی مدد سے پوری روایت کا ترجمہ کرتے ہیں۔

"بیشک ہمارے مہدی کی (کے لیے) دونشانیاں ہیں، نہیں ہوئیں وہ (نشانیاں) جب سے تخلیق ہوئی آسمان وزمین کی۔ چاند گرہن ہوگا رمضان کی پہلی رات اور سورج گرہن ہوگا اس (رمضان) کے نصف میں، نہیں ہوئی (ظاہر) وہ نشانیاں جب سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو۔"

قارئین! دارقطنی کی روایت کے مفرد الفاظ کا ترجمہ اور پھر روایت کے مفرد الفاظ کی مدد سے پوری روایت کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے کیے ہوئے اس ترجمہ کے ساتھ عربی جاننے والا کوئی شخص قطعاً اختلاف نہیں کر سکتا البتہ اس روایت کا ترجمہ مرزا صاحب نے کیا ہے، وہ ملاحظہ فرمائیں اور ان کی دیانت پر انھیں داد دیں۔

(118) (ترجمہ بقلم مرزا صاحب) "یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لیے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کیے گئے وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو۔ اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لیے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اُس کے دعوی کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو۔

(انجام آتھم ضمیمہ ص 46 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 302 پر)

قارئین! مرزا صاحب کے ترجمہ کو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کیا ہم احمدیہ جماعت کے پڑھے لکھے مربی حضرات سے پوچھ سکتے ہیں کہ خط کشیدہ الفاظ "کسی مدعی کے وقت، مہدی کے ادعا کے وقت، جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات، اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو"، روایت دارقطنی کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔

قارئین! دارقطنی کی روایت کا جو ہم نے ترجمہ کیا ہے، اس کو اور مرزا صاحب کے کیے ہوئے ترجمہ کو پرکھیں، کس کا ترجمہ درست ہے اور کس کا غلط۔ اور قابل غور بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے پورے علم اور تخیلاتی قوت صرف کر کے یہ ترجمہ کیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس ترجمہ میں کہیں روایت قطنی کا مفہوم باقی رہ سکتا ہے؟ لاول لیلۃ من رمضان کا ترجمہ تیرھویں رات کرنا اور فی النصف منہ کا ترجمہ اٹھائیس تاریخ کرنا کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر ظلم یہ کہ اس واضح بددیانتی کے باوجود وہ اپنے دعویٰ اور اس پر غلط رنگ میں پیش کی جانے والی دلیل اور تاویل کے نہ ماننے والے کو

''ظالم، رئیس الدجال کے القابات اور ہزار ہزار لعنت'' کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔

(انجام آتھم ضمیمہ ص 46 مندرجہ روحانی خزائن 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)

بہرحال اس مندرجہ بالا روایت کے الفاظ سے یہ تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1- رمضان کے مہینہ میں رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن لگے گا۔

2- رمضان کے نصف میں سورج کو گرہن لگے گا۔

3- جب سے زمین و آسمان پیدا کیے گئے ہیں، ایسے دو نشان کبھی نہیں ہوئے۔

بفرض محال اگر اسے محمد باقر کا قول مان بھی لیا جائے تو تب بھی مرزا صاحب مہدی ثابت نہیں ہوتے کیونکہ مرزا صاحب کے زمانے میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گرہن لگا تھا، وہ اس قول کے مطابق نہیں ہے۔ مرزا صاحب کے زمانے میں، رمضان کی تیرہ (13) تاریخ کو چاند گرہن اور اٹھائیس (28) تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ امام باقر کے مذکورہ بالا قول میں یہ بات واضح ہے کہ چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو لگے گا۔ اور سورج گرہن پندرہ کو لگے گا اور ایسا پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا۔ جبکہ مرزا صاحب تیرہ (13) تاریخ کو یکم اور اٹھائیس (28) تاریخ کو پندرہ قرار دینے پر اصرار کرتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔

احمدی دوستوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ جب مرزا صاحب نے 1311ھ میں دعویٰ مہدویت کیا تھا، اس وقت کسوف وخسوف کا رمضان المبارک میں اجتماع ہوا تھا اور یہ اجتماع کسوفین صرف اور صرف 1311ھ میں ہی ہوا۔ لہٰذا یہ بھی مرزا صاحب کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ میرے خیال میں یہ دلیل کم علمی کا نتیجہ یا پھر تجاہل عارفانہ ہے، امام باقر کا قول اسی صورت میں صحیح ہوسکتا ہے کہ جب اسے ظاہری الفاظ کے مطابق رکھا جائے، ''اول لیلۃ'' سے یکم رمضان اور ''نصف منہ'' سے پندرہ رمضان مراد لی جائے، کیونکہ جب سے آسمان وزمین بنے ہیں، ان تاریخوں میں چاند اور سورج کو کبھی گرہن نہیں لگا۔ تیرہ رمضان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن مرزا صاحب سے قبل ہزاروں مرتبہ لگ چکا ہے، مرزا صاحب سے قبل 45 سال کے عرصہ میں تین مرتبہ رمضان کی انہی تاریخوں میں چاند اور گرہن لگ چکا ہے۔ ہر پڑھا لکھا احمدی، نجوم کی کسی کتاب یا انٹرنیٹ سے سرچ کر کے با آسانی یہ مسئلہ حل کرسکتا ہے۔ ایران میں مرزا علی محمد باب نے 1260ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے ساتویں سال رمضان 1267ھ کے مطابق جولائی 1851ء میں 13 اور 28 رمضان کو خسوف وکسوف کا اجتماع ہوا۔

اسی طرح احمدی دوستوں کا یہ دعویٰ بھی تاریخی طور پر ٹھیک نہیں ہے کہ ’’1311ھ کا اجتماع خسوف وکسوف صرف مرزا صاحب کے لیے نشان صدق تھا۔‘‘ کیونکہ ٹھیک اسی زمانہ میں محمد احمد مہدیٔ سوڈانی خود ساختہ مسند مہدویت پر ’’جلوہ افروز‘‘ تھا۔ اگر اس بے سرو پا بات سے مرزا صاحب کی مہدویت کا ثبوت نکلتا ہے تو احمدی دوستوں کو مہدیٔ سوڈانی کی ’’بعثت‘‘ پر بھی ایمان لانا چاہیے۔

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر بحث یا مناظرہ کے دوران میں بعض احمدی حضرات قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کی بڑے رکیک انداز میں تاویلات کرتے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ محض بحث برائے بحث کے قائل ہیں اور انہوں نے کوئی بھی سچی بات تسلیم نہ کرنے کا مصمم عزم کر رکھا ہے۔ بعض حضرات بحث کے دوران میں پوچھتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں تو انسان ہوتے ہوئے آسمان پر کیسے چلے گئے؟ وہاں وہ کس طرف رخ کر کے نمازیں پڑھتے ہیں؟ روزے کیسے رکھتے ہیں؟ زکوٰۃ کس کو ادا کرتے ہیں؟ وہ کیا کھاتے ہیں؟ پاخانہ کہاں کرتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ حیات دنیوی کے ساتھ مشروط ہیں، وقت آئے تو نماز فرض ہوگی۔ رمضان آئے گا تو روزہ فرض ہوگا، نصاب ہوگا تو زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی جگہ اٹھائے گئے ہیں جہاں وقت ہی نہیں ہے کیونکہ آسمانی دنیا، زمان سے خالی ہے۔ اور پھر ان سب باتوں کا سب سے اہم اور مدلل جواب یہ ہے کہ خود مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، لہٰذا جو سوالات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے سے پیدا ہو سکتے ہیں، وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے سے پیدا کیوں نہیں ہوتے؟ مرزا غلام احمد صاحب، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ ہونا اور ان پر ایمان لانا ضروری اور لازمی سمجھتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(119) ’’یہ وہی موسیٰ مردِ خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے۔ اور مُردوں میں سے نہیں۔‘‘

(نور الحق حصہ اول ص 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 68، 69 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 303 پر)

جہاں تک مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا تعلق ہے۔ احمدی دوستو! ساری بحثوں کو

چھوڑیں۔اس دنیا میں، مَیں نے ہمیشہ رہنا ہے نہ سدا کی زندگی آپ کا مقدر ہے۔ وہ گھڑی دور نہیں جب ہم سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ہمیں اس سخت ساعت کی فکر کرنی چاہیے۔ مجھے اچھی طرح خبر ہے کہ آپ میں سلیم العقل اور پڑھے لکھے افراد کی کمی نہیں۔آپ اپنی فراست کو ایک نکتے پر مرتکز کر کے اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر، کیا انبیاء و رسُل میں سے کسی ایک ہستی کی مثال پیش کر سکتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اطلاع دی ہو کہ تم نبی ہو اور اس نے یہ تاویل کی ہو کہ میں نبی نہیں ہوں؟ صرف آپ کے ''مسیح موعود'' مرزا غلام احمد صاحب وہ واحد شخصیت ہیں جنہیں ان کے بقول اللہ تعالیٰ نے 1882ء میں براہین احمدیہ کے زمانہ میں بذریعہ الہام نبی کہا اور وہ 1902ء تک، جی ہاں! دو دہائیاں یعنی برابر بیس برس تاویلات کے رنگا رنگ دھاگوں کا تانا بانا ہی بنتے رہے۔ جب خارجی دباؤ بڑھا تو دوٹوک الفاظ میں کہہ دیا، میں نبی یا رسول بالکل نہیں ہوں۔ جب صورت حال کو ''قدرے سازگار'' پایا تو اپنی نبوت اور رسالت کا اظہار کر دیا۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قریب قریب پچاس برس کی عمر تک وہ اس جمہور عقیدے پر قائم رہے کہ حضرت محمد ﷺ سلسلہ انبیاء و رسل کے آخری فرد ہیں یعنی ختم نبوت کے ان معانی اور مفاہیم کے قائل تھے جو امت میں روز اول سے مروج رہے۔ چلیے ایک لمحے کے لئے مان لیا کہ انہیں آسمان سے پھر یہ ''ہدایت'' یکا یک نصیب ہوگئی کہ آخر میں آنا کوئی فضیلت کی بات نہیں، خاتم النبیین، کا مطلب افضل الانبیاء ہونا ہے اور یہ کہ آپ (یعنی مرزا صاحب) اب رسالت کے عہدے پر فائز کئے جاتے ہیں۔لیکن یہ کیا کہ نبی اپنی وحی کا پہلا مومن ہوتا ہے۔مگر مرزا صاحب کو غالباً اس ''وحی'' پر یقین ہی نہیں تھا کہ انہوں نے اس پر ایمان لاتے لاتے بیس برس گزار دیئے۔

احمدی دوست اگر برا نہ مانیں تو انہیں اپنے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کم از کم بیس برس توقف کرنا چاہیے پھر جا کر مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کرنا چاہیے...... یہاں ایک اور باریک نکتہ کہ مرزا صاحب کی صداقت کی ایک یہ دلیل آپ لوگوں کی جانب سے اکثر پیش کی جاتی ہے کہ سچے مدعیٔ نبوت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کے بعد کم از کم 23 برس ضرور زندہ رہے کیونکہ حضور اقدس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اعلان نبوت کے بعد تیئس برس اس دنیا میں موجود رہے اور مرزا صاحب 1882ء سے 1908ء تک 26 برس زندہ رہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ 1882ء سے 1902ء تک جو بیس برس کا عرصہ بنتا ہے اسے تو آپ اصولاً خارج کر دیں کہ اس زمانے میں خود مرزا صاحب اپنی ''نبوت'' کے خود منکر رہے۔ باقی 1902ء سے 1908ء تک 6 سال کا پیریڈ

ضرور بنتا ہے جب وہ اپنی نبوت کے دعویٰ پر قائم دکھائی دیتے ہیں اور معمولی حساب دان بھی جانتا ہے کہ چھ برس 23 برس سے زیادہ نہیں ہوتے۔

اگر مرزا صاحب کے مذکورہ اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو کئی سچے نبی (نعوذ باللہ) جھوٹے بن جائیں گے مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کے علاوہ کئی دوسرے اسرائیلی پیغمبر بہت تھوڑی عمر میں اپنے اعلانِ نبوت کے بعد شہید کر دیئے گئے۔ اس کے برخلاف بہاء اللہ ایرانی (جو صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا) دعویٰ نبوت کے بعد چالیس سال زندہ رہا۔ مرزا صاحب کے اصول کے مطابق وہ سچا ٹھہرے گا۔ حالانکہ احمدی حضرات اسے جھوٹا جانتے ہیں۔

احمدی دوستو! غور کیجیے کیا کسی شخص کے خدا کی طرف سے نہ ہونے کی اس سے بڑھ کر کوئی اور دلیل ہو سکتی ہے کہ اس کا (اپنے دعوے کے تناظر میں) اپنے خدا سے ڈائرکٹ تعلق ہو، فرشتہ تقریباً بلا ناغہ آتا ہو اور اس کی وساطت سے وہ اپنی پوزیشن ہی نہ کلیئر کروا سکے کہ میں ہوں کیا؟ اور پھر یہ کوئی ضمنی، ذیلی یا فروعی بات نہیں؟ بنیادی منصب ہے جس کی اساس پر اس نے گمراہ امت کو راہ راست پر لانا ہے اور بڑی ہی معذرت کے ساتھ اسے یہ تک معلوم نہیں کہ وہ واقعی نبی ہے یا نہیں؟ ہے نا عجیب بات! طرفہ تماشا یہ کہ اسے اس کا رب کہتا ہے تم نبی ہو اور وہ یہ تشریح کرتا ہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ کیا یہ قضیہ وضاحت کے ساتھ مرزا صاحب کی نفسیاتی حالت کا پتا نہیں دے رہا کہ وہ مدت العمر تیل اور تیل کی دھار کو دیکھ کر سفر کرنے والے آدمی تھے۔

اور سنو میرے عزیزو! سچے نبی استقامت کا کوہ گراں ہوتے ہیں۔ ایک بار اللہ کی طرف سے جو حکم آ جائے، اس کے ابلاغ کے لیے وہ اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں۔ کسی عدالت یا حکومت کی تنبیہہ پر ان آیات کو چھپانے کے جرم کے کبھی مرتکب نہیں ہوتے کہ جی میں آئندہ ایسی اندازی پیش گوئیاں نہیں کیا کروں گا۔ اللہ کے شیروں کو روباہی بھلا کہاں آتی ہے۔ وہ تو ڈٹ جانے والے لوگ ہوتے ہیں، پیچھے ہٹنا ان کا شیوہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے علامہ اقبالؒ کو کہنا پڑا تھا۔

وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

ہو اگر قوت فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللہی

احمدی دوستو! کبھی فرصت کے لمحات میں، اپنے آپ سے یہ سوال ضرور پوچھئے گا کہ جیسے مصلحت کوش خود مرزا صاحب تھے، ویسی ہی ڈری سہمی ان کی امت کیوں ہے؟ شکارِ زندہ کی لذت سے بے نصیب، قوت بازو سے تہی، مسکینی ومحرومی و بے چارگی کی تصویر۔ اس جماعت میں آخر وہ جسور وغیور کردار جنم کیوں نہیں لے سکا جو ضرب کلیمی لے کر نکلتا اور کائنات کے پتھر سے اسرار حیات کے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ ایسا صرف اس لئے نہیں ہوا ہے کہ مرزا صاحب کی وحی میں کوئی انقلاب، کوئی نظام، کوئی پروگرام سرے سے موجود نہیں ہے، اگر ہے تو پیش گوئیاں ہیں، دعائیں ہیں، حسرتیں ہیں، چندے ہیں، مناظرے ہیں، تقدیر کے رسمی و روایتی تصور کی اتباع ہے (یعنی یکسر بے عملی) حکومت برطانیہ کی مدح ہے، غلامی کی تلقین ہے، جہاد کے خلاف اک مسلسل قلمی ''جہاد'' ہے۔ اپنے خاندان کی آبیاری کے لئے پیہم تبلیغ وتعلیم ہے اور سب سے بڑھ کر اپنی ذات کی تعریفوں میں عبارتوں کا ایک لا متناہی سلسلہ ہے۔ آپ خود تدبر کیجیے بھلا ایسی نبوتوں سے عالم میں انقلاب برپا ہوا کرتے ہیں؟ بقول شخصے مرزا صاحب وہ واحد پیغمبر ہیں جن کی پیغمبری ہر قسم کے پیغام سے خالی ہے۔

میں آپ کو دل کی اتھاہ گہرائی سے دعوت دیتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں اور صالحیتوں کو نذرِ آتش ہونے سے بروقت بچالیں اور ایک بار پھر جمال نبوی ﷺ سے وابستہ ہو کر اپنی دنیا کو محفوظ کر لیں اور اپنی عاقبت بھی سنوار لیں۔ اضطراب کا وہ عذاب جو آپ کو شب و روز دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے، ایک آن میں آپ کو اس سے نجات مل سکتی ہے، بشرطیکہ خلوص نیت وعمل سے آپ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو جائیں۔

احمدی دوستوں کا عجب معاملہ ہے کہ وہ ایک طرف تو مسلمانوں سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ انہیں اپنا حصہ سمجھا جائے، انہیں برابر کے حقوق ملیں اور مسلمان، معاشرتی زندگی میں ان سے مل جل کر رہیں۔ اس کو آپ حقیقت کا نام دیں گے یا اس کے برعکس کہ ان کی یہ جملہ خواہشیں اور کل تقاضے مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں۔

جماعت احمدیہ میں شادی بیاہ سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور انقطاع کی تعلیم ہے اور اس پر بھرپور زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا کوئی معاملہ نہ رکھیں حتیٰ کہ ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک نہ پڑھیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کے سلسلہ کے تمام لوازم اور مناسبات کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی

کہ وہ اپنے پیروؤں کو تمام مسلمانوں سے ایک الگ امت بنانے میں کس درجہ ساعی و کوشاں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے ''خلفاء'' کی تعلیمات یہ ہیں تو پھر وہ مسلمانوں سے باہمی روابط کا کیوں مطالبہ اور تقاضا کرتے ہیں۔ اس دہرے کردار کا اندازہ کرنے کے لیے درج ذیل تحریرات سب سے بڑا ثبوت ہیں۔ حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

(120) ''ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص169، 170 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 305 پر)

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا:

(121) ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص280 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 307 پر)

(122) ''اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی، وہ جہنمی ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص130 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 308 پر)

(123) ''جو میرے مخالف تھے، ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔''

(نزول المسیح (حاشیہ) ص4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 382 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 309 پر)

(124) ''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 519 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 310 پر)

(125) ''اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص 143 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 311 پر)

گویا مرزا صاحب نے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو ناقص قرار دے دیا۔ اب یہ کلمہ کسی کو مسلمان نہیں بنا سکتا جب تک کہ وہ مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار نہ کرے۔

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب تو اس سے بھی زیادہ سخت عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

(126) ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت ص 35 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ 313 پر)

یعنی دنیا کے کسی بھی خطہ میں موجود (خواہ افریقہ کے جنگل ہی کیوں نہ ہوں) کسی مسلمان نے اگر مرزا صاحب کا نام نہیں سنا، تو وہ بھی کافر ہے۔

وہ مزید کہتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریمؐ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔''

(خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب، مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان، ج 19، نمبر 13، مورخہ 30 جولائی 1931ء)

اسی شوقِ اختلاف میں احمدیہ قیادت نے اسلامی تقویم کے مقابلہ میں احمدیہ تقویم پیش کی جو مندرجہ ذیل ہے۔

اسلامی تقویم: محرم۔ صفر۔ ربیع الاول۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاول۔ جمادی الثانی۔ رجب۔

شعبان ۔رمضان ۔شوال ۔ذیقعد ۔ذوالحج

احمدیہ تقویم: شہادت ۔ہجرت ۔احسان ۔وفا ۔ظہور ۔تبوک ۔اخاء ۔احسان ۔فتح ۔صلح ۔امان ۔تبلیغ

میں کئی ایسے احمدیوں کو ذاتی طور پر جانتا ہوں جو باقاعدہ نماز نہیں پڑھتے بلکہ بعض ایسے بھی ہیں جو بالکل نہیں پڑھتے ۔لیکن یہ سب لوگ جماعت احمدیہ کے لیے قابل برداشت ہیں ۔یہ کبھی نہیں ہوا کہ جماعت احمدیہ نے کسی احمدی کو نماز ترک کرنے کی وجہ سے جماعت سے نکال دیا ہو۔لیکن اگر کسی کے متعلق یہ اطلاع آ جائے کہ اس نے غیر احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھی ہے تو اس شخص کو فوراً جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔یہی صورت نماز جنازہ کی ہے۔ احمدیوں کے لیے دوسرے مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔اس ممانعت میں نیک، بد، موافق، مخالف، حتیٰ کہ مسلمانوں کے معصوم بچے بھی شامل ہیں۔احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود سے جب یہ سوال کیا گیا کہ غیر احمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں، وہ بچہ جوان ہو کر احمدی ہوتا۔اس کے متعلق مرزا محمود صاحب نے کہا:

(127) ''اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہوئے اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔وہ تو مسیح موعودؑ کا مکفر نہیں۔میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔''

(انوار خلافت ص 38 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 150 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب) (عکس صفحہ 315 پر)

جماعت احمدیہ اس بات پر بھی فخر کرتی ہے کہ بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ نے احمدیہ جماعت کے ایک بڑے رہنما سر ظفر اللہ خاں صاحب (سابقہ وزیر خارجہ) کو اپنا ''سیاسی بیٹا'' قرار دیا تھا۔اور بقول جماعت احمدیہ یہ اعزاز کسی اور پاکستانی کو حاصل نہیں۔لیکن ستم ظریفی دیکھیے کہ سر ظفر اللہ خاں صاحب نے موقع پر موجود ہوتے ہوئے بھی حضرت قائداعظمؒ کا جنازہ نہیں پڑھا بلکہ وہ غیر ملکی سفیروں کے ساتھ ایک طرف بیٹھے رہے۔اس سلسلہ میں جب ان سے استفسار کیا گیا تو

انہوں نے فرمایا کہ چونکہ قائداعظم محمد علی جناح احمدی نہ تھے، اس لیے میں نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سرظفر اللہ خاں، قائداعظم محمد علی جناح کو احمدی نہ ہونے کی وجہ سے کافر سمجھتے تھے، اس لیے جنازہ نہ پڑھا۔ دراصل جماعت احمدیہ ہر اس شخص کو جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں رکھتا، کافر سمجھتی ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے فرماتے ہیں:

(128) ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا اور محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعودؑ (مرزا صاحب) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمتہ الفصل صفحہ 110 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 316 پر)

جماعت احمدیہ اپنے ماننے والوں کو علمی تاویلات، روحانی تعبیرات اور خود ساختہ الہامات، رؤیا و کشوف کے دام میں الجھا کر بھٹکانے کا فریضہ، وظیفہ سمجھ کر ادا کر رہی ہے۔ اس کی ایک جھلک احمدی بزرگوں کے ''ارشادات'' اور ''بشارات'' میں بھی مل جاتی ہے۔ اب تو بے شمار احمدی نوجوان ایسے بھی ہیں جو احمدیت کو محض وراثت میں وصول کرنے کے سبب سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ انہیں سرے سے معلوم نہیں کہ احمدیت کیا ہے؟ نہ انہوں نے کبھی اس پر غور کیا۔ بقول شخصے ''باپ دادا نے کچے انگور کھائے اور اولاد کے دانت کھٹے کیے۔'' میں تمام احمدی دوستوں سے بصد اخلاص عرض کروں گا کہ تمام تر تعصبات اور نفرتوں کو بھلا کر انتہائی غیر جانبداری سے مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے صاحبزادوں کی تمام کتابوں کو نہایت غور و فکر اور عمیق نظر سے پڑھیں۔ ان شاء اللہ وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ احمدیت اور اسلام کے درمیان ہمالیہ سے بھی بڑا پہاڑ حائل ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مزید گزارش یہ ہے کہ دوران مطالعہ میں آپ خود ساختہ تاویلات میں ہرگز نہ الجھیں۔ الفاظ کا وہی مفہوم مراد لیں جو بظاہر نظر اور سمجھ آ رہا ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(129) ''والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لاتاویل فیه ولا استثناء والا فایی فائدة کانت فی ذکر القسم۔ ترجمہ: قسم اس امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ تاویل ہے نہ استثناء ورنہ قسم سے بیان کرنے کا کیا فائدہ۔''

(حمامتہ البشریٰ ص 14 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 192 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 317 پر)

احمدی دوستو! اگر آپ ہر بات کی تاویل کریں گے تو حقائق تک کبھی رسائی نہ پا سکیں گے۔ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے لاکھ جھوٹ بولنا پڑتے ہیں۔ آخر جھوٹ پکڑا جاتا ہے جس پر بجز ندامت و شرمندگی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ میں اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے:

(130) ''میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں، بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا۔''

(پیغام صلح ص 63 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 485 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 319 پر)

اب آتے ہیں اصل بات کی طرف: مرزا صاحب اپنی ایک ''وحی'' میں فرماتے ہیں:

(131) ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 503 طبع چہارم از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 320 پر)

یعنی بقول مرزا صاحب حکم الٰہی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب مکہ میں فوت ہوں گے یا مدینہ میں۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ یہ بات مرزا صاحب کی وحی کے بالکل برعکس ثابت ہوئی۔ مرزا صاحب کا برانڈرتھ روڈ لاہور میں واقع احمدیہ بلڈنگ میں 26 مئی 1908ء کو انتقال ہوا اور ان کی میت بذریعہ ریل گاڑی قادیان بھجوائی گئی۔ اب احمدی دوست اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ موت کے معنی فتح کے ہیں اور اس وحی الٰہی سے مراد ہے کہ مرزا صاحب کی جماعت کو مکی فتح ہوگی یا مدنی فتح ہوگی۔ اس تاویل پر بے اختیار ہنسی آجاتی ہے۔ دنیا کے کسی لغت میں موت کے معنی فتح کے نہیں ہے۔ ظاہر ہے اگر مرزا صاحب کی ایسی دیگر تحریروں کی اسی انداز میں تاویل کی جائے گی تو علم و دانش کہاں جا کر پناہ گزین ہوں گے؟

جبکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

(132) ''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔''

(چشمہ معرفت ص 222 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 231 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 321 پر)

پھر انہوں نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا:

(133) ''سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم

دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔''

(ایام الصلح ص 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 394 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 323 پر)

مرزا صاحب کا متذکرہ فرمان کتمان حقیقت نہیں تو اور کیا ہے کہ خود مرزا صاحب کا اعتراف موجود ہے کہ انہوں نے عربی، فارسی، قواعد صرف ونحو، حکمت اور منطق وغیرہ کی تعلیم فضل الٰہی، فضل احمد اور گل علی شاہ نامی استادوں سے حاصل کی۔

(134) دیکھئے! (کتاب البریہ حاشیہ ص 162 تا 163 مندرجہ روحانی خزائن ج 13 ص 180 تا 181 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 325 پر)

حالانکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

(135) ''غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بد ذات آدمیوں کا کام ہے۔''

(آریہ دھرم ص 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 13 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 328 پر)

مرزا صاحب ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں:

(136) ''صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی بہت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ **ھذا خلیفۃ اللہ المھدی** اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔''

(شہادت القرآن ص 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 337 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 330 پر)

صحیح بخاری میں یہ حدیث سرے سے موجود نہیں ہے۔ مرزا صاحب نے اس حدیث کے حوالہ سے حقائق کے منافی بات کی ہے۔ جو شخص صحیح بخاری جیسی کتاب کے بارے میں اس درجہ غیر محتاط ہوسکتا ہے، وہ اپنے دعویٰ نبوت کے بارے میں کیا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ احمدی دوستوں کو اس نکتہ پر غیر جانبداری سے غور وفکر کرنا چاہیے۔

مرزا صاحب اپنے متعلق لکھتے ہیں:

(137) ''اگر میں صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مردہ روحوں میں نہیں بٹھا دیا تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے سورۂ نور میں نہیں کہا کہ اس امت کے خلیفے اسی امت میں سے ہوں گے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔''

(تحفہ الندوہ ص 5 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 97، 98 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 332 پر)

مرزا صاحب کے حالات زندگی پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی والدہ کا نام مریم نہیں بلکہ چراغ بی بی تھا۔ احمدی دوستوں سے سوال ہے کہ وہ قرآن مجید کی اس آیت کی نشاندہی کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ابن مریم کہا ہو۔

مرزا صاحب اپنے متعلق ایک پیش گوئی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(138) ''تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ **بکرو ثیب** جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے، میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہوگیا اور اس وقت بفضلہٖ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔''

(تریاق القلوب ص 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 201 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 334 پر)

پیش گوئی بتا رہی ہے کہ مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی گئی اور ان سے وعدہ کیا گیا ''اللہ تعالیٰ دو عورتیں تیرے نکاح میں لائے گا، ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔'' بقول مرزا صاحب کنواری کا الہام پورا ہوگیا۔ بیوہ کے نکاح کا انتظار ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب کا کسی بیوہ سے نکاح نہیں ہوا اور وہ اس کی حسرت لیے دنیا سے کوچ کر گئے۔ یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی۔

نظارت تالیف وتصنیف قادیان نے (جس کے ناظر مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے تھے) تذکرہ (مجموعہ مقدس وحی والہامات) میں ''تریاق القلوب'' سے یہ پیش گوئی درج کر کے حاشیہ میں لکھا ہے:

(139) ''یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے۔ جو بکر یعنی کنواری آئیں اور ثیب یعنی بیوہ رہ گئیں۔ خاکسار مرتب۔''

(تذکرہ مجموعہ مقدس وحی الہامات ص 31 طبع چہارم از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 335 پر)

حالانکہ مرزا صاحب مذکورہ بالا عبارت میں لکھتے ہیں: ''خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔''

مرزا صاحب کی سوانح شہادت دیتی ہے کہ ان کا بیوہ عورت سے تمام عمر نکاح نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

مرزا صاحب نے خود تحریر کیا ہے:

(140) ''ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری بات میں اس پر اعتبار نہیں رہتا۔''

(''چشمہ معرفت'' ص 222 مندرجہ روحانی خزائن ص 231 ج 23 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 336 پر)

مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق کہا:

(141) ''مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا

کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خداتعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں، محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراضِ مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے رو برو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین! میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انھوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لاتقف مالیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انھیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تُو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی

زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین. آمین.

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایّد

مرقومہ 15 اپریل 1907ء"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 578 تا 580 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 338 پر)

5 نومبر 1907ء کو مرزا صاحب نے اعلان فرمایا:

(142) "ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے، یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔"

(ملفوظات ج 9 ص 268 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 342 پر)

مرزا صاحب کے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے متعلق اشتہار اور بیانات سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

- مرزا غلام احمد صاحب اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ میں سے جو جھوٹا ہے، وہ سچے کی زندگی میں فوت ہو جائے گا۔
- ان دونوں میں جسے بھی موت آئے، وہ قتل کی رو سے نہیں، بلکہ وہ کسی مہلک بیماری جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ میں ہلاک ہوگا۔
- یہ دعا خدا کی تحریک پر کی گئی تھی اور اس کی مقبولیت کا مرزا صاحب کو الہام بھی ہو گیا تھا۔

اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے کہ:

- خدا نے کیا فیصلہ کیا؟
- کسے پہلے موت آئی؟
- اور کس بیماری سے وہ ہلاک ہوا؟

مرزا غلام احمد صاحب کی تاریخ وفات 26 مئی 1908ء ہے۔یعنی مرزا صاحب اپنی دعا کے تقریباً 13 ماہ اور بارہ دن بعد ہیضہ کی بیماری سے انتقال کر گئے جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس دعا کے تقریباً چالیس سال بعد (پاکستان بننے کے بعد) 15 مارچ 1948ء کو اللہ کو پیارے ہوئے۔

اسلام میں علم کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔قرآن اور حدیث کی رُو سے علم اور اہلِ علم کا درجہ بہت بڑا ہے۔علم ایک نور ہے اور جہالت تاریکی۔جس طرح نور اور ظلمت یا روشنی اور تاریکی باہم برابر نہیں ہوسکتے، اسی طرح ایک عالم اور جاہل یکساں نہیں ہوسکتے۔قرآن مجید کی رُو سے ایک اندھا اور ایک آنکھوں والا شخص دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ تھا کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں اور انہیں تمام علوم اللہ تعالیٰ نے سکھائے ہیں۔وہ اپنی کتب میں بار بار کہتے ہیں کہ میری معلومات خدائی ہیں اور میں نے علم براہِ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔مرزا صاحب اپنی وحی و الہام میں کہتے ہیں:

(143) ''انک باعیننا سمّیتک المتوکل و علمنہ من لدنا علمًا یعنی تُو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، ہم نے تیرا نام متوکل رکھا، اپنی طرف سے علم سکھلایا۔''

(ازالہ اوہام ص 698 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 476 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 343 پر)

(144) "وھب لی علومًا مقدسة نقية ومعارف صافية جلية و علّمنی ما لم يعلم غيری من المعاصرين. (ترجمہ) اللہ نے مجھے پاک مقدس علوم نیز صاف و روشن معارف عطا کیے۔اور وہ کچھ سکھایا جو میرے سوا کسی اور انسان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا۔''

(انجام آتھم ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 75 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 344 پر)

اس کے برعکس مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(145) ''تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہوگیا۔اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔''

(پیغام صلح ص 28 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 465 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 345 پر)

سیرت النبی ﷺ کا ہر طالب علم بخوبی جانتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے والد محترم حضرت عبداللہؓ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے چند ماہ پہلے ایک تجارتی سفر میں انتقال فرما گئے تھے اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کا انتقال آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے 6 سال بعد ہوا تھا۔مگر مرزا صاحب کو ان تاریخی حقائق کا علم نہیں۔بقول ڈاکٹر غلام جیلانی برق:

''مت بھولیے کہ یہ مرزا صاحب کی آخری تحریر تھی جو انہتر برس کے علمی مطالعہ کا نچوڑ تھی۔ پھر تحریر بھی اس ہستی کے متعلق جن کا ذکر ہر زبان پر اور چرچا ہر گھر میں ہے۔ اور واقعہ بھی ایسا جسے ہمارے لاکھوں واعظین تیرہ سو برس سے گلی گلی سنا رہے ہیں اور جس سے ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے بھی آگاہ ہیں۔ حیرت ہے کہ جناب مرزا صاحب تاریخِ نبوی کے اس مشہور ترین واقعہ سے بھی بے خبر نکلے۔'' (حرف محرمانہ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق)

(146) ''تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔''

(چشمہ معرفت ص 286 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 299 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 346 پر)

مذکورہ بات مرزا صاحب کی کم علمی کی بیّن دلیل ہے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے صاحبزادوں کی تعداد 3 تھی۔ (1) حضرت قاسمؓ (2) حضرت عبداللہؓ (3) حضرت ابراہیمؓ۔

مرزا صاحب نے اپنے بیٹے کی پیدائش کے بارے میں لکھا:

(147) ''اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چارشنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔''

(تریاق القلوب ص 41 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 218 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 347 پر)

اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے جس کا دوسرا مہینہ صفر ہے لیکن مرزا صاحب اسے چوتھا قرار دیتے ہیں۔ پھر اسلامی ہفتہ شنبہ سے شروع ہو کر جمعہ پر ختم ہوتا ہے۔

1	2	3	4	5	6	7
شنبہ	یک شنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنج شنبہ	جمعہ

چہار شنبہ پانچواں دن ہے لیکن مرزا صاحب اسے چوتھا کہتے ہیں۔

جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے:

(148) ''میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا

نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔"

(پیغام صلح ص 47 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 485 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 348 پر)

مرزا صاحب کی علمی و عملی دیانت کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب نے براہین احمدیہ، کے نام سے ایک ایسی کتاب لکھنے کا وعدہ کیا تھا جس کے پچاس حصے ہوں گے اور جس میں اسلام کی حقانیت کے تین سو دلائل ہوں گے۔ مرزا صاحب نے پوری کتاب کی رقم پیشگی وصول کر لی، مگر پانچ سو صفحے کی ایک جلد میں چار حصے پورے کر کے لمبے عرصے کے لئے چپ سادھ لی۔ 23 سال بعد نصرۃ الحق، نامی کتاب لکھی تو اس کا دوسرا نام براہین احمدیہ حصہ پنجم رکھ دیا، اور پانچ سے پچاس بنانے کی ترکیب یہ ارشاد فرمائی:

(149) "پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا" مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا، اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔"

(دیباچہ براہین پنجم ص 7 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 9 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 349 پر)

خدا کے لیے غور کیجئے کہ مرزا صاحب جو لین دین اور تجارت میں 5 اور 50 میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے اور اس جسارت کا بھی مظاہرہ کرتے ہیں کہ 50 کے نقطہ کو "صفر" کہ کر مطالبے کو ٹال دیں۔ جب اس سیرت و کردار کا حامل شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ بعثت ثانیہ میں میرے وجود میں ظاہر ہوئے ہیں تو اس صادق و امین کا کوئی اُمتی اسے کس طرح برداشت کر سکتا ہے؟ جس صادق و امین حضرت محمد ﷺ کی صداقت و امانت کی گواہی مشرکین مکہ سمیت ابو جہل نے بھی دی تھی؟

مرزا صاحب کا قول زریں ہے:

(150) "گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔"

(ست بچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن ج 10 ص 133 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 351 پر)

ایک جگہ مزید لکھتے ہیں:

(151) "کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔"

(کشتی نوح ص 11 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 11 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 352 پر)

بفرض محال مرزا صاحب مسیح موعود ہوتے تو ان کے لیے لازم تھا کہ وہ اعلیٰ اخلاقیات،

عمدہ تہذیبی روایات، نفیس سماجی اقدار، شیریں کلامی، شائستگی اور شرافت سے آراستہ ہوتے بلکہ اس میدان کے ''فرد فرید اور مرد وحید'' ہوتے، لیکن افسوس سلطان القلم اور نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے مرزا صاحب کی سرشت، مزاج اور جبلت میں اخلاق حسنہ کا نمایاں فقدان تھا۔ ان کی بعض تحریریں اس قدر فحش، اخلاقیات سے عاری، شائستگی سے معریٰ، متانت سے گری ہوئی اور بازاری ہیں کہ آپ انہیں اہل خانہ کے سامنے تو درکنار، تنہائی میں بیٹھ کر پڑھتے ہوئے بھی ندامت محسوس کریں گے۔ نمونے کے طور پر چند تحریریں پیش خدمت ہیں۔ دل پر جبر کر کے انہیں پڑھ لیجیے۔

مرزا صاحب ہندوؤں کے خدا کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

(152) ''پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ (سمجھنے والے سمجھ لیں)''

(چشمہ معرفت ص 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 114 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 353 پر)

پرمیشر ہندوؤں کے خدا کو کہتے ہیں۔ مرزا صاحب نے ہندوؤں کے خدا کو اپنی ناف سے دس انگلی نیچے قرار دے کر انہیں بہت بڑی گالی دی۔ اس کے ردعمل میں ہندوؤں نے نہ صرف اپنے جلوسوں میں اسلام اور نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی توہین کی بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی ''ستیارتھ پرکاش'' نامی کتاب بھی لکھی جس کے پہلے ایڈیشن میں صرف 13 ابواب تھے جب کہ مرزا صاحب کی طرف سے ہندوؤں کی مذہبی شخصیات کو گالیاں دینے کے بعد چودھویں باب کا نیا اضافہ کیا گیا جس میں انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ناقابل بیان گالیاں دیں۔ (نعوذ باللہ) پھر ایک عرصہ بعد رسوائے زمانہ کتاب ''رنگیلا رسول'' بھی لکھی گئی جس سے برصغیر کے مسلمانوں میں بے حد اضطراب پیدا ہوا۔

اسی طرح میں احمدی دوستوں کو مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل کتب کے مذکورہ صفحات پڑھنے کی درخواست کرتا ہوں۔ یہ تحریریں اس قدر سوقیانہ ہیں کہ میں انہیں یہاں نقل کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف حوالہ جات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

(153) آریہ دھرم ص 31 تا 34 اور 75 تا 76 مندرجہ روحانی خزائن ج 10 ص 31 تا 34، 75 تا 76 (عکس صفحہ 354 تا 359 پر)

(154) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 192 تا 196 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 192، 193، 196 (عکس صفحہ 360 تا 362 پر)

(155) انجام آتھم ص 311 تا 317 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 311 ، 317 (عکس صفحہ 363 پر)

(156) حقیقت الوحی تتمہ ص 444 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 444 (عکس صفحہ 365 پر)
(157) آئینہ کمالات اسلام ص 282 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 282 (عکس صفحہ 367 پر)

خدارا اندازہ فرمایئے! ان تحریروں کے بعد جب مرزا صاحب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں! تو کیا یہ کسی ادنی سے ادنی مسلمان کے لیے قابل برداشت ہے؟

احمد یہ جماعت کا ایک مشہور سلوگن ہے" محبت سب سے' نفرت کسی سے نہیں" یعنی LOVE FOR ALL, HATRED FOR NONE دلوں کو موہ لینے والا یہ انتہائی خوبصورت نعرہ درحقیقت حقائق کے خلاف ہے اور عملی زندگی میں یہ چیز کہیں نظر نہیں آتی۔ خود مرزا صاحب کی تحریریں مسلمانوں سے بے پناہ نفرت اور حقارت سے بھری ہوئی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(158) "اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔"

(انوار اسلام ص 30 مندرجہ روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 369 پر)

(159) "تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبة والمودة و ینتفع من معارفھا و یقبلنی و یصدق دعوتی. الا ذریة البغایا الذین ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم فھم لا یقبلون."

(ترجمہ) "میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص 547، 548 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 547، 548 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 370 پر)

سوچنا چاہیے کہ دنیا کی سوا ارب آبادی میں سے کتنے لوگ مرزا صاحب کی کتابوں کو محبت و مودت کی نظر سے دیکھتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں؟

خود مرزا صاحب کے پہلے دونوں بیٹوں مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے ہمیشہ اپنے باپ کی مخالفت کی۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا باپ نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کے شرعی حقوق پورے نہیں کرتا۔ مرزا صاحب اور ان کے بیٹوں کی مخالفت کے بارے میں مرزا

بشیر احمد ایم اے اپنی والدہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

(160) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے احمد بیگ والدِ محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرادی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے۔ اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہوسکتیں لہٰذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ ان سے قطع تعلق نہیں کرسکتا۔ مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے، ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کردیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر فضل احمد باہر سے آکر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پردازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ اُدھر جا ملا۔''

(سیرت المہدی ج اوّل ص 28، 29 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 372 پر)

اب مرزا صاحب کا اپنے پہلے دونوں بیٹوں کے بارے میں اشتہار ملاحظہ فرمائیں۔

(161) ''اشتہار نصرتِ دین و قطع تعلق

از اقارب مخالفِ دین

چوں بدندان تو کرمے اوفتاد، آں نہ دندانی بکن ای اوستاد

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصومت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر

کلاں کی نسبت بحکم و الہامِ الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آ جائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امورِ مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب باعثِ تحریر اشتہارِ ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے، اور اس کی تائی صاحبہ جنھوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں، اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا اور وہی اس کو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار الہام وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تُو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا، اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انھوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا اور بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انھوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اوّل یہ کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہو گی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر و غیور اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ اگر سارا جہان مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو تھام لے گا، کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی، اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل و جان منظور رکھی۔ سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سو جبکہ انھوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لیے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے

دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو۔ لہٰذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی 91ء ہے۔ عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انھوں نے نکاح کے لیے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والدِ لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی، بدی، رنج راحت، شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی کیونکہ انھوں نے آپ تعلق توڑ دیے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔"

المشتہر مرزا غلام احمد لودیانہ۔ 2 مئی 1891ء۔

(مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص 219 تا 221 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 374 پر)

''احمدیت'' کے معروف تجزیہ نگار جناب ابن فیض لکھتے ہیں:

''اس اشتہار سے یہ باتیں اخذ ہوتی ہیں کہ مرزا فضل احمد صاحب اور مرزا سلطان احمد صاحب نے

- حضرت مسیح موعود کی مخالفت کی۔
- بلکہ اس نکاح کے مدار الہام بنے۔
- سمجھانے اور تاکیدی خطوط کی پرواہ نہیں کی۔
- حضرت مسیح موعود کی ذات سے بیزاری ظاہر کی۔
- عمداً چاہا کہ حضرت مسیح موعود کی ذلت ہو۔
- حضرت مسیح موعود کو سخت ناچیز قرار دیا۔
- حضرت مسیح موعود نے ان کے ساتھ پیوند کو معصیت قرار دیا۔
- حضرت مسیح موعود نے انھیں عاق اور محروم الارث کر دیا۔ (باوجود یہ کہ عاق کرنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ (ابن ماجہ ص 294 باب الوصیت)

- حضرت مسیح موعود نے ان سے ہر قسم کے تعلقات ختم، نیکی، بدی، شادی، ماتم میں شراکت ختم کر دی۔
- حضرت مسیح موعود نے آخر میں کہا کہ ''سواب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔''

اب آپ سوچئے کہ ایک عام آدمی بھی اگر اس قسم کا اعلان کرتا ہے تو اس کے بیٹے، اس کی موت کے بعد بھی اس اعلان کا احترام کرتے ہیں، اور جب ایک نبی نے اپنی زندگی میں ایک انتہائی دکھے ہوئے دل کے ساتھ اس قسم کا اعلان کیا ہے تو کیا اس نبی کے ماننے والوں پر اس اعلان کی حرمت قائم رکھنا فرض نہیں؟؟؟ اور اس شخص پر تو اس اعلان کی پاسداری، عمل اور حفاظت کی بے انتہا ذمہ داری عائد ہوتی ہے، جو نہ صرف بیٹا ہے بلکہ اس نبی کے خلیفہ ہونے کا دعویدار بھی ہے اور ایسا خلیفہ جو کہ اسی نبی کی پیشگوئی کے تحت مصلح موعود ہونے کا دعویدار بھی ہے، مجھے یقین ہے کہ اس بات میں آپ مجھ سے اتفاق کریں گے!!!

میرے سوال یہ ہیں کہ مرزا محمود احمد صاحب نے مرزا سلطان احمد صاحب سے تعلق قائم کر کے۔

- کیا حضرت مسیح موعود کی مخالفت نہیں کی۔
- کیا اس طرح حضرت مسیح موعود کی ذات سے بیزاری ظاہر نہیں کی۔
- کیا ایسا کر کے عمداً نہیں چاہا کہ حضرت مسیح موعود کی ذلت ہو؟
- کیا اس طرح حضرت مسیح موعود کو سخت ناچیز نہیں قرار دیا؟
- کیا معصیت کا ارتکاب نہیں کیا؟
- کیا عاق اور محروم الارث ہونے والا کام نہیں کیا؟
- حضرت مسیح موعود نے جو پابندیاں اور قطع تعلق مرنے تک قائم رکھا اور واپس نہیں لیا اور نہ ہی اس تعلق کو موت کے بعد بھی جوڑنے کی کسی قسم کی خواہش کی، کیا ان کو پس پشت نہیں ڈال دیا؟
- کیا اس طرح مرزا محمود احمد صاحب نے بقول حضرت مسیح موعود کے قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف کام نہیں کیا؟
- بقول حضرت مسیح موعود کہ کیا دیوثی کا کام نہیں کیا؟

- کیا وہ خلیفہ تو درکنار ایک عام مومن بھی رہ گئے ہیں؟ کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں
"مومن دیوث نہیں ہوتا۔"

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا فضل احمد صاحب، مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے تھے (اسی لیے مرزا صاحب نے ان کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا۔ بحوالہ انوار خلافت ص 91 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 149 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب) وہ مرزا صاحب کی کتابوں کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اور ان کی دعوت کی تصدیق بھی نہیں کرتے تھے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ بھی مرزا صاحب کے فتویٰ "ذرية البغايا" کی زد میں آتے ہیں؟ احمدی احباب کو اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

مشہور روحانی بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے بارے میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(162) مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔"

(اعجاز احمدی ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 377 پر)

عجیب بات ہے کہ مخالفت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے کی اور لعنت گولڑہ کے تمام رہنے والوں پر کی اور وہ بھی قیامت تک۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر گولڑہ کی سرزمین پر کوئی احمدی آباد ہوگیا تو کیا وہ بھی اس ابدی لعنت کا مستحق ہوگا؟

(163) اس کے علاوہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو "عورتوں کی عار" کہا۔

(اعجاز احمدی ص 92 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 196 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 378 پر)

مولانا محمد حسین بٹالویؒ کے متعلق لکھا:

(164) "کذاب، متکبر، سربراہ گمراہان، جاہل، شیخ احمقان، عقل کا دشمن۔

(انجام آتھم ص 241 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 241 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 379 پر)

مولانا نذیر حسین دہلویؒ کے متعلق لکھا:

(165) ''وہ گمراہ اور کذاب ہے۔''

(انجام آتھم ص 251 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 251 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 380 پر)

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے متعلق لکھا:

(166) ''اندھا شیطان' گمراہ دیو' شقی' ملعون۔''

(انجام آتھم ص 252 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 252 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 381 پر)

مولانا سعد اللہؒ کے بارے میں لکھا:

(167) ''اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطفہ' بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا' منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی تتمہ ص 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 445 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 382 پر)

مرزا صاحب معلم اخلاقیات کا خصائل حمیدہ کے ساتھ متصف ہونا ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے:

(168) ''اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔''

(چشمہ مسیحی ص 12 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 346 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 383 پر)

(169) ''میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔''

(آسمانی فیصلہ ص 10 مندرجہ روحانی خزائن ج 4 ص 320 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 384 پر)

(170) ''خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق...... اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔''

(اربعین نمبر 3 ص 84 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 426 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 385 پر)

مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود کا کہنا ہے۔

(171) ''جب انسان دلائل سے شکست کھاتا اور ہار جاتا ہے تو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے اسی قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔''

(انوار خلافت ص 20 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 80 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب) (عکس صفحہ 386 پر)

افسوس! مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں بے شمار جگہ اپنے مخالفین کے بارے میں نہایت

غیر شائستہ اور اخلاق سے گری ہوئی زبان استعمال کی۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

- اے مردار خور مولویو (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اندھیرے کے کیڑو (انجام آتھم ضمیمہ ص 21، حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بدذات (انجام آتھم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے خبیث (انجام آتھم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے پلید دجال (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اسلام کے عار مولویو (انجام آتھم ضمیمہ ص 48، روحانی خزائن ج 11 ص 332 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے نابکار (بدکردار) (انجام آتھم ضمیمہ ص 50، روحانی خزائن ج 11 ص 334 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بدذات فرقہ مولویاں (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اُلو (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص 165، روحانی خزائن ج 21 ص 332 از مرزا غلام احمد صاحب)
- امام المتقین (اتمام الحجہ ص 24، روحانی خزائن ج 8 ص 303 از مرزا غلام احمد صاحب)
- انسانوں سے بدتر اور پلیدتر (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بد بخت مفتریو (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ایہا المکذبون الغالون (انجام آتھم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224، از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے شیخ احمقان (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ایہا الشیخ الضال (انجام آتھم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اول درجہ کے کاذب (آئینہ کمالات اسلام ص 601، روحانی خزائن ج 5 ص 601 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ننگ اسلام مولویو (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے کوتاہ نظر مولوی (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے نفسانی مولویو (ازالہ اوہام ص 105، روحانی خزائن ج 3 ص 105 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے غبی (کم عقل) (مواہب الرحمن ص 131، روحانی خزائن ص 352 ج 19 از مرزا غلام احمد صاحب)
- انسانیت کے پیرایہ (لباس) سے بے بہرہ اور برہنہ (نور الحق حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 4، 5 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بے ایمانو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب)

- بدبخت پلید طبع مولوی (ایام الصلح ص165، روحانی خزائن ج14 ص413 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بے ایمان اور اندھے (انجام آتھم ضمیمہ ص22/حاشیہ، روحانی خزائن ج11 ص306 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بدذات (انجام آتھم ضمیمہ ص45، روحانی خزائن ج11 ص329 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بندروں (انجام آتھم ضمیمہ ص53، روحانی خزائن ج11 ص337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- باطل پرست بطالوی (انجام آتھم ص59، روحانی خزائن ج11 ص59 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بدکار آدمی (شہادت القرآن ص84، روحانی خزائن ج6 ص380 از مرزا غلام احمد صاحب)
- برہنہ (نور الحق ص3 حصہ اوّل، روحانی خزائن ج8 ص5 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بھیڑیے (اعجاز احمدی ص39، روحانی خزائن ج19 ص150 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بچھو (اعجاز احمدی ص75، روحانی خزائن ج19 ص188 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بے حیاء (تذکرہ الشہادتین ص38، روحانی خزائن ج20 ص40 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بڑا خبیث (حقیقۃ الوحی تتمہ ص107، روحانی خزائن ج22 ص543 از مرزا غلام احمد صاحب)
- پلید ملاؤں (ایام الصلح ص165، روحانی خزائن ج14 ص413 از غلام احمد صاحب)
- پلید جاہلوں (ایام الصلح ص166، روحانی خزائن ج14 ص414 از غلام احمد صاحب)
- پلید تر (ایام الصلح ص166، روحانی خزائن ج14 ص413 از غلام احمد صاحب)
- پلید دل (انجام آتھم ضمیمہ ص4، روحانی خزائن ج11 ص288 از مرزا غلام احمد صاحب)
- پلید دجال (انجام آتھم ضمیمہ ص46، روحانی خزائن ج11 ص330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے ذرہ مس نہیں (اعجاز احمدی ص43، روحانی خزائن ج19 ص155 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ثناء اللہ تجھے جھوٹ کا دودھ پلایا گیا (اعجاز احمدی ص51، روحانی خزائن ج19 ص163 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جاہل سجادہ نشین (انجام آتھم ضمیمہ ص18/حاشیہ، روحانی خزائن ج11 ص302 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جنگل کے وحشی (انجام آتھم ضمیمہ ص49، روحانی خزائن ج11 ص333 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جانور (نزول المسیح ص8، روحانی خزائن ج18 ص386 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جنگلوں کے غول (اعجاز احمدی ص81، روحانی خزائن ج19 ص193 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جھوٹ کا گوہ کھایا (انجام آتھم ضمیمہ ص50، روحانی خزائن ج11 ص334 از مرزا غلام احمد صاحب)

- ❑ جھوٹ بولنے کا سرغنہ (نزول المسیح ص9، روحانی خزائن ج 18 ص 387 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ چار پائے ہیں نہ آدمی (انجام آتھم ضمیمہ ص10، روحانی خزائن ج 11 ص294 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ حرامی (شہادۃ القرآن ص 3 ج، روحانی خزائن ج 6 ص380 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ حرام زادہ (انوار اسلام ص30، روحانی خزائن ج 9 ص 32 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ حرص کے جنگل کے شیطان (نور الحق ص 89 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص120 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ حلال زادہ نہیں (انوار اسلام ص30، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ حاطب اللیل (آئینہ کمالات اسلام ص600، روحانی خزائن ج 5 ص600 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ خبیث طبع (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ خنزیر سے زیادہ پلید (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ خالی گدھے (انجام آتھم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ خبیث نفس (شہادۃ القرآن ص 5 ھ، روحانی خزائن ج 8 ص 382 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ خبیث طینت (انجام آتھم ضمیمہ ص 8، روحانی خزائن ج 11 ص 292 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ خبیث فرقہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 9 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص293 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ خناسوں (انجام آتھم ص 17 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 17 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ خسیس ابن خسیس (نور الحق ص 64 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 87 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ خراب عورتوں اور دجال کی نسل (نور الحق ص 123 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 163 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ خبیث النفس (ضیاء الحق ص 9، روحانی خزائن ج 9 ص 259 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ خبیث القلب (انوار اسلام ص 21، روحانی خزائن ج 9 ص 23 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ خشک دماغ (ست بچن ص 9، روحانی خزائن ج 10 ص 121 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ دل کے مجذوم (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ دجال (انجام آتھم ضمیمہ ص46، روحانی خزائن ج 11 ص330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ دنیا کے کیڑے (براہین پنجم ص143، روحانی خزائن ج 21 ص 311 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ دابۃ الارض (ازالہ اوہام ص510، روحانی خزائن ج 3 ص 373 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ دنیا کے کتے (استفتاء ص20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا غلام احمد صاحب)

- ❑ دجال اکبر (انجام آتھم ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 47 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ دیوثوں (مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 125 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ دیوانے درندوں (ضیاء الحق ص 35، روحانی خزائن ج 9 ص 296 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ دجال فربہ (انجام آتھم ص 204، روحانی خزائن ج 11 ص 204 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ دجال کمینہ (انجام آتھم ص 206، روحانی خزائن ج 11 ص 206 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ دجال کے ہمراہیو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ذلیل (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ذلت کے سیاہ داغ (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ذریت شیطان (انجام آتھم ضمیمہ ص 24 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ذلت کے روسیاہی کے اندر غرق (انجام آتھم ضمیمہ ص 59، روحانی خزائن ج 11 ص 343 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ رئیس الدجالین (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ رئیس المعتدین (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ راس الغاوین (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ رئیس المتصلفین (انجام آتھم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ رنڈیوں کی اولاد (آئینہ کمالات اسلام ص 548، روحانی خزائن ج 5 ص 548 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ رئیس المتکبرین (آئینہ کمالات اسلام ص 599، روحانی خزائن ج 5 ص 599 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ سوروں (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ سیاہ داغ (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ سگان قبیلہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 229، روحانی خزائن ج 11 ص 229 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ سلطان المتکبرین (انجام آتھم ضمیمہ ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ سفہاء (انجام آتھم ضمیمہ ص 253، روحانی خزائن ج 11 ص 253 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ سفیہوں کا نطفہ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ سانپوں (نور الحق ص 23 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 32 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ سڑے گلے مردہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 62، روحانی خزائن ج 11 ص 346 از مرزا غلام احمد صاحب)

- ☐ شیطان (انجام آتھم ضمیمہ ص4، روحانی خزائن ج 11 ص288 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شیاطین الانس (انجام آتھم ضمیمہ ص18 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص302 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شیخ نجدی (انجام آتھم ضمیمہ ص198، روحانی خزائن ج 11 ص198 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شیخ احمقان (انجام آتھم ضمیمہ ص241، روحانی خزائن ج 11 ص241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شیخ الضال (انجام آتھم ضمیمہ ص251، روحانی خزائن ج 11 ص251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شقی (انجام آتھم ضمیمہ ص252، روحانی خزائن ج 11 ص252 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شغال (آئینہ کمالات اسلام ص604، روحانی خزائن ج5 ص295 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شیطنت کی بدبو (آئینہ کمالات اسلام ص301، روحانی خزائن ج5 ص301 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شیخ نامہ سیاہ (آئینہ کمالات اسلام ص306، روحانی خزائن ج5 ص306 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شیخ مضل (کرامات الصادقین ص27، روحانی خزائن ج7 ص69 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شریر بھیڑیئے (انجام آتھم ص9، روحانی خزائن ج 11 ص9 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شیخ ضال بطالوی (انجام آتھم ص241، روحانی خزائن ج 11 ص241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شیخ الضالتہ (اعجاز احمدی ص76، روحانی خزائن ج19 ص188 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شیخ چالباز (کرامات الصادقین ص22، روحانی خزائن ج7 ص65 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شیاطین (نزول المسیح ص11، روحانی خزائن ج18 ص389 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ شریر النفس (آریہ دھرم ص31، روحانی خزائن ج10 ص31 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ ضال بطالوی (انجام آتھم ص241، روحانی خزائن ج 11 ص241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ ضلالت پیشہ (حقیقۃ الوحی ص311، روحانی خزائن ج22 ص324 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ طوائف (انجام آتھم ضمیمہ ص23 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص307 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ ظالم طبع (واقع البلاء ص18، روحانی خزائن ج18 ص238 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ (انجام آتھم ضمیمہ ص46، روحانی خزائن ج 11 ص330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ عبدالشیطان (انجام آتھم ضمیمہ ص58، روحانی خزائن ج 11 ص342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ عورتوں کے عار (اعجاز احمدی ص83، روحانی خزائن ج19 ص196 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ☐ عبدالحق کا منہ کالا (انجام آتھم ضمیمہ ص58، روحانی خزائن ج 11 ص342 از مرزا غلام احمد صاحب)

- ❑ غالون (انجام آتھم ص224، روحانی خزائن ج 11 ص224 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ غوی فی البطالۃ (انجام آتھم ص230، روحانی خزائن ج 11 ص230 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ غاوین (انجام آتھم ص254، روحانی خزائن ج 11 ص254 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ غول (انجام آتھم ص252، روحانی خزائن ج 11 ص252 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ غبی (انجام آتھم ضمیمہ ص33، روحانی خزائن ج 11 ص317 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ غدار زمانہ (اعجاز احمدی ص77، روحانی خزائن ج 19 ص190 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ غول البراری (کرامات الصادقین ص(د)، روحانی خزائن ج 7 ص152 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ غزنویوں کی جماعت پر لعنت (انجام آتھم ضمیمہ ص58، 59 روحانی خزائن ج 11 ص342، 343 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بطالوی (انجام آتھم ضمیمہ ص56، روحانی خزائن ج 11 ص340 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ فمت یا عبدالشیطان (انجام آتھم ضمیمہ ص58، روحانی خزائن ج 11 ص342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ فاسق آدمی (تتمہ حقیقۃ الوحی ص14، روحانی خزائن ج 22 ص445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ قوم کے خناسوں (انجام آتھم ص17 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص17 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ کتے (استفتاء ص20، روحانی خزائن ج 12 ص128 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ کج طبع (آئینہ کمالات اسلام ص301، روحانی خزائن ج 5 ص301 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ کوتہ نظر مولوی (آئینہ کمالات اسلام ص(د)، روحانی خزائن ج 5 ص608 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ کوڑمغزی (نزول المسیح ص66، روحانی خزائن ج 18 ص444 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ کذاب (تتمہ حقیقۃ الوحی ص128 / ح، روحانی خزائن ج 22 ص565 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ کیڑا (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص165، روحانی خزائن ج 21 ص332 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ کینہ ور (چشمہ معرفت ص131 ج2، روحانی خزائن ج 23 ص336 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ کمینگی (مواہب الرحمٰن ص13، روحانی خزائن ج 19 ص352 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ کرگس (اعجاز احمدی ص43، روحانی خزائن ج 19 ص155 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ کجدل (کرامات الصادقین ص6، روحانی خزائن ج 7 ص48 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ کمینوں (الہدیٰ ص18، روحانی خزائن ج 18 ص262 از مرزا غلام احمد صاحب)

- ❑ کمینہ (انجام آتھم ص206، روحانی خزائن ج 11 ص206 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ کتوں (انجام آتھم ضمیمہ ص25، روحانی خزائن ج 11 ص309 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ کالانعام (انجام آتھم ص265، روحانی خزائن ج 11 ص265 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ گندی روحو (انجام آتھم ضمیمہ ص21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ گدھے (انجام آتھم ضمیمہ ص47، روحانی خزائن ج 11 ص331 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ گمراہ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص115، روحانی خزائن ج 21 ص320 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ گرگ (مواہب الرحمٰن ص13، روحانی خزائن ج 19 ص352 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ گمراہی اور حرص جنگل کے شیطان (نور الحق ص89 ج 1، روحانی خزائن ج 8 ص120 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ لیموں (تتمہ حقیقۃ الوحی ص14-15 ح، روحانی خزائن ج 22 ص445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ لاف وگزاف کے بیٹے (براہین احمدیہ پنجم ص149، روحانی خزائن ج 21 ص317 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ مردار خور (انجام آتھم ضمیمہ 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ منحوس چہروں (انجام آتھم ضمیمہ ص53، روحانی خزائن ج 11 ص337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ مفتریو (انجام آتھم ضمیمہ ص58، روحانی خزائن ج 11 ص342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ملعونین (انجام آتھم ص252، روحانی خزائن ج 11 ص252 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ مخنثوں (آئینہ کمالات اسلام ص402، روحانی خزائن ج 5 ص402 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ مردار (نزول المسیح ص224، روحانی خزائن ج 18 ص602 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ملعون (تتمہ حقیقۃ الوحی ص14-15 ح، روحانی خزائن ج 22 ص445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ مفسد (تتمہ حقیقۃ الوحی ص14-15 ح، روحانی خزائن ج 22 ص445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ مکس طینت مولویوں (آسمانی فیصلہ ص32، روحانی خزائن ج 4 ص342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ مخبط الحواس (استفتاء ص20، روحانی خزائن ج 12 ص128 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ مخالفوں کی ذلت (انجام آتھم ضمیمہ ص28 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص312 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ مولویوں کی ذلت (انجام آتھم ص24 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص24 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ مولوی سخت ذلیل (انجام آتھم ص24 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص24 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ مکذبوں (انجام آتھم ص224، روحانی خزائن ج 11 ص224 از مرزا غلام احمد صاحب)

- ❑ منحوس (تتمہ حقیقۃ الوحی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ مغرور (تتمہ حقیقۃ الوحی ص 115، روحانی خزائن ج 22 ص 551 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ مجنون درندہ (آسمانی فیصلہ ص 14، روحانی خزائن ج 4 ص 324 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ناپاک طبع (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ نادان بطالوی (انجام آتھم ص 20 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 20 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ نفاق زدہ (انجام آتھم ص 24 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ نیم عیسائیو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ نالائق نذیر حسین (انجام آتھم ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 45 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ نجاست خور جانور (نزول المسیح ص 8، روحانی خزائن ج 18 ص 386 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ نابکاروں (انجام آتھم ضمیمہ ص 24 (حاشیہ)، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ نادان صحابی (براہین احمدیہ پنجم ص 120، روحانی خزائن ج 21 ص 285 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ نالائق چیلوں (ضیاء الحق ص 27، روحانی خزائن ج 9 ص 285 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ناپاک فرقہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 23 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ وہ گدھا ہے نہ انسان (انجام آتھم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ جنگل کے وحشی (انجام آتھم ضمیمہ ص 49، روحانی خزائن ج 11 ص 333 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ولد الحرام (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ولد الحلال نہیں (انوار اسلام ص 29، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ واہ رے شیخ چلی کے بڑے بھائی (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 40 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ والدجال البطال (انجام آتھم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ہامان (انجام آتھم ضمیمہ ص 56، روحانی خزائن ج 11 ص 340 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ہندو زادہ (انجام آتھم ص 59 حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 59 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ہوا وہوس کا بیٹا (اعجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 154 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ہزار لعنت کا رسہ (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 77 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ ہیچو گرگ (مواہب الرحمن ص 131، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا غلام احمد صاحب)

- ❑ ہمچو جنین (مواہب الرحمٰن ص 138، روحانی خزائن ج 19 ص 359 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ یہودی صفت (انجام آتھم ضمیمہ ص 3، روحانی خزائن ج 11 ص 287 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ یاوہ گوہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 19 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 303 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ یہودی سیرت (انجام آتھم ص 24 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ یہودی (انجام آتھم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ یا شیخ الضلالۃ (اعجاز احمدی ص 76، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ یک چشم (انجام آتھم ضمیمہ ص 24 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ یہودیت کا خمیر (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ❑ یہ غول البراری (کرامات الصادقین ص د(4)، روحانی خزائن ج 7 ص 152 از مرزا غلام احمد صاحب)

احمدی دوستو! اس قسم کی سینکڑوں گالیاں ہیں جو مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کو دیں، یہاں محض نمونتاً بیان کی گئی ہیں۔ کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کے خدشہ سے ان گالیوں کے عکسی ثبوت اس کتاب میں نہیں دیے جا رہے، خواہش مند حضرات اسے ہماری درج ذیل ویب سائٹ پر ملاحظہ فرمائیں۔ **www.endofprophethood.com**

احمدی دوستو! آپ نے مرزا صاحب کی مندرجہ بالا مغلظات ملاحظہ کر لی ہیں۔ اس کے باوجود ان کا دعویٰ ہے:

(172) ''ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔''

(ست بچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 133 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 387 پر)

مزید کہتے ہیں:

(173) ''بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے''

(قادیان کے آریہ اور ہم، از مرزا غلام احمد ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 458)
(عکس صفحہ 389 پر)

(174) مرزا صاحب کی خوش اخلاقی کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ انہوں نے کسی پر لعنت ڈالی تو بجائے یہ کہنے کے کہ تجھ پر ہزار بار لعنت ہو یا تحریری طور پر اسے اس طرح لکھ دیتے مگر

انہوں نے باقاعدہ لعنت نمبر 1 لعنت نمبر 2، لعنت نمبر 3......لعنت نمبر 1000 تک لکھ دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جماعت احمد یہ انہیں "سلطان القلم" کہتی ہے۔

(نور الحق ص 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 158 تا 162 از مرزا غلام احمد)
(عکس صفحہ 390 تا 394 پر)

جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے:

(175) "لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 660 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 456 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 395 پر)

مرزا صاحب کا اپنی جماعت کے اراکین کے بارے میں ارشاد ہے:

(176) "مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چار پائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چار پائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس خوشی کی امید سے لوگوں کو جلسہ کے لیے اکٹھے کروں۔"

(شہادت القرآن ص 100 (آخر) مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 396 از مرزا غلام احمد)
(عکس صفحہ 396 پر)

قادیان کے متعلق ارشاد فرمایا:

(177) "قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا:

"اخرج منه اليزيد يون"

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 141 طبع چہارم از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 397 پر)

مرزا صاحب اپنی آخری تصنیف میں اپنی جماعت کی اخلاقی حالت کے بارے میں لکھتے ہیں:

(178) "ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت سارے ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بد

قسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف دوڑتے ہیں، جیسے کتا مردار کی طرف۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 87 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 114 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 398 پر)

مزید لکھتے ہیں:

(179) "بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بناء پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔"

(شہادت القرآن صفحہ "ز" مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 399 پر)

مرزا صاحب کے ذاتی کردار کے بارے میں بعض مصدقہ باتیں اس قدر مضحکہ خیز اور ہوش ربا ہیں کہ میں انہیں یہاں درج کرنے سے محض اس لیے قاصر ہوں کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ مرزا صاحب کی سوانح عمری "سیرت المہدی" از مرزا بشیر احمد ایم اے اور "ذکر حبیب" از مفتی محمد صادق کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ آپ خود حیران ہو جائیں گے کہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے مرزا صاحب کی ذاتی زندگی اور کردار کس معیار کا تھا؟

لاہوری جماعت کے ایک ذمہ دار شخص نے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پر رنگ رلیوں کے الزامات لگائے اور ایک اہم خط لکھا۔ لاہوری جماعت کے لوگ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے تو خلاف ہیں مگر مرزا صاحب کو مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ ایک ایسے ہی عقیدت مند کے دلی جذبات اور سچ گوئی ملاحظہ فرمائیں:

(180) "حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) پر اعتراض نہیں، کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض

موجودہ خلیفہ پر ہے، کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء) (عکس صفحہ 400 پر)

ایسے ہی دوسرے ''عقیدت مندوں'' کی کتابیں مثلاً تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق، شہر سدوم، ڈھلتے سائے، ربوہ کا مذہبی آمر، خلیفہ ربوہ کے مظالم، ربوہ کا پوپ اور روحانی شکارگاہ وغیرہ پڑھنے کے لائق ہیں۔ ان کتب میں درج چشم کشا انکشافات ہر احمدی کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہیں۔

''وفات مسیح'' اور ''اجرائے نبوت'' ہر احمدی کا پسندیدہ موضوع ہے۔ یہ ایک ایسا ٹیکنیکل موضوع ہے کہ ایک عام اور سادہ لوح مسلمان قرآن و حدیث سے لاعلمی اور ناقص مطالعہ کی بنا پر مدلل گفتگو نہیں کر سکتا۔ جبکہ ایک عام احمدی کی اس خاص موضوع پر بھرپور تیاری ہوتی ہے اور یوں وہ ایک عام مسلمان پر نفسیاتی فتح بزعم خود حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس کسی بھی احمدی دوست یا مربی سے گفتگو، بحث یا مناظرہ کے شروع میں اگر یہ کہہ دیا جائے ''آج مرزا غلام احمد صاحب کی شخصیت و کردار'' پر بات ہوگی تو یقین جانیے، احمدی دوستوں کے اوسان خطا اور ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں بلکہ بعض تو اس قدر طیش میں آ جاتے ہیں کہ گویا گالی سے ان کی تواضع کی گئی ہے۔ احمدی دوست یا جماعت کے مربی صاحبان بھی اس موضوع پر بات کرنے کے لیے رضا مند نہیں ہوتے بلکہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ''کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔'' احمدی دوستوں کو تنہائی میں بیٹھ کر اس اہم نکتہ پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

خود احمدیہ قیادت کے نزدیک کسی مدعی نبوت و رسالت کے دعویٰ کو جانچنے کا پہلا معیار یہ ہے کہ اس کا کردار دیکھیں کہ آیا وہ صادق ہے یا کاذب۔ اس سلسلہ میں مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

(181) ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام، توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا غلام احمد سے علیحدہ کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا

نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔"

(سیرت المہدی ج اوّل ص 98 از مرزا بشیر احمد ایم اے)(عکس صفحہ 401 پر)

اس طرح احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود اس کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(182) "جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے...... غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔"

(دعوۃ الامیر ص 49، 50 مندرجہ انوار العلوم ج 7 ص 376، 377 از مرزا بشیر الدین محمود)
(عکس صفحہ 403 پر)

احمدیہ عقائد کے مطابق اگر مرزا غلام احمد صاحب نبی اور رسول ہیں تو احمدی دوستوں اور مربی صاحبان کو مرزا صاحب کے کردار پر بات کرتے ہوئے ہرگز نہیں کترانا چاہیے۔ کیونکہ نبی اور رسول تو سب سے پہلے لوگوں کے سامنے اپنا کردار پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں، میں آپ کے سامنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کے لوگوں کو بلانا شروع کیا جب سب جمع ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے بتاؤ کہ تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا جانتے ہو؟

سب نے ایک آواز سے کہا: ہم نے کوئی بات غلط یا بیہودہ آپؐ کے منہ سے نہیں سنی، ہم یقین کرتے ہیں کہ آپؐ صادق و امین ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ دیکھو! میں پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور تم اس کے نیچے ہو۔ میں پہاڑ کے ادھر بھی دیکھ رہا ہوں اور ادھر بھی نظر کر رہا ہوں، اچھا اگر میں یہ کہوں کہ رہزنوں کا ایک مسلح گروہ دور سے نظر آ رہا ہے جو مکہ پر حملہ آور ہوگا۔ کیا تم اس بات کا یقین کر لو گے؟

لوگوں نے کہا: "بے شک! کیونکہ ہمارے پاس آپ جیسے راست باز آدمی کے جھٹلانے کی کوئی وجہ نہیں، خصوصاً جبکہ وہ ایسے بلند مقام پر کھڑا ہے کہ دونوں طرف دیکھ رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ سب کچھ سمجھانے کے لیے ایک مثال تھی۔ اب یہ یقین کر لو کہ موت تمہارے سر پر آ رہی ہے اور تمہیں اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور میں عالم آخرت کو بھی ایسا ہی دیکھ رہا ہوں، جیسے دنیا پر تمہاری نظر ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شرک کے خرافات و بطلان کا پردہ چاک کرنا اور بتوں کی حقیقت اور حیثیت کو واشگاف کرنا شروع کر دیا۔ آپ مثالیں دے دے کر سمجھاتے کہ یہ کس قدر عاجز و ناکارہ ہیں اور دلائل سے واضح فرماتے کہ جو شخص انہیں پوجتا ہے' وہ کس قدر کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔ قریش یہ سب کچھ سمجھ رہے تھے، لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ ان کے سامنے ایک ایسا شخص تھا جو صادق و امین تھا۔ انسانی اقدار اور مکارم اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھا اور ایک طویل عرصے سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ میں اس کے کردار کی نظیر نہ دیکھی تھی اور نہ سنی تھی۔ آخر اس کے بالمقابل کریں تو کیا کریں؟ قریش حیران تھے اور انہیں واقعی حیران ہونا چاہیے تھا۔

مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کی مستند تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انہیں امت مسلمہ کے ماضی سے کوئی عقیدت ہے نہ اس کے حال سے کوئی دلچسپی۔ مستقبل کی تو بات ہی نہ کیجئے۔ ہماری اور ان کی امنگوں میں کوئی یکسانیت ہے نہ یکجہتی۔ ملت اسلامیہ کے دشمنوں کو وہ اپنا مربی اور سرپرست سمجھتے رہے۔ جس انگریز نے برصغیر میں اسلامی اقتدار کا چراغ گل کیا، ہماری تہذیبی قدروں کو روندا' لاکھوں بے گناہ مسلمانوں اور علماء کرام کو قتل کیا' کیا کسی مسلمان کے دل میں ان دشمنان اسلام کے لیے خیر سگالی کے جذبات پائے جا سکتے ہیں؟ لیکن افسوس ہے کہ مرزا صاحب ان کے تملق' مدح سرائی' دعائیں' خیر سگالی کے جذبات اور ان کے پنجہ استبداد کو مضبوط کرنے کے لیے مسلسل تقریری اور تحریری کاوشیں کرتے رہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

یایها الذین امنوا لا تتخذوا الیهود والنصرٰی اولیاء بعضهم اولیاء بعض ط ومن یتولهم منکم فانه منهم ط ان الله لا یهدی القوم الظلمین ○ (المائدہ: 51)

''ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو شخص انہیں اپنا دوست بنائے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا''

اس قرآنی تعلیم کے برعکس یہود ونصاریٰ سے دوستی کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی بے شمار تحریروں میں سے صرف چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ وہ کس طرح اپنے جذبات اور خدمات کے لیے ان کی ایک نگاہ التفات کے لیے بے تاب ہیں۔

(183) ''سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 21 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 405 پر)

(184) ''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔''

(کتاب البریہ ص 5,4,3 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ء مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 6,5,4 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 406 تا 408 پر)

مرزا صاحب نے 100 کے قریب کتابیں لکھی ہیں، ان سب کو اکٹھا کیا جائے تو بمشکل ایک الماری بھرے گی مگر مرزا صاحب سلطنت برطانیہ کی تعریف و توصیف میں اس قدر مبالغہ گوئی کرتے ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے۔ ذیل کا اقتباس نہایت قابل توجہ ہے:

(185) ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس

المارياں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔"

(تریاق القلوب ص 27, 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 155, 156 از مرزا غلام احمد)
(عکس صفحہ 409 پر)

حالانکہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ. (البقرہ:193)

ترجمہ: "اور ان سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین (یعنی زندگی اور بندگی کا نظام عملاً) اللہ ہی کے تابع ہو جائے۔"

حضور نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا:

لن يبرح هذا الدين قائما يقاتل عليه عصابة من المسلمين حتى تقوم الساعة. (الصحیح مسلم)

"دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔"

(186) "میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا، اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں، اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔"

(تریاق القلوب ص 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 156 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 411 پر)

اور غور کیجئے کہ چودہ سو سال سے جس مسیح کی آمد کی خوش خبری مسلمانوں کے کانوں میں گونج رہی ہے، معاذ اللہ، کیا وہ ایسا ہی مسیح ہے کہ جو صلیب پرستوں اور اسلامی حکومتوں کے دشمنوں کا

مداح وثنا خواں ہو اور ان کے شکر اور دعا میں مع اپنی تمام امت کے رطب اللسان ہو اور اسلامی حکومتوں کے زوال پر چراغاں کرنے والا ہو، اور مسلمانوں کے قاتلوں کو مبارک باد کے تار دینے والا ہو۔ مسیح کا کام تو کفر کی حکومت کو ختم کرنا ہے، نہ کہ دشمنان اسلام کی تائید اور حمایت کرنا اور ان کی بقاء اور ترقی کے لیے دل و جان سے دعا کرنا اور ان کے سایہ کو سایہ رحمت سمجھنا۔

(187) ''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 19 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 412 پر)

(188) ''بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں، سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔''

(شہادت القرآن ص 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 413 پر)

دنیا کی سب سے بڑی مکار، ظالم، اسلام دشمن، حضرت محمد ﷺ کی عزت و ناموس پر ہر روز نیا حملہ کرنے والی اور مسلمانوں کے خون سے صدیوں ہولی کھیلنے والی انگریزی حکومت کو، ٹھیک اس وقت جب اس کے ہاتھ ہندوستان کے ہزاروں علماء اور مجاہدین حریت کے خون سے رنگین تھے اور اس لمحے جب یہ حکومت اسلام کو صفحہ ہستی سے نابود اور ملت اسلامیہ کے وجود کو ختم کرنے کے لیے پوری مسلم دنیا پر حملہ آور تھی، مرزا صاحب یہ یقین دلاتے ہیں:

(189) ''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔''

(شہادت القرآن ص 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 413 پر)

(190) ''اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد"

(تحفہ گولڑویہ ضمیمہ ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 78,77 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 414 پر)

قرآن مجید میں مسلمانوں کو ارشاد ہے:

"اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ." (نساء: 59)

(ترجمہ): "اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی، اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔"

اس آیت میں جو لفظ **اولی الامر** آیا ہے، اس کی بابت مرزا صاحب فرماتے ہیں:

(191) "میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے **اولی الامر** میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔"

(ضرورۃ الامام ص 23 مندرجہ روحانی خزائن ج 13 ص 493 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 416 پر)

یہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ مرزا صاحب انگریزوں کی رعیت تھے اور رعیت ہونے پر قانع بلکہ خوش تھے اور اپنے پیروکاروں کو انگریزی رعیت رہنے کی تاکید کرتے تھے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ جنگ عظیم میں جب ترکوں کی اسلامی حکومت بغداد سے ختم ہوئی اور انگریزی حکومت غالب آئی تو احمد یہ اخبار نے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا:

"میں اپنے احمدی بھائیوں کو جو ہر بات میں غور اور فکر کرنے کے عادی ہیں، ایک مژدہ سناتا ہوں کہ بصرہ اور بغداد کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے ہماری محسن گورنمنٹ کے لیے فتوحات کا دروازہ کھول دیا ہے، اس سے ہم احمدیوں کو معمولی خوشی حاصل نہیں ہوئی بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں برسوں کی خوشخبریاں جو الہامی کتابوں میں چھپی ہوئی تھیں، آج 1335ھ میں وہ ظاہر ہو کر ہمارے سامنے آ گئیں۔ اس بات سے میرے غیر احمدی بھائی ناراض ہوں گے لیکن اگر غور کریں تو اس میں ناراضگی کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) جب دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت دجلہ فرات خشک ہو چکے تھے۔ یعنی وہ حقیقی اسلام کا پانی جس نے آسمان سے اتر کر ان ملکوں کو سیراب کیا تھا، آسمان پر اٹھایا گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت "وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ" میں

اشارہ فرمایا۔ اور حضرت اقدس اس کے متعلق ازالۂ اوہام ص 338 پر تحریر فرماتے ہیں۔

''اور آیت ''وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ'' جس کے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہیں۔ اسلامی چاند کی سلخ کی راتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے، جس میں نئے چاند کے نکلنے کی اشارت چھپی ہوئی ہے جو غلام احمد قادیانی کے عددوں میں بحساب جمل پائی جاتی ہے۔'' الغرض مدت کی پیشگوئیاں آج پوری ہو رہی ہیں۔ ہمارے بھائیوں کو چاہیے کہ ان پر غور کریں۔ فشکر اللّٰہ کل الشکر علی ما امننا من کل خوف تحت ظل هذه الدولة البرطانية المباركة للضعفاء و کھف اللّٰہ للفقراء والغربا وسوط اللّٰہ علی کل عبد ذی الخیلا...... اللهم فاجز ذالک الملک عناحیر جزائک وانصره علی اعدائه اعدائک وادخله من کل شر فی ذراک و ارزقه من نعمائک واهل قبله و ذراریه الی دینک دین الاسلام۔''

(اخبار ''الفضل'' قادیان مورخہ 13/10 اپریل 1917ء ص 4,3)

ناظرین کرام! مرزا صاحب کی خدمات خادمانہ متعلقہ حکومت برطانیہ پڑھ کر ان کا دعویٰ ایک بار پھر پڑھیں جس کے الفاظ یہ ہیں:

(192) ''جبکہ مجھ (مرزا صاحب) کو تمام دنیا کی اصلاح کے لیے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے، اس وجہ سے کہ ہمارا آقا مخدوم (یعنی آنحضرت ﷺ) تمام دنیا کے لیے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ (اصلاح دنیا) کے اٹھانے کے لیے ضروری تھیں۔''

(حقیقۃ الوحی ص 151 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 155 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 417 پر)

اس عبارت کو پڑھنے کے بعد انصاف کی ضرورت ہے۔ کیا مرزا صاحب اتنے بڑے دعاوی کو ثابت کر گئے؟ میں اس کا فیصلہ احمدی دوستوں پر چھوڑتا ہوں۔

(193) ''میں اس (اللہ تعالیٰ) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی، جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے، اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں کہ اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لیے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔" آمین ثم آمین **الملتمس**

خاکسار: میرزا غلام احمد از قادیان"

(تحفہ قیصریہ ص 31، 32 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 ص 283، 284 از مرزا غلام احمد)

(عکس صفحہ 418 پر)

(194) "گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے ایک بارانِ رحمت بھیجا، ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا احسان اٹھاوے۔ اس کے ظل حمایت میں بامن و آسائش رہ کر اپنا مقسوم دکھاوے، اس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے۔ پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور دعا سے بھی انھوں نے اس گورنمنٹ کو بہت دفعہ یاد کیا ہے۔ ان کی آخری دعا ان کے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں جس کی بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہند اور انگلینڈ میں انھوں نے شائع کرنی چاہی ہے، یہ کلمات دعائیہ مرقوم ہیں۔ انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لیے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دین و دنیا کے لیے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا ان کے گورے و سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔"

(شہادت القرآن ص 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 388 تا 393 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 420 تا 425 پر)

(195) اس کے علاوہ مرزا صاحب کی کتاب ستارہ قیصرہ (مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص

109 تا 126) (عکس صفحہ 426 تا 440 پر) جو دراصل مرزا صاحب کا ایک تفصیلی خود نوشتہ ہے جو انہوں نے برطانوی ملکہ وکٹوریہ کے نام تحریر کیا۔ مرزا صاحب نے اس خط میں ایک کافرہ عورت کی بارگاہ میں تعریف و تحسین کے جو "پھول" پیش کیے ہیں، وہ مرزا صاحب کی "اصلیت" کی بھرپور ترجمانی کرتے ہیں۔ انہوں نے اخلاقیات کی تمام حدود پھلانگ کر ملکہ وکٹوریہ کی جس انداز میں خوشامد کی، اسے درج کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ احمدی دوستوں سے گذارش ہے کہ وہ اس خط کا حرف بحرف بغور مطالعہ فرمائیں۔

جماعت احمدیہ اپنی تعداد کے بارے میں ہمیشہ عمداً مبالغہ آرائی سے کام لیتی رہی ہے۔ میرے نزدیک یہ احساس کمتری کی علامت ہے۔ پاکستان یا کسی اور ملک میں جب بھی قومی مردم شماری ہوتی ہے تو جماعت احمدیہ کے ارکان فارم پر خود کو احمدی لکھوانے سے کتراتے ہیں جس سے ان کی اصل تعداد کا تعین مشکل ہوتا ہے۔ مردم شماری کے وقت احمدی دوست اگر اپنا تعلق جماعت احمدیہ سے ظاہر کریں تو ان کی اصل تعداد باقاعدہ ریکارڈ پر آ جائے جس سے انہیں اپنے قانونی، آئینی اور معاشی حقوق حاصل کرنے میں سہولت ہو۔ اس طرح ان لوگوں کا اعتراض (جو حقیقت پر مبنی ہے) بھی خود بخود ختم ہو جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ احمدی اپنی عددی حیثیت سے کہیں بڑھ کر پاکستان کے تمام شعبہ جات میں بہت زیادہ سرکاری و غیر سرکاری وسائل اور مناصب پر قابض ہیں جس سے مسلمانوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

1908ء میں مرزا صاحب کی وفات کے وقت برطانیہ کے فارن آفس کے مطابق احمدیوں کی تعداد 19 ہزار تھی۔ پھر 1921ء کی مردم شماری میں یہ تعداد 30 ہزار ہوگئی اور 1930-31ء کی مردم شماری میں احمدیوں کی کل تعداد 56 ہزار تھی۔ یہ تعداد مرزا محمود صاحب نے روزنامہ الفضل قادیان کی اشاعت 5 اگست 1934ء میں تسلیم کی ہے۔ 1954ء میں جسٹس منیر اپنی انکوئری رپورٹ میں احمدیوں کی تعداد 2 لاکھ بتاتے ہیں۔ جبکہ 1981ء کی آخری مردم شماری کے مطابق پاکستان میں احمدیوں کی تعداد ایک لاکھ تین ہزار ہے۔ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد صاحب کے دور میں احمدیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد کا اعلان اس قدر مبالغہ آمیز ہے کہ خدا کی پناہ! جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ

- 1993ء میں 2 لاکھ 4 ہزار 3 سو آٹھ نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

- 1994ء میں 4لاکھ 21 ہزار 7 سو 53افراد
- 1995ء میں 8لاکھ 47 ہزار 7 سو پچیس افراد
- 1996ء میں 16لاکھ 2 ہزار 7 سو 121افراد
- 1997ء میں 30لاکھ 4 ہزار 5 سو 185افراد
- 1998ء میں 50لاکھ 4 ہزار 5 سو 191افراد
- 1999ء میں ایک کروڑ 8لاکھ 20 ہزار 2 سو 126افراد
- 2000ء میں 4 کروڑ 13لاکھ 8 ہزار 9 سو 175افراد
- 2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار سات سو اکیس افراد
- 2002ء میں 2 کروڑ 6 لاکھ 54 ہزار
- 2003ء میں (زبردست کم ہو کر) 8لاکھ 92 ہزار 4 سو تین افراد
- 2004ء میں 3 لاکھ 4 ہزار نو سو دس افراد
- 2005ء میں 2 لاکھ 9 ہزار 7 سو ننانوے افراد
- 2006ء میں 2 لاکھ 93 ہزار 8 سو اکیاسی افراد
- 2007ء میں 2 لاکھ 61 ہزار 9 سو انہتر افراد
- جبکہ 2008ء میں 3 لاکھ 54 ہزار 6 سو اڑتیس افراد

جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اس طرح گذشتہ سولہ سالوں میں 16 کروڑ 71 لاکھ 93 ہزار 2 سو پانچ (16,71,93,205) نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 3اگست 2005ء، 2اگست 2006، یکم اگست 2007ء، 29جولائی 2008ء)

جماعت احمدیہ کے ذمہ داران اگر جماعت کی تعداد کے حوالے سے اسی طرح غلو سے کام لیتے رہے تو یہ تعداد آئندہ چند سالوں میں شاید دنیا کی اصل تعداد سے بڑھ جائے۔ جماعت احمدیہ کا اپنی تعداد کے حوالے سے مبالغہ آرائی سے کام لینے کا مقصد صرف اور صرف اپنے اراکین کو جھوٹی تسلیاں دینا اور سبز باغ دکھانا ہے تاکہ وہ اس خوش فہمی میں مبتلا رہیں کہ جماعت روز بروز پھیل رہی ہے جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ محض کاغذی گھوڑے دوڑائے جا رہے ہیں۔ میں پورے دعویٰ اور وثوق سے کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہر سال اپنی تعداد کے حوالہ سے جھوٹ بولتی ہے اور اس سلسلہ میں ان کے پاس کوئی ریکارڈ یا ثبوت نہیں ہے جبکہ جماعت احمدیہ کے پاس ایک

ایک احمدی کا مکمل ریکارڈ موجود ہے۔

جماعت احمدیہ کی آبادی میں اضافہ کا اعلان اس عہد کا بدترین جھوٹ ہے۔ ہر جلسہ سالانہ (لندن) کے موقع پر بغیر تحقیق اور غور و فکر کے ستائشی نعروں کی گونج میں کروڑوں کی تعداد کا اعلان پر اعلان کر کے آخر کس کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے؟ مبالغے اور جھوٹ کی کوئی حد ہوتی ہے۔ مرزا صاحب نے بھی لکھا تھا کہ میں نے انگریز کی حمایت اور جہاد کی ممانعت میں اتنا لکھا کہ ان کتابوں سے پچاس الماریاں بھر جائیں یا پھر لکھا کہ میرے نشانوں (یعنی معجزات) کی تعداد دس لاکھ ہے۔ یہ سستی شہرت، خود ستائی، مدح سرائی اور مبالغہ گوئی کی انتہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے ذمہ داران نے بھی شائد یہی راستہ اختیار کر لیا ہے۔

ہر سال سالانہ جلسہ لندن کے موقع پر اپنے اخبارات و جرائد، اپنے ٹی وی چینل یا انٹرنیٹ ویب سائٹ پر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت جماعت احمدیہ میں نئے داخل ہونے والے افراد کی مبالغہ آمیز فرضی تعداد درج کر دینا دراصل حقائق سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ اس کے لیے ثبوت درکار ہیں کہ کس ملک کے، کس شہر کے، کس علاقہ کے، کون سے لوگ، کس بنا پر احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ آخر کروڑوں کی تعداد میں شامل ہونے والوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنا انٹرویو، حالات، تاثرات یا کوئی پیغام کیوں نہیں دیا؟ آخر کیوں؟ بقول جماعت احمدیہ 2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار 7 سو اکیس نئے افراد ''احمدیت'' میں داخل ہوئے ہیں۔ اس سال تو جماعت احمدیہ کو پوری دنیا میں عظیم الشان جشن منانا چاہیے تھا اور مرزا غلام احمد صاحب کی ''پیش گوئیوں'' میں سے کوئی پیش گوئی تلاش کر کے اس اہم واقعہ پر چسپاں کرنی چاہیے تھی۔ مشاہدہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں اگر ایک بھی نیا شخص داخل ہو جائے تو ان کے اخبارات و رسائل، ٹی وی چینل اور ویب سائٹ وغیرہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں لیکن یہاں کروڑوں کی تعداد میں نئے داخل ہونے والوں کی کسی کو خبر ہی نہیں۔ مکمل سکوت اور خاموشی ہے۔ آخر کیوں؟ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان سمیت پوری دنیا میں جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کو تقریباً روکا جا چکا ہے۔ احمدیہ عقائد کی اصل حقیقت واضح ہو جانے کے بعد جماعت احمدیہ کے سرکردہ عہدیداران اور عام احمدی اپنے اپنے اہل خانہ اور دوستوں سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، اس سلسلہ میں آپ مکمل تفصیلات انٹرنیٹ پر سابق احمدی حضرات کی تیار کردہ مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

www.ahmedi.org

اس کے علاوہ درج ذیل ویب سائٹ بھی قابل توجہ ہے۔

www.endofprophethood.com

احمدی حضرات اکثر و بیشتر مسلمانوں پر یہ پھبتی بھی کستے ہیں کہ 1953ء کی منیر انکوائری میں ان کے علماء ''مسلمان کی تعریف'' پر متفق نہ تھے۔ یہ انتہائی دور از کار لغویات میں سے ہے۔ حقیقت بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام راہنما اور اکابرین ''مسلمان کی تعریف'' پر متفق تھے۔ ہر شخص کا انداز بیان مختلف اور منفرد تھا مگر روح اور مفہوم ایک ہی تھا۔ یہ کوئی حساب یا الجبرا کا سوال نہ تھا کہ ہر آدمی کے الفاظ اور جملے ایک جیسے ہوتے۔ آپ دنیا کے تمام جید اور معروف دانشوروں اور سکالروں کو جمع کر لیں اور انہیں خوشبو یا سچائی کی تعریف کے لیے کہیں۔ ہر شخص کی تعریف ایک دوسرے سے مختلف ہوگی۔ کیا ہم اس سے یہ اخذ کر سکتے ہیں کہ چونکہ یہ لوگ ایک تعریف پر متفق نہ تھے، اس لیے خوشبو یا سچائی متنازعہ ہے۔ اور اس خود ساختہ دلیل پر ہم ان دانشوروں کو مطعون ٹھہرائیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے ہاں مختلف پڑھے لکھے دوستوں بالخصوص مربی حضرات سے ''احمدی'' کی تعریف پوچھیں، میں آپ کو چیلنج سے کہتا ہوں کہ آپ ان سب کو ایک دوسرے سے مختلف پائیں گے۔

اوپر جسٹس منیر کا ذکر آیا تو اس کا تعارف بھی ضروری ہے۔ اس کا کردار عدلیہ کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا ہے۔ ایک حوالہ پڑھیے اور سوچیے کہ کس قماش کے لوگ احمدیت کی سرپرستی کرتے رہے۔ معروف دانشور جناب پروفیسر محمد سلیمان دانش اپنے مضمون ''پاکستان کی اسلامی اساس پر حملہ'' میں ''جسٹس منیر'' کے بارے میں لکھتے ہیں۔

(196) ''جسٹس منیر کس عقیدے کے آدمی تھے؟ اس کا کچھ حال جناب الطاف گوہر کی زبانی سنیئے۔ ''مجھے خبر ملی کہ جسٹس منیر بیمار ہیں اور ان کے صحت یاب ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ میں عیادت کے لیے ان کے گھر گیا۔ انھوں نے مجھے اپنے ساتھ چارپائی پر بیٹھا لیا۔ باتیں کرتے کرتے انھوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا الطاف گوہر! تمھیں معلوم ہے کہ خدا کے وجود کے بارے میں میرے دل میں کئی سوال ہیں۔ موت کے بعد اگر میرا اللہ تعالیٰ سے سامنا ہوا تو میں کیا کروں گا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ عمر بھر توہین عدالت کے مقدمات سنتے رہے۔ توہین عدالت کے مقدمہ کی سماعت اس وقت تک شروع نہیں ہوتی جب تک ملزم اپنے جرم کا اعتراف نہ کرے اور اپنے آپ کو عدالت کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ دے۔ آپ یہی کیجئے۔ خداوند کریم کے سامنے پیش ہوتے ہی اپنے جرم کا

اعتراف کر لیجیے اور اپنے آپ کو خالق دو جہاں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیجیے۔ وہ بڑا تواب الرحیم ہے۔'' منیر صاحب کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ آپ نے میرا کندھا تھپ تھپایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ چند روز بعد آپ وفات پا گئے۔ میں نے بڑے خلوص سے ان کے لیے رحمت خداوندی کی دعا کی۔''

جو شخص ساری عمر مسلمان کہلاتا رہا، مسلمان معاشرے میں رہ کر جملہ حقوق اور مراعات حاصل کرتا رہا، حتیٰ کہ چیف جسٹس آف پاکستان کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوا، وہ اندر سے وجود باری تعالیٰ کے بارے میں مذبذب تھا۔ ایسے جج کو ''قرارداد مقاصد'' کیسے ہضم ہوتی۔ اسے تو سیکولر ہی ہونا چاہیے تھا۔ ویسے الطاف گوہر، جسٹس منیر صاحب کی دلجوئی میں دور کی کوڑی لائے، ورنہ موت کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ایمان بالغیب مطلوب ہے۔ جب غیب، غیب نہ رہا تو پھر ایمان کس پر۔ میدان حشر میں تو سب غلط کار پچھتائیں گے اور طرح طرح کے بہانے تراشیں گے۔ پچھتاوا مبارک ہے، مگر اس زندگی میں۔''

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 7 جولائی 2000ء) (عکس صفحہ 441 پر)

جہاں تک مسلمانوں میں فرقہ بندی کا تعلق ہے، یہ سب فروعی اختلافات ہیں۔ ضروریات دین پر سب مسالک ایمان رکھتے ہیں اور پوری طرح متفق ہیں۔ خود جماعت احمدیہ میں بھی فرقہ بندی ہے۔ جماعت احمدیہ کے ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ میں نہ صرف بنیادی اور اعتقادی اختلافات ہیں بلکہ وہ ''نظریۂ ضرورت'' کے تحت ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے بھی جاری کرتے رہتے ہیں۔ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے پر (جو سب کے سب مرزا غلام احمد صاحب کے بہترین ساتھی اور صحبت یافتہ تھے) سنگین الزامات کی جو بوچھار کی، وہ نہایت چشم کشا اور ہوش ربا ہیں۔ ان میں اخلاقی اعتبار سے زنا، لواطت، چوری، بدکاری، قتل و غارت، تعلی و تکبر، حرام خوری، خود غرضی، فریب کاری، مغالطہ اندازی اور بددیانتی کے الزامات اور دینی لحاظ سے کفر و شرک، ارتداد و نفاق اور تحریف و تلبیس وغیرہ کے الزامات سرفہرست ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ ''مباحثہ راولپنڈی'' ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ اس دستاویز میں دونوں گروپوں کے بنیادی اختلافات پوری طرح کھل کر سامنے آگئے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں ''چندے'' کو بنیادی اہمیت اور حیثیت حاصل ہے۔ ایک شخص جماعت کے ساتھ خواہ کتنا ہی مخلص اور فدائی کیوں نہ ہو، اگر وہ غربت یا کسی اور وجہ سے چندہ ادا کرنے سے قاصر ہے تو جماعت کے لیے ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ ایک عام احمدی سے جتنے اصرار سے چندے

کا تقاضا کیا جاتا ہے، کسی اور اہم پہلو پر اصرار شاید اس کے عشر عشیر بھی نہیں۔

جماعت احمدیہ کے مبلغوں اور کارکنان کی اکثریت معاشی احتیاج کی وجہ سے جماعت میں شامل رہنے پر مجبور ہے۔ معاش کے لحاظ سے بھی ان کی حالت کچھ بہتر نہیں ہے۔ تنخواہیں بہت تھوڑی ہوتی ہیں۔ اس میں سے بھی کئی قسم کے چندوں کی کٹوتی ہو جاتی ہے۔ آخر میں صرف اتنا بچتا ہے کہ بمشکل ان کا گزارا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ان چندوں سے مستثنٰی ہیں۔ لیکن یہ خوش قسمت لوگ زیادہ تر مرزا صاحب کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

مجھے ایک دلچسپ بات یاد آ گئی کہ جماعت احمدیہ میں ہر سال ''چندہ سالانہ جلسہ'' کے نام سے ایک مخصوص چندہ حاصل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ 1983ء کے بعد ربوہ میں جماعت احمدیہ کا کوئی سالانہ جلسہ منعقد نہیں ہوا۔ اس کے باوجود ہر سال جماعت احمدیہ کے افراد سے یہ چندہ حاصل کیا جاتا ہے۔ مزید براں آپ لوگوں سے جنت کا وعدہ اس کام کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے کہ اپنی جائیداد کا دس فیصد جماعت احمدیہ کے نام وقف کر دو۔

جماعت احمدیہ میں اس وقت 50 سے زائد قسم کے چندے رائج ہیں جن کی ادائیگی کے لیے وقتاً فوقتاً تاکید کی جاتی ہے۔ میں ان سب چندوں کے نام اور ان کی مختصراً تفصیل دینا چاہتا تھا مگر مضمون کے طویل ہو جانے کے خوف سے ایسا نہیں کر پا رہا۔ میری کتاب '' قادیانیت سے اسلام تک'' میں جرمنی کے معروف سابق احمدی جناب شیخ راحیل احمد صاحب کے قبول اسلام کے مضمون میں ان سب چندوں کی تفصیل آ گئی ہے۔ اگر کوئی احمدی دوست اس مضمون کو پڑھنے میں دلچسپی رکھتے ہوں تو براہ کرم مجھے خط لکھ دیں۔ میں انہیں یہ کتاب تحفۃً پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس کروں گا۔

آخر میں، میں احمدی دوستوں سے ایک نہایت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں:

مرزا صاحب اپنی کتاب میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

(197) ''قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علٰی رأس کُلّ مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا. (رواہ ابوداؤد) یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لیے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے دین کو تازہ کرے گا۔''

(حقیقۃ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 200 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 442 پر)

مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں۔ اور چونکہ آخری زمانہ جس میں آخری مجدد کو آنا تھا، یہی صدی ہے، اس لیے میں مسیح موعود بھی ہوں۔ لیکن اب چودھویں صدی

ختم ہو کر پندرہویں صدی شروع ہوگئی ہے۔ اس لیے ارشاد نبوی کے مطابق اس صدی میں بھی کسی مجدد کا آنا ضروری ہے اور مرزا غلام احمد صاحب کا یہ دعویٰ کہ چونکہ وہ چودھویں صدی کے مجدد ہیں اس لیے مسیح موعود بھی ہیں، غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود تو آخری مجدد ہوگا جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔

راقم السطور ان تمام احباب سے گزارش کرتا ہے جنہوں نے غلط فہمی سے مرزا صاحب کو مسیح موعود مان لیا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں غور فرمائیں:

- ❑ آیا نئی صدی کے لیے کوئی مجدد آئے گا یا نہیں؟
- ❑ اگر آئے گا اور ضرور آئے گا تو مرزا صاحب آخری مجدد نہ ہوئے؟

اور جب زمانے نے ثابت کر دیا کہ وہ آخری مجدد نہیں تو مسیح موعود بھی نہ ہوئے کیونکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(198) ''یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔''

(حقیقۃ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 201 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 443 پر)

اور جب مسیح موعود نہ ہوئے تو نبی بھی نہ ہوئے۔

احمدی دوستو!

میں نے بڑے اخلاص اور درد دل کے ساتھ آپ کے سامنے چند گزارشات پیش کی ہیں۔ ان کا ماننا یا نہ ماننا آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ خدا کے لیے سوچیئے! اگر آپ سب احمدی حضرات، مرزا صاحب تو کیا بلکہ اس سے بھی کہیں ادنیٰ شخص کو نبی، رسول یا خدا تسلیم کر لیں تو اس سے ہمارا کیا نقصان ہے؟ کروڑوں لوگ دنیا میں اس سے زیادہ اسلام کو نقصان پہنچانے اور اس کی مقدس شخصیات کی توہین کرنے والے موجود ہیں۔ ان میں چند لاکھ کا اور اضافہ سہی۔ سو جس کا جی چاہے مان لے، جو چاہے نہ مانے، جو مان لے گا تو اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو نہیں مانے گا، اُس کے انکار سے اللہ کا کوئی نقصان نہ ہوگا، ہاں اس کا اپنا ہی نقصان ہوگا اور اس کا علم اسے اس روز ہوگا جس دن وہ ندامت سے کف افسوس ملے گا اور حق کا انکار کرنے والا کہے گا ''اے کاش میں مٹی ہوتا'' (تا کہ عذاب سے بچ جاتا) یاد رکھیئے! ہر شخص کو جلد ہی اپنی قبر میں جانا اور اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا ہے۔ خدا کی قسم! ہم خون کے آنسو روتے ہیں جب ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا بھائی یا دوست محض دنیاوی مفاد کی خاطر ہم سے کٹ کر الگ ہو گیا ہے۔ خدا کے لیے اپنی جانوں اور ایمانوں پر رحم کریں اور اس تحریر

بالخصوص حوالہ جات کو ہر قسم کے تعصب، ضد یا خود غرضی سے علیحدہ ہو کر دیکھیں، پڑھیں، سوچیں اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ کہیں آپ صراط مستقیم سے ہٹ تو نہیں گئے؟ اس کتاب میں موجود مختلف حوالہ جات کی عکسی نقول من وعن اصل کتب سے پیش خدمت ہیں۔ احمدی دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ مذکورہ بالا حوالہ جات کی تصدیق کے لیے مرزا صاحب کی اصل کتب تک خود رسائی حاصل کریں اور سیاق وسباق کے ساتھ ان حوالہ جات کا مطالعہ کریں تا کہ آپ کسی بہتر نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ. (الرعد:11)

مولانا ظفر علی خانؒ نے اس آیت کا کیا خوب منظوم ترجمہ فرمایا ہے ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اولاً تو آپ کو محسوس ہونا چاہیے کہ آپ کے عقائد ونظریات ملت اسلامیہ کے سوا ارب مسلمانوں کے عقائد ونظریات سے یکسر مختلف ہیں، وہ بقول مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ کے، آپ کے وجود کو اپنی ملی اجتماعیت کے لیے ایک چیلنج خیال کرتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ آپ ان حدود تک محدود رہیں جو بین الاقوامی حیثیت سے متعین ہیں کہ کسی بھی اقلیت کو اکثریت کی اجتماعی حیثیت کے لیے چیلنج نہیں بننا چاہیے اور اس کے اساسی معتقدات کے خلاف توہین آمیز جسارت نہیں کرنا چاہیے۔

آپ کے اپنے جذبات بھی یہی ہیں کہ آپ اپنے مقدسین کے خلاف کسی ایسی بات کو گوارا نہیں کرتے جو آپ کے نزدیک ان کی توہین کا باعث ہو۔ چنانچہ آپ نے ماضی قریب میں کئی ایک کتابیں مثلاً ''قادیانی راسپوٹینوں کے عبرتناک انجام''، ''شہر سدوم'' اور ''تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق'' کو حکومت پاکستان سے ضبط کروایا ہے جس میں خود احمدیوں کے بہت سے افراد نے موکد بعذاب حلف اٹھا کر آپ کے خلیفہ صاحبان اور دیگر اہم شخصیات کے بارے میں بعض ناقابل ذکر باتیں کہی ہیں۔ اگر آپ مرزا صاحب یا اپنے خلیفہ صاحب کی شان کے خلاف کسی کتاب کو برداشت نہیں کر سکتے اور اسے ضبط کروائے بغیر آپ چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتے تو مسلمانوں کے بارے میں آپ کیوں یہ رائے قائم رکھے ہوئے ہیں کہ وہ اپنی جانوں اور اولادوں سے ارب ہا گنا (بلکہ ان گنت گنا زیادہ) محبوب ومحترم، ذات بابرکات کے خلاف کسی ناپاک جسارت کو برداشت کر سکتے ہیں۔

میری احمدی دوستوں سے مخلصانہ گزارش ہے کہ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے کم از کم اتنا تو کریں کہ مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج نہ دیں اور ایسے اشتعال انگیز حالات ازخود پیدا نہ کریں کہ ان کے خلاف نفرت انگیزی عام ہو۔ ہم کسی بھی ایسی تحریک یا کوشش کو جائز نہیں خیال کرتے جو قانون شکنی پر منتج ہو لیکن اس میں ہماری (بحیثیت اکثریت کے) ذمہ داری کے ساتھ ساتھ احمدیوں پر بھی کچھ پابندیاں اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور انھیں ان سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

آخر میں احمدی دوست پوچھ سکتے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے؟ میں ان کی خدمت میں بڑے احترام کے ساتھ عرض کروں گا کہ ان کے پاس دو راستے ہیں۔

آپ حضرات صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفانہ کیجئے کہ مرزا غلام احمد صاحب آپ کے نبی یا مجدد ہیں۔ اس لئے ان کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن، ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر ازسرنو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراط مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: ''العقل اصل دینی ''عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔'' مزید ارشاد فرمایا: ''عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گھمنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔'' قرآن مجید میں ہے: ''یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گونگے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔'' ''اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔'' براہِ کرم جماعت احمدیہ کے عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شان کریمی آپ کے آنسو موتی سمجھ کر چن لے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الحق احق ان ایتبع (یونس: 35) مطلب یہ کہ حق ہی اس لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، باطل تو ترک کر دینے ہی کے لائق ہے۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاع گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بدقسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو ''اسلام'' سمجھ کر اس کے دامِ فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمت خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ

دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے ''جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔'' انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور باطل عقائد نظریات کی بناء پر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے عفو و کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

دوسری بات جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ احمدیت، اسلام کے متوازی ایک نیا خودساختہ مذہب، نبوت محمدیہ کے متوازی ایک نئی جعلی نبوت، قرآن کریم کے متوازی نئی جھوٹی وحی، اسلامی شعائر کے متوازی بے اساس احمدی شعائر، امت محمدیہ کے متوازی ایک نئی مصنوعی امت، مکہ مکرمہ کے مقابلہ میں سیلف میڈ (Self-Made) مکہ المسیح، مدینہ منورہ کے مقابلہ میں مدینہ المسیح، حقیقی اسلامی حج کے مقابلہ میں ظلی حج، اسلامی خلافت کے مقابلہ میں خانہ ساز خلافت، امہات المومنینؓ کے مقابلہ میں احمدیہ ام المومنین، صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں مرزا صاحب کے ساتھی صحابہ کرام، جنت البقیع کے مقابلہ میں بہشتی مقبرہ، اہل بیتؓ کے مقابلہ میں مرزا صاحب کا خاندان اہل بیت ہے۔ خدارا! اپنی حالت زار پر رحم کیجیے! جہاں ایک نئی نبوت کھڑی کرنے کا اتنا زبردست اور منظم اہتمام کیا ہے، وہاں تھوڑی سی زحمت مزید گوارا کیجیے اور اسلامی مروجہ اصطلاحات کے بجائے نئی اصطلاحات بھی تراش لیجیے۔ مسلمانوں پر ترس کھاتے ہوئے ان کی دل آزاری نہ کریں۔ اسلامی مقدس شخصیات اور شعائر اسلامی کو پامال نہ کریں اور نہ اس کا حصہ بنیں۔

بعض احمدی دوستوں کو یہ شکایت ہے کہ مسلمان ان کے ساتھ سخت رویہ رکھتے ہیں۔ ان کا سماجی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ انہیں مسلمانوں کے شادی بیاہ اور جنازوں میں شریک نہیں ہونے دیا جاتا۔ بعض دفعہ معاملہ لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتا ہے۔ اس بنا پر احمدی دوست خود کو مظلوم اور ستم رسیدہ قرار دینے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو خاص طور پر مخاطب بنا کر رواداری، روشن خیالی اور برداشت کے نام پر ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہیں۔

ہیومین رائٹس کمیشن، ایمنسٹی انٹرنیشنل، یورپی ممالک اور بالخصوص امریکہ کی طرف سے اکثر یہ ہدایات اور سفارشات آتی رہتی ہیں کہ احمدیوں کے تمام رویوں اور جملہ سرگرمیوں کو برداشت کیا جائے اور ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگائی جائے کیونکہ یہ آزادی اظہار کے خلاف ہے۔

میں بڑے احترام کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ خود احمدیوں کا پیدا کردہ ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کی جان، مال اور عزت کا اخلاقی اور سماجی تحفظ، آئین پاکستان کی شقوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ پاکستان کے ہر شہری اور بالخصوص حکومت کا فرض منصبی ہے کہ وہ ختم نبوت کے حوالے سے منظور شدہ پارلیمانی ترامیم، آرڈیننسوں اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا احترام کرے اور کروائے۔ آئین اور عدالتی فیصلوں کی اعتباریت کو برقرار رکھنا، آئین کی بالا دستی اور قانون کی عملداری پر یقین رکھنے والے ہر مہذب شہری کا فرض ہے۔ کوئی مسلمان ہو یا ''احمدی''، کسی بھی شہری کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور نہ ہی کسی شہری کو جمہوری تقاضوں اور پارلیمانی روایات کے مطابق مسلمہ اور منظور شدہ شقوں کا تمسخر اڑانے کا حق حاصل ہے۔

وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے (مسلمانوں اور احمدیوں کا تفصیلی موقف سننے کے بعد) احمدیوں کو ان کے عقائد کی بنا پر متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ احمدی حضرات آئین پاکستان کی اس شق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں بلکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور باقی لوگ (اہل اسلام) غیر مسلم ہیں کیونکہ وہ ایک نئے نبی (مرزا غلام احمد صاحب) کی نبوت کے منکر ہیں۔ دراصل ان کا یہ دعویٰ ہی فساد کا باعث بنتا اور فتنے کے دروازے کھولتا ہے۔ جو شخص پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتا، اس کے تحت متعین کی گئی اپنی حیثیت کو نہیں مانتا، اصولی طور پر وہ آئین کے اندر دیئے گئے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتا۔ یہ بات ہر احمدی دوست کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ مسلمان، احمدیوں سے جو اختلاف رکھتے ہیں، وہ ان کے خلاف تعصب، تنگ نظری، عناد یا کسی اور بنیاد پر نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت، عقیدت اور آخری آسمانی کتاب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کردہ مقام محمدیت ﷺ کے نتیجہ میں ہے۔

ہزار بار بشوئم دہن بہ مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

حضور خاتم النبیین علیہ التحیہ و الثناء سے لامحدود اور غیر مشروط محبت واحترام ہر مسلمان

کے ایمان کی بنیاد ہے۔ وہ جب تک نبی کریم ﷺ کو اپنے والدین، اولاد، عزیز رشتہ دار، دولت و کاروبار حتیٰ کہ خود اپنی جان سے زیادہ عزیز ترین نہ جانے، مسلمان نہیں کہلوا سکتا۔ اس سے ذرہ برابر روگردانی، رتی بھر انحراف، معمولی لاپروائی اور ادنیٰ سی بے توجہی بھی ایک مسلمان کو احسن تقویم کی چوٹیوں سے اٹھا کر اسفل السافلین کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی کج فہم، کج نظر اور کج فکر مسلمانوں کے مرکز نگاہ اور محبوب ترین شخصیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی بھی توہین کرتا ہے تو غیرت وحمیت سے سرشار مسلمان کا تو تذکرہ ہی کیا بلکہ ایک عام مسلمان کا بھی خون کھول اٹھتا اور اس کے رگ وپے میں لاوا سا دوڑنے لگتا ہے۔ دیکھتی آنکھوں اس کا وجود غیظ وغضب کی کڑکتی بجلیوں کا روپ دھار لیتا ہے اور اسے اس وقت تک کسی پہلو قرار نہیں آتا جب تک وہ شاتم رسول کے ناپاک اور غلیظ وجود سے اس دھرتی کو پاک نہیں کر لیتا۔ اس ہدف تک رسائی کے لیے وہ رات دن بے تاب رہتا ہے۔ اس جاں گسل مہم کو سر کرنے کے لیے چاہے اسے لاکھ چٹانیں اور خون کے ان گنت سمندر ہی کیوں نہ عبور کرنا پڑیں، اس کے بے قابو جذبوں، ناقابل تسخیر جنوں اور کہسار صفت اخلاص ووفا کے سامنے کفر کی ہر طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ راہ محبت کا یہ راہی اور لشکر عشق کا یہ سپاہی جانتا ہے کہ اس کی یہ جدوجہد ہی حاصل زندگی ہے، اسی میں اس کی بقا ہے اور یہ کہ یہ رہگزر شفاعت محمدی ﷺ کی طرف اور یہ راستہ اللہ کی خوشنودی کی طرف جاتا ہے۔

خود سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ نے اپنے نافذ العمل فیصلہ میں لکھا:

(199) ''ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔'' (''صحیح بخاری'' ''کتاب الایمان''، ''باب حب الرسول من الایمان'') کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

''ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے علانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا علانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ''رشدی'' (یعنی گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی) تخلیق

کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ رد عمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی سر عام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ علانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقض امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہوسکتا ہے۔"

(ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء)(عکس صفحہ 445 پر)

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا:

(200) "ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔"

(ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء)(عکس صفحہ 447 پر)

احمدی دوستو!

آخر میں، میں آپ کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے میری دردمندانہ، ہمدردانہ اور مخلصانہ گزارشات نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے آپ مذکورہ بالا تمام حقائق و واقعات پر غور و فکر فرمائیں گے۔ اس تحریر میں موجود کسی بھی حوالہ کی مزید تصدیق کے لیے آپ مجھے براہ راست خط لکھ کر اصل عکس منگوا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی مکمل تسلی و تشفی کے لیے ہر ممکن کوشش کروں گا۔ مزید آپ سے درخواست ہے کہ آپ کسی دن چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی خلافت لائبریری میں جا کر اس کتاب میں موجود تمام حوالہ جات کو سیاق و سباق کے ساتھ چیک کریں اور پھر اس تحریر کے غلط یا درست ہونے کا فیصلہ بغیر کسی تعصب کے اپنے ضمیر سے لیں۔ کیونکہ بقول مرزا صاحب "تعصب ایک ایسی بلا ہے جو غور کرنے نہیں دیتا" (چشمہ معرفت ص 68 مندرجہ روحانی خزائن

ج23ص436) ان شاء اللہ آپ صحیح فیصلہ پر پہنچیں گے۔ لہٰذا جان بوجھ کر اپنی عاقبت تباہ نہ کریں اور اس کتاب میں موجود حوالہ جات کو غور سے دیکھیں، جہاں آپ کو کوئی شبہ پیش آئے، اسے دریافت کریں، جواب دینے کے لیے میں حاضر ہوں، جو حضرات آپ کو ان حوالہ جات کے دیکھنے سے منع کریں، انہیں اپنا دشمن سمجھیں اور یقین کرلیں کہ وہ آپ کو راہ حق دیکھنے سے روکتے ہیں اور اندھا بنا کر جہنم میں گرانا چاہتے ہیں، جبکہ ہم خلوصِ دل سے آپ کے ایمان کی خیر خواہی چاہتے ہیں۔ یہاں ایک بات خوب ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ وہ بدنصیب جس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے کہ اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔ لیکن ایک صاحب ایمان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، توبہ سے اس کی مغفرت یقینی ہے۔ دوران مطالعہ اگر کسی لفظ سے آپ کی کوئی دل آزاری ہوئی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ میں آپ کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم پر چلنے اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں قبول حق کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی ایک اہم تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

(201) ''یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہوگئی تھی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بکلی اُن سے سلب ہوگئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کرسکتے۔''

(مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص 397 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 448 پر)

جب کھل گئی بطالت پھر اس کو چھوڑ دینا
نیکوں کی ہے یہ سیرت، راہ ہدیٰ یہی ہے

حوالہ جات کے عکسی ثبوت

نقل ٹائیٹل بار اوّل

حصہ اوّل

ازالہ اوہام

الحمد و المنت کہ ماہ مبارک ذی الحجہ ۱۳۰۸ھ کتاب

جامع معارف قرآنی و شارح اسرار کلام ربانی از

تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی

جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مطبع ریاض ہند امرتسر میں باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع کے طبع گردید

تعداد جلد ۷۰۰

قیمت فی جلد عہ

حوالہ نمبر 1

(۱۹) اُنیسویں آیت یہ ہے وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق (الجزو نمبر ۱۸ سورۃ الفرقان)[1] یعنی ہم نے تجھ سے پہلے جس قدر رسول بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اور پہلے ہم بنص قرآنی ثابت کر چکے ہیں کہ دنیوی حیات کے لوازم میں سے طعام کا کھانا ہے سو چونکہ وہ اب تمام نبی طعام نہیں کھاتے لہٰذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب فوت ہو چکے ہیں جن میں بوجہ کلمہ حصر مسیح بھی داخل ہے۔

(۲۰) بیسویں آیت یہ ہے والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئًا وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (سورۃ النحل الجزو نمبر ۱۴)[2] یعنی جو لوگ بغیر اللہ کے پرستش کئے جاتے اور پکارے جاتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں۔ مر چکے ہیں زندہ بھی تو نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ دیکھو یہ آیتیں کس قدر صراحت سے مسیح اور اُن سب انسانوں کی وفات پر دلالت کر رہی ہیں جن کو یہود اور نصاریٰ اور بعض فرقے عرب کے اپنا معبود ٹھہراتے تھے اور اُن سے دعائیں مانگتے تھے۔ اگر اب بھی آپ لوگ مسیح ابن مریم کی وفات کے قائل نہیں ہوتے تو سیدھے یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہمیں قرآن کریم کے ماننے میں کلام ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں سنکر پھر وہیں ٹھہر نہ جانا کیا ایمانداروں کا کام ہے۔

(۲۱) اکیسویں آیت یہ ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین[3] یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں آنہیں سکتا۔ کیونکہ

[1] الفرقان: ۲۱　[2] النحل: ۲۱، ۲۲　[3] احزاب: ۴۱

ازالہ اوہام صفحہ 614 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 431 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 24 پر درج ہے

حمامتنا تطیر بریش شوق ... وفی منقارها تحف السلام
الی وطن النبی حبیب ربی ... وسید رسله خیر الانام

الرسالة
اللطیفة المشتملة علی معارف القرآن ودقائقه المسماة

حمامة البشریٰ
الیٰ
اهل مکّة وصلحاء امّ القریٰ

لحضرة احمد المسیح الموعود والمهدی المعهود
علیه وعلی مطاعه الصلوة والسلام

الطبعة الاولیٰ فی رجب ۱۳۱۱ سنة الهجریة

حوالہ نمبر 2

فی حدیث ذکر رفع المسیح حیاً بجسده العنصری بل نجد ذکر وفاة المسیح فی البخاری والطبرانی وغیرهما من کتب الحدیث، فلیرجع الی تلک الکتب من کان من المرتابین۔

واما ذکر نزول عیسٰی ابن مریم فما کان مؤمن ان یحمل هذا الاسم المذکور فی الاحادیث علی ظاهر معناه، لانه یخالف قول الله عز وجل، ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین، الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمّٰی نبینا صلی الله علیه وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء، وفسره نبینا فی قوله لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین؟ ولو جوزنا ظهور نبی بعد نبینا صلی الله علیه وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوة بعد تغلیقها وهذا خلف کما لا یخفی علی المسلمین. وکیف یجیئ نبی بعد رسولنا صلی الله علیه وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبیین، اتعتقد کثیر من الجاهلین۔

واما الاختلافات التی توجد فی هذه الاحادیث فلا یخفی علی مهرة الفن تفصیلها، وقد ذکرنا شطراً منها فی رسالتنا "الازالة" فلیرجع الطالب الیها۔ وقد جاء فی حدیث ان المسیح والمهدی یجیئان فی زمن واحد، وجاء فی حدیث آخر انه لا مهدی الا عیسٰی، وجاء فی حدیث ان المسیح والمهدی یتلاقیان ویتشاور المهدی والمسیح فی مهمات الخلافة ویکون زمانهما زماناً واحداً، وفی حدیث آخر ان المهدی یبعث فی وسط قرون هذه الامة والمسیح ینزل فی آخرها، وفی حدیث من البخاری ان المسیح یجیئ حکماً عدلاً فیکسر الصلیب، یعنی یجیئ فی وقت غلبة عبدة الصلیب فیکسر شوکة الصلیب ویقتل خنازیر النصاری، وفی حدیث آخر انه یجیئ فی وقت غلبة الدجال علی وجه الارض فیقتله بحربته. فاعلم ان هذا المقام مقام حیرة وتعجب للناظرین. وتفصیله ان مجیئ المسیح لکسر صلیب النصاری وقتل خنازیرهم یشهد بصوت عالٍ علی ان المسیح الموعود لا یجیئ الا فی وقت غلبة النصاری

حمامۃ البشریٰ ص 34 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 7 ص 200، از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 24 پر درج ہے

ان ھذا الکتاب یدفع وساوس الخناس۔ وفیہ
شفاء للناس۔ وھو یھب السکینۃ
ویجلو الکروب۔ وسمیتہ۔

تریاق القلوب

تصنیف

امام ربانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

حوالہ نمبر 3

جیسپر بکمال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو۔ یعنے اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ اب یاد رہے کہ اس بندۂ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنے میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجك الجنة جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہوگئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صفی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ اس قانونِ قدرت کے مطابق جو مراتب وجود دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے۔ مجھے آدم کی خو اور طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہو۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی۔ یعنے ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنے جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں ان کیلئے خاتم الاولاد تھا۔ اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا۔ خدا سے براہِ راست

یہ حوالہ صفحہ 25 پر درج ہے	تریاق القلوب ص351 مندرجہ روحانی خزائن ج15 ص479 از مرزا غلام احمد صاحب

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد اوّل

از ۱۸۷۸ء تا ۱۸۹۳ء

الناشر

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ

(۹۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعار و حضرات علمائے نامدار

اے اخوان مومنین اے برادران مملکت دہلی و ملتان اہلسنت!!! بعد سلام مسنون و دعائے درویشانہ آپ سب صاحبوں پر واضح ہو کہ اس وقت یہ حقیر غریب الوطن چند روز کے لئے آپ کے اس شہر میں مقیم ہے اور اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملائک کا منکر بہشت و دوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے۔ لہذا میں اظہاراً للحق عام و خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افترا ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب

یہ حوالہ صفحہ 25 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 230 تا 231 از مرزا غلام احمد صاحب

اور کا قسم کھاتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ امنت باللّٰہ وملائکتہ وکتبہٖ ورسلہٖ والبعث بعد الموت وامنت بکتاب اللّٰہ العظیم القرآن الکریم۔ واتبعت افضل رسل اللّٰہ وخاتم انبیاء اللّٰہ محمدا المصطفیٰ و اقامت بالمسلمین۔ واشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہٗ۔ رب احینی مسلما وتوفنی مسلما واحشرنی فی عبادک المسلمین۔ وانت تعلم ما فی نفسی ولا یعلم غیرک وانت خیر الشاھدین۔ اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے اور خداوند علیم سمیع اول الشاہدین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں اور مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعوےٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں۔ بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہت ہے ایسا ہی میری رُوحانی حالت مسیح ابن مریم کی رُوحانی حالت سے اشد درجہ کی مناسبت رکھتی ہے۔ غرض میں ایک مسلمان ہوں۔ ایہا المسلمون انا منکم وامامکم منکم بامر اللہ تعالےٰ خلاصہ کلام یہ کہ میں محدث اللہ ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور باایں ہمہ مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں جو صدی چاردہم کے لئے مسیح ابن مریم کی خصلت اور رنگ میں مجدد دین ہو کر رب السمٰوٰت والارض کی طرف سے آیا ہوں۔ میں مفتری نہیں ہوں۔ وقد خاب من افترےٰ۔ خدا تعالیٰ نے دنیا پر نظر کی اور اس کو ظلمت میں پایا اور مصلحت عباد کے لئے ایک اپنے عاجز بندہ کو خاص کر دیا۔ کیا تمہیں اس سے کچھ تعجب ہے کہ وعدہ کے موافق صدی کے سر پر ایک مجدد بھیجا گیا اور جس نبی کے رنگ میں چاہا۔

مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 230 تا 231 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 25 پر درج ہے

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد دوم

از ۱۸۹۴ء تا ۱۸۹۷ء

الناشر
الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ ربوہ

حوالہ نمبر 5

سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انتہائی میعاد اثر مباہلہ کی ایک برس رکھا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے وحی پاکر اپنے مباہلہ کا اثر بہت جلد مباہلین پر وارد ہونے والا بیان فرمایا ہے۔ سو اُس سے برس کی میعاد منسوخ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث میں جو ایک برس کی قید ہے اس سے بھی یہ مراد نہیں ہے کہ برس کا پورا گذر جانا ضروری ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ برس کے اندر عذاب نازل ہو۔ گو دو منٹ کے بعد نازل ہو جائے۔ سو میں بھی اس بات پر ضد نہیں کرتا کہ ضرور برس پورا ہو جائے۔ شاید خدا تعالےٰ بہت جلد اس تکفیر اور تکذیب کی پاداشن میں آسمانی عذاب نازل کرے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ برس کے کس حصہ میں عذاب نازل ہوگا۔ آیا ابتدا میں یا درمیان میں یا اخیر میں۔ اور میں مامور ہوں کہ مباہلہ کے لئے برس کی میعاد پیش کروں۔ اور مولوی صاحب موصوف اور ہریک شخص خوب جانتا ہے کہ برس کی میعاد مسنون ہے۔ کیونکہ لما حال الحول کا وہ لفظ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلا ہے۔ اگر مباہلہ کے لئے فوراً عذاب نازل ہونا شرط ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حَوْل کا لفظ مونہہ سے نہ نکالتے کیونکہ اس صورت میں کلام میں تناقض پیدا ہو جاتا ہے۔

ہاں یہ بات صحیح اور درست ہے کہ اگر مولوی غلام دستگیر صاحب مباہلہ میں کاذب اور کافر اور مفتری پر بمقابلہ مومن اور راستباز کے فوری عذاب نازل ہونا ضروری سمجھتے ہیں تو بہت خوب ہے۔ وہ اپنا فوری عذاب ہم پر نازل کر کے دکھلاویں۔ ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ "میں تو نبوت کا مدّعی نہیں کہ تا فوری عذاب نازل کروں" ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدّعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع

مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 297 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 25 پر درج ہے

تذکرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

(طبع چہارم)

جن کے آنکھ، کان، فہم وغیرہ سب جاتے رہتے ہیں اور حصارہ میں داخل ہیں۔ وہ بھی جہنم میں داخل ہوں گے جو کہ سمجھے ہوئے تو ہیں مگر بعض تعلقاتِ دُنیاوی کی وجہ سے وہ قبول نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے اس میں کوئی تجویز ہے اور اس کو ابھی مخفی رکھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ترقی ہونے والی ہے اور اللہ کریم کچھ چشم نمائی کرنیوالے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہمارے ارادہ میں ہے وہ ہوچکا اب ٹل نہیں سکتا۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰، ۱۱)

۱۹۰۲ء

"طاعون کا تذکرہ ہوپڑا۔ فرمایا ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ

خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدہ کے موافق

اور پھر یہ بھی تھا:-

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔[1]"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱۔ الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ اوّل)

۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء

(الف) **"نتیجہ خلافِ مُراد ہوا یا نکلا**

آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ الہام کس امر کے متعلق ہے۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۶)

(ب) **"نتیجہ خلافِ اُمید ہے"**

(الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

۶ر نومبر ۱۹۰۲ء

"۶ر نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام مُدّ کے مباحثہ کے متعلق بناؤں۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۸۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۳)

۱۹۰۲ء

"لَقَدْ سَرَّنِیْ فِیْ ھٰذِہِ الْقَوْرِ صُوْرَۃٌ
یَدُ نَعَرَ دِیْ کُلَّمَا کَانَ یَحْشُرُ"[2]

---

[1] (ترجمہ از مرتب) سوائے مومنوں اور نیک عمل کرنے والوں کے۔

[2] "ھٰذَا الشِّعْرُ مِنْ وَحْیِ اللّٰہِ تَعَالٰی جَلَّ شَانُہٗ" (اعجاز احمدی صفحہ ۴۴ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵۶)
(ترجمہ از مرتب) یہ شعر اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہے۔

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 358 از مرزا غلام احمد صاحب | یہ حوالہ صفحہ 26 پر درج ہے

ٹائیٹل طبع اوّل

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

ہے

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمِعْيَارُ اَهْلِ الْاِصْطِفَاءِ

بمقام

قادیان دار الامان

باہتمام حکیم فضلدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

تعداد جلد ۵۰۰ — اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

حوالہ نمبر 7

تو کچھ تعجب نہیں کہ اِس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کرے۔ اِسی طرح عیسائیوں کو چاہیے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کردیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑیگی۔ کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اِسی طرح میاں شمس الدین اور اُنکی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کردیں کہ وُہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُنکے لئے بھی یہی موقع ہو کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کرکے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبدالجبار اور عبدالحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کردیں۔ اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دلّی ہو۔ اسلئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دِلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وُہ طاعون سے محفوظ رہیگی۔ پس اِس طرح سے گویا تمام پنجاب اِس مُہلک مرض سے محفوظ ہوجائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سُبکدوشی ہوجائیگی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وُہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے مُلہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چُپ رہے تو ثابت ہوجائے گا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سُورج کی طرح چمک کر دکھلادیگی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت امن یجیب المضطر[1] لکھی ہو اور اس سے قبولیت دُعا کی اُمید کی ہے۔ یہ اُمید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الٰہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرریافتہ مُراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرریافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دُعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہُوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کردیا۔ اور

[1] النمل: ۶۳

دافع البلاء، ص 11 مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 231 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 26 پر درج ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ٹریکٹ موسومہ

اسلامی قربانی

نمبر (۳۴)

مؤلفہ

قاضی یار محمد صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی پلیڈر

نور پور

ضلع کانگڑہ

جنوری سنہ ۱۹۲۰ء

ریاض ہند پریس امرتسر میں باہتمام شیخ نور احمد پرنٹر کے چھپ کر

اور

قاضی یار محمد پلیڈر نے نور پور ضلع کانگڑہ سے شائع کیا۔

ایک غلطی کا ازالہ

از:-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تعداد طبع دو ہزار

پبلشر:- ناظر تالیف و تصنیف
ربوہ ضلع جھنگ

حوالہ نمبر 9

عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اسکے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔ جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلّوں میں (دیکھو براہین احمدیہ ص۵۰۴) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللّٰہ والذین معہٗ اشدّآء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو ص۵۵۷ براہین میں درج ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی مانتے ہیں۔ بلکہ چالیسؔ برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین[1] اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں۔ اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔ اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے

[1] الاحزاب : ۴۱

ایک غلطی کا ازالہ ص 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 207 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 27 پر درج ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حوالہ نمبر 10

میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے اُنکے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے یعنی یہ کہ خاتم النبیین کی مہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ [1] بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کے اہلبیت میں سے ہوگا* اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا اور اسی کی روح کا روپ ہوگا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا۔ یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا یشوع بروز تھا۔ اور بروز

* حاشیہ۔ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منا اہل البیت علی مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم۔ اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی۔ ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض اور شحناء کو دور کرے گی۔ دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت

[1] الجمعۃ : ۴

ایک غلطی کا ازالہ ص 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 212۔ از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 27 پر درج ہے

رائٹیل پیج بار اوّل

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے ۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (سورۃ صافات)

وَكَفَانِيْ مِمَّا اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْوَحْيُ الْمُبَشِّرُ

قَالَ رَبُّكَ اِنَّهٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَآءِ مَا يُرْضِيْكَ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ مَا اُرْسِلَ نَبِيٌّ اِلَّا اَخْزٰى بِهِ اللّٰهُ قَوْمًا لَّا يُؤْمِنُوْنَ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَهُمُ الْفَتْحَ۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔ لَا تَخَفْ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ۔

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جس میں ہر ایک قسم کے حقائق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان درج ہیں محض اسی کے فضل اور کرم اور خاص اس کی توفیق اور تائید سے مرتب تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینیجر مطبع کے چھپی

تعداد ایک ہزار جلد — تاریخ اشاعت ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء

حوالہ نمبر 11

اسکے نور کو نابود نہ کر سکی۔ سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ سے دکھ اٹھاؤں اور کافر اور ملعون اور دجال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دکھ اٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اٹھائے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر پھر خدا نے کسر صلیب کے لئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب نے مسیح کو توڑا تھا اور اسکو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اسکو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے۔ سو سنہ عیسوی کی بیسویں[۲۰] صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کو مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے۔ لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رُدّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنیوالا اور پرورش کرنیوالا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں

۸۵

حقیقت الوحی ص 85 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 521، از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 27 پر درج ہے

(حوالہ نمبر 12)

بدیں خطاب مرا ہرگز التفات نبود
چہ جرم من چو چنیں حکم از خدا باشد

بتاج و تختِ زمیں آرزو نمیدارم
نہ شوقِ افسرِ شاہی بدل مرا باشد

مرا بس است کہ ملکِ سما بدست آید
کہ ملک و ملکِ زمیں را بقا کجا باشد

حوالتم بفلک کردہ اند روزِ نخست
کنوں نظر بمتاعِ زمیں چرا باشد

مرا کہ جنتِ علیاست مسکن و ماوا
چرا بمزبلۂ ایں نشیب جا باشد

اگر جہاں ہمہ تحقیرِ من کند چہ غمے؟
کہ با من ست قدیرے کہ ذو العلیٰ باشد

منم مسیحِ زمان و منم کلیمِ خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

نہ بلعم است کہ بدتر ز بلعم آں نادان
کہ جنگِ او بکلیمِ حق از ہوا باشد

ازاں قفس بپریدم بروں کہ دنیا نام
کنوں بکنگرۂ عرش جلسۂ ما باشد

مرا بگلشنِ رضوانِ حق شدست گذر
مقامِ من چمنِ قدس و اصطفا باشد

کمالِ پاکی و صدق و صفا کہ گم شدہ بود
دوبارہ از سخن و وعظِ من بپا باشد

مرنج از سخنم ایکہ سخت بے خبری
کہ اینکہ گفتہ ام از وحیِ کبریا باشد

کسیکہ گم شدہ از خود بنورِ حق پیوست
ہر آنچہ از دہنش بشنوی بجا باشد

نیامدم زپئے جنگ و کارزار و جہاد
غرض ز آمدنم درسِ اتقا باشد

بخاکِ ذلت و لعنِ کساں رضا دادیم
بدیں غرض کہ بہ نیستی بقا باشد

درونِ من ہمہ پُر از محبت نوریست
کہ در زمانِ ضلالت ازو ضیا باشد

بجز اسیریِ عشقِ رخش رہائی نیست
بدردِ او ہمہ امراض را دوا باشد

عنایت و کرمش پرورد مرا ہر دم
بہ بینی اش اگرت چشمِ خویش وا باشد

بکارخانۂ قدرت ہزارہا نقش اند
مگر تجلیِ رحماں ز نقشِ ما باشد

بیامدم کہ رہِ صدق را درخشانم
بدلستاں برم آنرا کہ پارسا باشد

بیامدم کہ درِ علم و رشد بکشایم
بخاک نیز نمایم کہ در سما باشد

تریاق القلوب ص 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 134، از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 27 پر درج ہے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ٭ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۴ — بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء — نمبر ۳ و ۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

فہرست مضامین

سرورکائنات نہیں۔ کیا کوئی احمدی کا نام لیوا اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ اگر اس زمانہ کا بڈھا مفتری تیرہ سو سال پہلے عرب میں پیدا کیا جاتا تو ابوجہل سے جہالت میں کم رہتا اور کیا اگر اس زمانہ کا مرتد بٹالوی رسول عربی کے وقت کو پاتا تو مسیلمہ کذاب کی طرح آپ سے غداری نہ کرتا؟ دوستو! جبکہ تم نے احمد کو محمد کا کامل بروز مانا ہے تو پھر احمد کے منکرین کو محمد کے منکرین کا کامل بروز مانتے ہوئے تمہیں کونسی بات روکتی ہے۔ اور پھر اس پر بھی تو غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کی دو بعثتوں کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے جیسا کہ آتا ہے هو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ○ واخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ جس طرح نبی کریم کو امیوں یعنی مکے والوں میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسی طرح ایک اور قوم میں بھی آپ کو مبعوث کیا جائے گا جو ابھی تک دنیا میں پیدا نہیں کی گئی۔ لیکن چونکہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے کہ ایک شخص جب فوت ہو جاوے تو اسے پھر دنیا میں لایا جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے متعلق قرآن کریم میں صاف فرما دیا ہے کہ انھم لا یرجعون پس یہ وعدہ اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ جب نبی کریم کی بعثت ثانی کے لئے ایک ایسے شخص کو چنا جاوے جس نے آپ کے کمالات نبوت سے پورا حصہ لیا ہو اور جو حسن و احسان اور ہدایت خلق اللہ میں آپ کا مشابہ ہو اور جو آپ کی اتباع میں یہاں تک نکل گیا ہو کہ بس آپ کی ایک زندہ تصویر بن جاوے تو بلا ریب ایسے شخص کا دنیا میں آنا خود نبی کریم کا دنیا میں آنا ہے اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ صار وجودی وجودہ (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریم نے فرمایا کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن کیا جاویگا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئیگا تا اشاعت اسلام

کلمۃ الفصل صفحہ 105،104 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 28 پر درج ہے

کا کام پورا کرے اللہ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا وے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اُتارا تا اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم میں فرمایا تھا یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ مسیح موعودؑ نے خود خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۰ میں آیت اٰخرین منھم کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ "درکس طرح منھم کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم اٰخرین میں موجود نہ ہوں جیسا پہلوں میں موجود تھے" پس وہ جس نے مسیح موعودؑ اور نبی کریمؐ کو دو وجود ول کے رنگ میں لیا اس نے مسیح موعودؑ کی مخالفت کی کیونکہ مسیح موعودؑ کہتا ہے صار وجودی وجودہٗ اور جس نے مسیح موعودؑ اور نبی کریم میں تفریق کی اس نے بھی مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف قدم مارا کیونکہ مسیح موعودؑ صاف فرماتا ہے کہ من فرق بینی و بین المصطفٰی فما عرفنی وما رأی (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) اور جس نے مسیح موعودؑ کی بعثت کو نبی کریمؐ کی بعثت ثانی نہ جانا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئیگا۔ پس ان سب باتوں کے سمجھ لینے کے بعد اس بات میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ وہ جس نے مسیح موعودؑ کا انکار کیا اس نے مسیح موعودؑ کا انکار نہیں کیا بلکہ اس نے اُسکا انکار کیا جسکی بعثت ثانی کے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے مسیح موعودؑ مبعوث کیا گیا اور اس نے اُسکا انکار کیا جس نے اٰخرین میں آنا تھا اور پھر اس نے اُس کا انکار کیا جس نے اپنی قبر سے اُٹھکر حسب وعدہ پھر اپنی قبر میں جانا تھا پس اے نادان! تو مسیح موعودؑ کے انکار کو کوئی معمولی بات نہ جان کیونکہ محمدؐ نے اپنے ہاتھوں سے اپنی نبوت کی چادر اسپر اوڑھائی ہے اور اگر تیرا دل غیروں کے پنجے میں گرفتار ہے اور انکی محبت تجھے چین نہیں لینے دیتی تو جا پہلے اٰخرین منھم کی آیت قرآن سے نکال پھینک اور پھر جو تیرے دل میں آئے کہہ۔ کیونکہ جبتک یہ آیت قرآن کریم میں موجود ہے اُس وقت تک تو مجبور ہے کہ مسیح موعودؑ کو محمدؐ کی شان میں قبول کرے اور یا مسیح موعودؑ سے ارتداد کی

یہ حوالہ صفحہ 28 پر درج ہے

کلمۃ الفصل صفحہ 105،104 از مرزا بشیر احمد ایم اے

ھی الجماعۃ - یعنی میری امّت تہتّر فرقوں پر منقسم ہو جائیگی وہ سب فرقے دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ اور معاویہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ بہتّر فرقے دوزخ میں پڑینگے اور ایک جنت میں جائیگا اور وہ جنت میں جانے والا جماعت کا فرقہ ہوگا۔ اب کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیوں مسیح موعودؑ کی جماعت جنت میں جائیگی اور مسیح موعودؑ کے منکر بقول نبی کریمؐ فی النار ہونگے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ بات جس پر نجات کا مدار ہے جزو ایمان ہوتی ہے کیونکہ نجات کا پہلا ذریعہ ایمان ہے پس اگر مسیح موعودؑ پر ایمان لانا جزو ایمان نہیں تو کیا وجہ ہے کہ مسیح موعودؑ کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہے اور کیوں مسلمانوں کے بہتّر فرقے آگ میں ڈالے جاوینگے؟ اور پھر حدیث میں آتا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل مسلم اکفر رجلاً فان کان کافراً و الا کان ھو الکافر (ابو داؤد) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کافر کہا پس اگر وہ کافر نہیں تو وہ خود کافر ہو جائیگا۔ اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ ایک سچے مسلمان کو کافر قرار دینے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے۔ اب جن لوگوں نے مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے ہم انکو کس طرح مومن جان سکتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ شخص جو مسیح موعودؑ کو سچا نہیں جانتا وہ آپ کو کافر قرار دیتا ہے کیونکہ اگر مسیح موعودؑ سچا نہیں ہے تو نعوذ باللہ مفتری علی اللہ ہے اور مفتری علی اللہ قرآن شریف کی رو سے کافر ہوتا ہے پس اس حدیث سے پتہ لگا کہ نہ صرف وہ لوگ کافر ہیں جو صاف طور پر مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں بلکہ ہر ایک شخص جو مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ آپ کو کافر قرار دیکر بموجب حدیث مسیح خود کافر ہو جاتا ہے۔ فتدبروا پھر ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ میری قبر میں دفن ہوگا جسکے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعودؑ کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہ میں ہی ہوں جو بروزی طور پر دنیا میں آؤنگا اور حدیث مذکورہ کے یہ معنی ہمنے اپنی طرف سے نہیں کیئے بلکہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اسکی یہی تشریح فرمائی ہے ملاحظہ ہو کشتی نوح صفحہ ۱۵۔ اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریمؐ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعودؑ کا انکار بھی کفر ہونا چاہیئے کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں

یہ حوالہ صفحہ 29 پر درج ہے

کلمۃ الفصل صفحہ 146-147 از مرزا بشیر احمد ایم اے

بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعودؑ کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ

یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول

حضرت مسیح موعودؑ آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو۔

باب پنجم

اس باب میں حضرت خلیفہ اوّل کے فتاویٰ در بارہ مسئلہ کفر و اسلام درج کیئے جائیں گے

تا اس بات کا پتہ لگے کہ مسیح علیہ السلام پر ایمان لانے کے دعویٰ میں کون سچا ہے اور کس کا دعویٰ

نفاق اور مصلحت وقت پر مبنی ہے۔

سو واضح ہو کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّل کے سوال پیش ہوا کہ جو غیر احمدی مسلمان ہم سے

پوچھے کہ ہماری بابت تمہارا کیا خیال ہے اسے کیا جواب دیا جاوے۔ فرمایا " لا الٰہ الّا اللّٰہ

ماننے کے نیچے خدا کے سارے ماموروں کے ماننے کا حکم آجاتا ہے۔ اللہ کو ماننے کا یہی حکم ہے کہ

اسکے سارے حکموں کو مانا جاوے ۔ اب سارے ماموروں کو ماننا لا الٰہ الّا اللّٰہ کے مفہوم

میں داخل ہے حضرت آدمؑ۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت مسیحؑ ان سب کا ماننا بھی

لا الٰہ الّا اللّٰہ کے ماتحت ہے حالانکہ انکا ذکر اس کلمہ میں نہیں ہے۔ قرآن مجید کا ماننا سیدنا

حضرت محمدؐ خاتم النبیین پر ایمان لانا۔ قیامت کا ماننا سب مسلمان جانتے ہیں کہ اس کلمہ کے مفہوم

میں داخل ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں لیکن وہ

اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے

ومن اظلم ممن افترىٰ على اللّٰه كذبا او كذب بالحق لما جاءه۔ دنیا

میں سب سے بڑھکر ظالم دو ہی ہیں ایک وہ جو اللہ پر افترا کرے۔ دوم جو حق کی تکذیب کرے۔ پس

یہ کہنا کہ مرزا نیک ہے اور دعادی میں جھوٹا گویا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہے

جو ناممکن ہے" یہ مضمون چھپ چکا ہے (دیکھو بدر نمبر ۱۹ جلد ۱۰ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۱۱ء)

پھر ایک دفعہ اور " ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی

کلمۃ الفصل صفحہ 146-147 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 29 پر درج ہے

حوالہ نمبر 15

مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا پس اب جو ظلی نبی
ہوتا ہے وہ نبوت کی مہر کو توڑنے والا نہیں کیونکہ اسکی نبوت اپنی ذات میں کچھ چیز نہیں بلکہ وہ
محمدؐ کی نبوت کا ظل ہے نہ کہ مستقل نبوت" اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی
نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے یہ محض ایک نفس کا دھوکہ ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ
ظلی نبوت کے لیئے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم صلعم کی اتباع میں اس قدر غرق ہو جاوے کہ
من تو شدم تو من شدی کے درجہ کو پالے ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
جمیع کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اوپر اترتا پائیگا حتیٰ کہ ان دونوں میں قرب اتنا بڑھیگا
کہ نبی کریم صلعم کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائیگی تب جاکر وہ ظلی نبی کہلائیگا پس
جب ظل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاء کا اتفاق
ہے تو وہ نادان جو مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اسکے معنی ناقص
نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے کیونکہ اس نے اس نبوت کی
شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت
مسیح موعودؑ کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں
کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت صلعم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی
نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے انکے لیئے یہ
ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم صلعم میں رکھے گئے بلکہ ہر ایک نبی کو
اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر مسیح موعودؑ کو
تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی
نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعودؑ کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر
آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ عیسیٰؑ کے
لیئے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ نبی کریمؐ کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے بعد نبی بنایا جاتا۔ داؤدؑ اور سلیمانؑ
کے لیئے یہ ضروری نہ تھا کہ انکو نبی کا خطاب تب دیا جاتا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام
کمالات سے پورا حصہ لے لیتے اور پھر میں تو یہ بھی کہوں گا کہ موسیٰؑ کے لیئے بھی یہ ضروری نہ تھا

کلمۃ الفصل صفحہ 113 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 29 پر درج ہے

معترض کا یہ خیال ہے کہ کلمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اس غرض سے رکھا گیا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں تبھی تو یہ اعتراض کرتا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ کے بعد کوئی اور نبی ہے تو اس کا کلمہ بناؤ۔ نادان اتنا نہیں سوچتا کہ محمد رسول اللہ کا نام کلمہ میں تو اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے ہاں حضرت مسیح موعود کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعود کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی لہذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔ غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے اور بس۔ علاوہ اسکے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رأی اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ فتدبروا

چھٹا اعتراض یہ ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ کے لفظ رسل کے مفہوم میں صرف وہی رسول شامل ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس کا ثبوت یہ دیا جاتا ہے کہ سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع میں متقی کی شان میں

کلمۃ الفصل صفحہ 158 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 30,29 پر درج ہے

حوالہ نمبر 17

اخبار بدر نمبر ۴۳ جلد ۲

۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء

شعر و سخن

نظم

(از اکمل آف گولیکی)

امام اپنا عزیزو اس زمان میں — غلام احمد ہوا دار الامان میں

غلام احمد ہے عرش رب اکرم — مکان اس کا ہے گویا لامکان میں

غلام احمد رسول اللہ ہے برحق — شرف پایا ہے نوع انس و جان میں

غلام احمد مسیحا سے ہے افضل — بروز مصطفیٰ ہوکر جہان میں

غلام احمد کا خادم ہے جو دل سے — بلاشک جائیگا باغ جنان میں

تسلی دل کو ہو جاتی ہے حاصل — یہ ہے اعجاز احمد کی زبان میں

بھلا اس معجزے سے بڑھکے کیا ہو — خدا اک قوم کا مارا جہان میں

قلم سے کام جو کرکے دکہایا — کہاں طاقت تھی یہ سیف و سنان میں

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھکر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

غلام احمد مختار ہو کر — یہ رتبہ تونے پایا ہے جہان میں

تری مدحت سرائی مجھسے کیا ہو — کہ سب کچھ لکھدیا راز نہان میں

خدا ہے تو - خدا تجھ سے ہی واللہ
ترا رتبہ نہیں آتا بیان میں

انصار بدر

حکیم نضل دین صاحب قادیانی حال وارد بھیرہ - بدر اخبار کے حال پر ہمیشہ مہربانی کی نظر رکھا کرتے ہیں [illegible]

اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء

یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے

حوالہ نمبر 18

اخبار روزنامہ "الفضل" 23 اگست 1944ء صفحہ 4

یہ حوالہ صفحہ 30 پر درج ہے

لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ وَرَحْمَتُهٗ عَلَیَّ لَاُلْقِیَ رَأْسِیْ فِیْ ھٰذَا الْکَنِیْفِ۔[1]

(از خط مولانا عبدالکریم صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

۲۷ر اگست ۱۸۹۹ء "مجھ کو اپنی نسبت یہ الہام ہوا:

خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھاوے۔ آسمان سے کئی تخت اُترے مگر سب سے اُونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔ دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت ملائکہ نے تیری مدد کی۔"[3]

(از مکتوب بنام سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی۔ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۲۰۔ الحکم ۹ر ستمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

۳۰ر اگست ۱۸۹۹ء "رحمتِ الٰہی کے چھپکے سامان۔"

(منقول از خط مولانا عبدالکریم صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۳۲ مورخہ ۹ر ستمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

۳۰ر اگست ۱۸۹۹ء "اسی تاریخ کو رؤیا میں حضرت اقدس نے نبض پہ ہاتھ رکھ کر کہا کہ اِس سے ذلت کی آواز آتی ہے یا نصرت کی۔ تو نبض سے نصرت کی آواز آئی۔"

(خط مولوی عبدالکریم صاحب مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۳۲ مورخہ ۹ر ستمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

۲ر ستمبر ۱۸۹۹ء "اس قسم فقرہ کہ

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ

اس وقت جو کہ میں یہی مقام لکھ رہا تھا الہام ہوا اور آج دوسری ستمبر ۱۸۹۹ء روز شنبہ اور ایک بجے کا عمل وقت

---

[1] ترجمہ:۔ "اگر خدا کا فضل و رحمت مجھ پر نہ ہوتی تو میرا سر اس پاخانہ میں ڈالا جاتا۔ یہ ایک تعبیر الٰہی کی طرز ہے کہ خدا نے آپ کو ایسے مکان کے لئے بنایا ہی نہیں۔ اس سے پیشتر مدت ہوئی حضرت کچھ لوگوں کو اس تاریک غار میں دیکھ چکے تھے۔" (خط مولوی عبدالکریم صاحبؓ مندرجہ اخبار الحکم جلد ۳ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

[2] احادیث نبویہ میں دُنیا کو ایک مُردار کی صورت میں بتایا گیا ہے۔ پس وحی الٰہی ان احادیث کی تصدیق کرتی ہے اور معنے اس کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل نے ہی مجھے دُنیا سے بے رغبت کیا ہے ورنہ میں بھی اسی مزبلہ کا ایک کیڑا ہوتا۔ (مرتب)

[3] اربعین ۳ صفحہ ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۲۳ و ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی الٰہی "ملائکہ نے تیری مدد کی" کی دوسری قراءت "فرشتوں نے تیری مدد کی" ہے۔ (مرتب)

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 282 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 31 پر درج ہے

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

سیرت المہدی

(حصہ دوم)

تالیف لطیف حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان دار الامان

نے

ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء میں شائع کیا ٭

اسلامیہ سٹیم پریس [illegible] باہتمام [illegible] چھپا

حوالہ نمبر 22

پر اس قدر نامناسب زور دیا ہے اور اتنا مبالغہ سے کام لیا ہے کہ شریعت کی اصل روح سے وہ باتیں باہر ہوگئی ہیں۔ اب اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ نماز میں دو نمازیوں کے درمیان یونہی فالتو جگہ نہیں پڑی رہنی چاہیے بلکہ نمازیوں کو مل کر کھڑا ہونا چاہیے تاکہ اول تو بے فائدہ جگہ ضائع نہ جاوے دوسرے بے ترتیبی واقع نہ ہو تیسرے بڑے آدمیوں کو یہ بہانہ نہ ملے کہ وہ بڑائی کی وجہ سے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں سے ذرا ہٹ کر الگ کھڑے ہو سکیں وغیرذالک۔ مگر اس پر اہل حدیث نے اتنا زور دیا اور اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ یہ مسئلہ ایک مضحکہ خیز بات بن گئی۔ اب گویا ایک اہل حدیث کی نماز ہو نہیں سکتی جب تک وہ اپنے ساتھ والے نمازی کے کندھے سے کندھا اور ٹخنہ سے ٹخنہ اور پاؤں سے پاؤں رگڑاتے ہوئے نماز ادا نہ کرے حالانکہ اس قدر قریب ہو کر کھڑے ہونے سے بجائے مفید ہونے کے نماز میں خواہ مخواہ پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔

(۳۴۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سنہ ۱۹۰۰ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تشریف لائے۔ اور اندر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی بھی آ گئے۔ اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب کو جوش آ گیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے کے خلاف آوازیں بلند ہوگئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ (یعنی اے مومنو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبدالکریم صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھ کر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔

(۳۴۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں غلام نبی صاحب سیٹھی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ میں قادیان میں تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ کمالات اسلام تصنیف فرما رہے تھے۔ حضرت صاحب نے جماعت کے ساتھ مشورہ فرمایا کہ علماء اور گدی نشینوں کو کس طرح تبلیغ

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 30 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 31 پر درج ہے

ٹائیٹل بار اول

الحمد للہ و المنّہ

کہ تمام مخالفوں پر الٰہی حجّت پوری کرنے کیلئے

یہ رسالہ

جس کا نام ہے

اربعین

لاتمام الحجّۃ علے المخالفین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضلدین صاحب
مالک مطبع چھپکر
شائع ہوا

جلد ۰۰ ۷ — قیمت ۵ ر

۱۵- دسمبر ۱۹۰۰ء

حوالہ نمبر 23

جو مہر علی گولڑوی نے میرے مقابل پر کی۔ کیا میں نے اس کو اس لئے بلایا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کر لوں۔ جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سنکر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں اور اب انکو رجوع اشد من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کونسا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا اور جس حالت میں میں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کرونگا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

کہ پہلے آپ اسلام سے مرتد ہو جائیں کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی حدیث مذہب وحلی کے رو سے غلط نکلا۔ لہذا اس غلطی کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی آپکے اصول کے رو سے کاذب ٹھہرے۔ پہلے اس سوال کا جواب دو پھر میرے پر اعتراض کرو۔ اسی طرح احمد بیگ کے داماد کے متعلق بھی شرطی پیشگوئی ہے اگر کچھ ایمان باقی ہے تو کیوں شرط کی انتظار نہیں کرتے اور یہ کیسی دیانت تھی کہ ساری کتاب میں لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی کا ذکر بھی نہیں کیا۔ کیا وہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں اور کیا احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر مر گیا یا نہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ آپکے معزز دوست ڈپٹی فتح علیشاہ صاحب نے میرے استفسار پر بڑے یقین سے گواہی دی تھی کہ نہایت صفائی سے لیکھرام کے متعلق پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اب اسی جماعت میں ہو کر آپ تکذیب کرنے لگے۔ منہ

یہ حوالہ صفحہ 32 پر درج ہے	اربعین نمبر 4 ص 112 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 454 از مرزا غلام احمد صاحب

حوالہ نمبر 24

هٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰـهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّالْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ۔ وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا افْتِرَاءٌ۔ قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ۔ فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا۔ وَکَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا۔ وَاللّٰهُ مُوْهِنُ کَیْدِ الْکَافِرِیْنَ۔ وَلِنَجْعَلَهٗ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ تَمْتَرُوْنَ۔ یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰی شَفَتَیْکَ۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ یَاْتِیْ قَمَرُ الْاَنْبِیَآءِ وَاَمْرُکَ یَتَاَتّٰی۔ یَوْمَ یَجِیْءُ الْحَقُّ وَ

پر مشتمل کیا جاوے۔ زمین و آسمان بند تھے ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ اور تجھے انہوں نے ایک مجنون کی جگہ بنا رکھا ہے کہ یہی ہے جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا۔ کہہ میں ایک آدمی ہوں تم جیسا مجھے خدا سے الہام ہوتا ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔ اور تمام بھلائی قرآن میں ہے۔ اور میں اس سے پہلے ایک مدت تم میں ہی رہتا تھا۔ کیا تمہیں میرے حالات معلوم نہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ باتیں افترا ہیں۔ کہہ حقیقی ہدایت جس میں غلطی نہ ہو خدا کی ہدایت ہے۔ اور خبردار ہو کہ خدا کا گروہ ہی آخر کار غالب ہوتا ہے۔ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے تا تیرے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کئے جائیں۔ کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ سو خدا نے ان کے الزاموں سے اس کو بری کیا۔ اور وہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے۔ اور خدا کافروں کے مکر کو سست کر دے گا۔ اور ہم اس کو لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے اور رحمت کا نمونہ ہوگا۔ اور یہی مقدر تھا۔ یہ وہ سچا قول ہے جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ اے احمد! رحمت تیرے لبوں پر جاری ہو رہی ہے۔ ہم نے تجھے بہت سے حقائق اور معارف اور برکات بخشے ہیں۔ اور ذریت نیک عطا کی ہے۔ سو خدا کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ تیرا بدگو بے خیر ہے یعنی خدا اسے بے نشان کر دے گا۔ اور وہ نامراد رہے گا۔ نبیوں کا چاند آئے گا

؎ "یہ الہام کہ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ اس وقت اس عاجز پر خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ جب ایک شخص نومسلم سعد اللہ نام نے ایک نظم گالیوں سے بھری ہوئی اس عاجز کی طرف بھیجی تھی اور اس میں اس عاجز کی نسبت اس ہندو زادہ نے وہ الفاظ استعمال کئے تھے کہ جب تک ایک شخص درحقیقت شقی، خبیث طینت، فاسد القلب نہ ہو ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتا ۔۔۔۔۔ سو یہ الہام اس کے اشتہار اور رسالہ کے پڑھنے کے وقت ہوا کہ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ سو اگر اس ہندو زادہ بدفطرت کی نسبت ایسا وقوع میں نہ آیا اور وہ نامراد اور ذلیل ہو کر نہ مرا تو سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں۔" (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۵۸، ۵۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۵۸، ۵۹)

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 235 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 32 پر درج ہے

چنانچہ راستہ میں شیخ حامد علی کی ایک چادر اور ہمارا ایک رومال گم ہو گیا۔ اس وقت حامد علی کے پاس وہی چادر تھی۔"
(نزول المسیح صفحہ ۲۲۹، ۲۳۰۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۰۷، ۶۰۸)

۱۸۸۶ء

"بھیتا برہمن ولد بھگت رام کو کشفی طور پر اطلاع دی گئی تھی کہ ایک برس کے عرصہ تک تجھ پر مصیبت نازل ہونے والی ہے اور کوئی خوشی کی تقریب بھی ہوگی۔ چنانچہ اس پیشگوئی پر اس کے دستخط کرتے گئے جواب تک موجود ہیں۔ پھر بعد ازاں ایک برس کے عرصہ میں اس کا باپ جوانی کی عمر میں ہی فوت ہو گیا اور اسی دن ان کی شادی کی تقریب بھی پیش تھی یعنی کسی کا بیاہ تھا۔"
(شحنہ حق صفحہ ۴۴، ۴۵۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۸۴)

۱۱؍جولائی ۱۸۸۶ء

"میں نے آج خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے مکان پر موجود ہیں۔ دل میں خیال آیا کہ ان کو کیا کھلائیں۔ آم تو خراب ہو گئے ہیں۔ تب اور آم غیب سے موجود ہو گئے۔ واللہ اعلم اس کی کیا تعبیر ہے۔"
(مکتوب ۱۱؍جولائی ۱۸۸۶ء بنام چوہدری رستم علی صاحب۔ مکتوبات جلد پنجم نمبر ۳ صفحہ ۳۲)

۷؍اگست ۱۸۸۶ء

إِنَّا أَرْسَلْنَاهُ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ كُلُّ شَيْءٍ تَحْتَ قَدَمَيْهِ۔

یعنی ہم نے اس بچہ کو شاہد اور مبشر اور نذیر ہونے کی حالت میں بھیجا ہے اور یہ اس بڑے مینہ کی مانند ہے جس میں طرح طرح کی تاریکیاں ہوں اور رعد اور برق بھی ہو۔ یہ سب چیزیں اس کے دونوں قدموں کے نیچے ہیں[۱]۔"
(سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء صفحہ ۱۷۔ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۳۶۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۸)

---

[۱] "الہامی عبارت میں جیسا کہ ظلمت کے بعد رعد اور روشنی کا ذکر ہے یعنی جیسا کہ اس عبارت کی ترتیب بیانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پسر متوفی کے قدم اٹھانے کے بعد پہلے ظلمت آئے گی اور پھر رعد اور برق۔ اسی ترتیب کے رو سے اس پیشگوئی کا پورا ہونا شروع ہوا یعنی پہلے بشیر کی موت کی وجہ سے ابتلاء کی ظلمت وارد ہوئی اور پھر اس کے بعد رعد اور روشنی ظاہر ہونے والی ہے اور جس طرح ظلمت ظہور میں آگئی اسی طرح یقیناً جاننا چاہیئے کہ کسی دن وہ رعد اور روشنی بھی ظہور میں آجائے گی جس کا وعدہ دیا گیا ہے جب وہ روشنی آئے گی تو ظلمت کے خیالات کو بالکل سینوں اور دلوں سے مٹا دے گی اور جو جو اعتراضات غافلوں اور مردہ دلوں کے منہ سے نکلے ہیں ان کو نابود اور ناپدید کر دے گی ...... سو اے وے لوگو! جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔"
(سبز اشتہار صفحہ ۱۶، ۱۷۔ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۷۹-۱۸۰)

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 119 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 32 پر درج ہے

حوالہ نمبر 28

مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ. يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ. يَنْصُرُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ.

کی راہ سے تجھے پہنچیں گی اور ایسی راہوں سے پہنچیں گی کہ وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہو جائیں گے خدا اپنی طرف سے

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ. اُمْسِسْتَ بِكَلِمَاتٍ مِّنْهَا

تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم آسمان سے الہام کریں گے۔ خدا کی طرف سے تجھے کلمات ملیں گے

قَالَ رَبُّكَ اِنَّهٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَآءِ مَا يُرْضِيْكَ. اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا

تیرا رب کہتا ہے کہ ایک ایسا امر آسمان سے نازل ہوگا جس سے تو خوش ہو جائے گا ہم

مُّبِيْنًا. فَتْحُ الْوَلِيِّ فَتْحٌ وَّقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا. اَشْجَعُ النَّاسِ. وَلَوْ كَانَ

ایک کھلی کھلی فتح تجھ کو عطا کریں گے ولی کی فتح ایک بڑی فتح ہے اور ہم نے اس کو ایسا قرب بخشا کہ ہم راز بنا لیا وہ سب لوگوں سے زیادہ بہادر ہے

الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ. اَنَارَ اللّٰهُ بُرْهَانَهٗ. كُنْتُ كَنْزًا

اور اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو وہ وہیں جا کر اس کو لے لیتا۔ خدا اس کی حجت روشن کرے گا۔ میں ایک خزانہ

مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ. يَا قَمَرُ يَا شَمْسُ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا

پوشیدہ تھا پس میں نے چاہا کہ ظاہر کیا جاؤں۔ اے چاند اور اے سورج! تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں

مِنْكَ. اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَانْتَهٰٓى اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَيْنَا وَتَمَّتْ كَلِمَةُ

تجھ سے۔ جب خدا کی مدد آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا تب کہا جائے گا کہ کیا یہ شخص جو بھیجا

رَبِّكَ. اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ. وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ

گیا حق پر نہ تھا؟ اور چاہیئے کہ تو مخلوق الٰہی کے ملنے کے وقت چیں بجبیں نہ ہو اور چاہیئے کہ تو لوگوں کی کثرت ملاقات سے تھک

مِنَ النَّاسِ. وَوَسِّعْ مَكَانَكَ. وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ

نہ جائے اور تجھے لازم ہے کہ اپنے مکانوں کو وسیع کرے تا اُن کے لئے جو کثرت سے آئیں گے ان کو اترنے کیلئے کافی گنجائش ہو اور ایمان داروں کو

صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ. وَاتْلُ عَلَيْهِمْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ.

خوشخبری دے کہ خدا کے حضور میں ان کا قدم صدق ہے۔ اور جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیرے پر نازل ہوا ہے وہ ان لوگوں کو سنا جو

اَصْحَابُ الصُّفَّةِ. وَمَآ اَدْرٰىكَ مَآ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ. تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ

تیری جماعت میں داخل ہوں گے صُفّہ کے رہنے والے۔ اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صُفّہ کے رہنے والے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ. يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ. رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا

سے آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک منادی کرنے والے

يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ. وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا. اَمْلُوْا. يَا اَحْمَدُ

کی آواز سنی ہے جو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے۔ اے احمد

۱؎ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ۔ اور خدا کا وعدہ پورا ہوگا (ترجمہ از مرتب)

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 541 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 32 پر درج ہے

حوالہ نمبر 29

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْ کَفَّرَ[1]۔ اَوْقِدْ لِیْ یَا هَامَانُ لَعَلِّیْ اَطَّلِعُ عَلٰی

پر ہے اور یاد کر وہ وقت جب تجھ سے وہ شخص مکر کرنے لگا جس نے تیری تکفیر کی اور تجھے کافر ٹھیرایا اور کہا کہ اے ہامان میرے لئے آگ بھڑکا میں

اِلٰهِ مُوْسٰی وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ۔ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ

موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے

وَّتَبَّ[2]۔ مَا کَانَ لَهٗٓ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْهَآ اِلَّا خَآئِفًا۔ وَمَآ اَصَابَکَ فَمِنَ اللّٰهِ۔

اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اس کو نہیں چاہئے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو کچھ تجھے رنج پہنچے گا وہ تو خدا کی

اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا۔ فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ۔ اَلَآ اِنَّهَا فِتْنَةٌ مِّنَ اللّٰهِ

طرف سے ہے اس جگہ ایک فتنہ برپا ہوگا پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ وہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔

لِیُحِبَّ حُبًّا جَمًّا۔ حُبًّا مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْاَکْرَمِ۔ شَاتَانِ تُذْبَحَانِ۔ وَکُلُّ مَنْ

تا وہ تجھ سے محبت کرے۔ وہ اس خدا کی محبت ہے جو بہت غالب اور بہت بزرگ ہے۔ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ اور ہر ایک

عَلَیْهَا فَانٍ۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا۔ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ۔ اَلَمْ تَعْلَمْ

جو زمین پر ہے آخر وہ فنا ہوگا۔ تم کچھ غم مت کرو اور اندوہگیر مت ہو۔ کیا خدا اپنے بندے کیلئے کافی نہیں؟ کیا تو نہیں جانتا

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ وَاِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا هُزُوًا۔ اَهٰذَا الَّذِیْ

کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور تجھے انہوں نے ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے۔ وہ ہنسی کی راہ سے کہتے ہیں کیا یہی ہے

بَعَثَ اللّٰهُ۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

جس کو خدا نے مبعوث فرمایا؟ ان کو کہہ کہ میں تو ایک انسان ہوں میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے

وَالْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ۔ لَا یَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ

اور تمام بھلائی اور نیکی قرآن میں ہے کسی دوسری کتاب میں نہیں۔ اس کے اسرار تک وہی پہنچتے ہیں جو پاک کئے گئے ہیں۔ کہہ ہدایت

---

[1] مکفر سے مراد مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ہے۔ کیونکہ اسی نے استفتاء لکھ کر نذیر حسین کے سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تکفیر کی آگ بھڑکانے والا نذیر حسین ہی تھا۔ عَلَیْهِ مَا یَسْتَحِقُّهٗ۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۸ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۳)

[2] اس جگہ ابولہب سے مراد ایک دہلوی مولوی ہے جو فوت ہو چکا ہے اور یہ پیشگوئی ۲۵ برس کی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ اُس زمانہ میں شائع ہو چکی ہے جبکہ میری نسبت تکفیر کا فتویٰ بھی ان مولویوں کی طرف سے نکلا تھا۔ تکفیر کے فتویٰ کا بانی بھی وہی دہلی کا مولوی تھا جس کا نام خدا تعالیٰ نے ابولہب رکھا اور تکفیر سے ایک مدت دراز پہلے یہ خبر دے دی جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۵ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۸)

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 546 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 33 پر درج ہے

حوالہ نمبر 31,30

هُوَ الْهُدٰی ۔ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْ قَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ[1]

دراصل خدا کی ہدایت ہی ہے۔ اور کہیں گے کہ یہ وحی الٰہی کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوئی جو دو شہروں میں سے کسی ایک شہر کا باشندہ

وَقَالُوْا اَنّٰی لَکَ ھٰذَا ۔ اِنَّ ھٰذَا لَمَکْرٌ مَّکَرْتُمُوْہُ فِی الْمَدِیْنَۃِ[2] ۔ یَنْظُرُوْنَ

ہے۔ اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہو گیا۔ یہ تو ایک مکر ہے جو تم لوگوں نے مل کر بنایا۔ یہ لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں

اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

مگر تو انہیں دکھائی نہیں دیتا۔ ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ ۔ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۔ وَجَعَلْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ

خدا آیا ہے کہ تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم پھر شرارت کی طرف عود کرو گے تو ہم بھی عذاب دینے کی طرف عود کریں گے۔ اور ہم نے جہنم کو

حَصِیْرًا ۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ قُلْ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ

کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ ان کو کہہ کہ تم اپنے مکانوں پر اپنے طور پر عمل کرو

اِنِّیْ عَامِلٌ ۔ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۔ لَا یُقْبَلُ عَمَلٌ مِّثْقَالَ ذَرَّۃٍ مِّنْ

اور میں اپنے طور پر عمل کر رہا ہوں پھر تھوڑی دیر کے بعد تم دیکھ لو گے کہ کس کی خدا مدد کرتا ہے۔ کوئی عمل بغیر تقویٰ کے ایک ذرہ

غَیْرِ التَّقْوٰی ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔

قبول نہیں ہو سکتا۔ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں

قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُہٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ ۔ وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ

کہہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو میری گردن پر میرا گناہ ہے۔ اور میں تم میں اس سے ایک مدت تک پہلے رہتا

قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ۔ وَلِنَجْعَلَہٗ اٰیَۃً

تھا کیا تم کو سمجھ نہیں؟ کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور ہم اس کو لوگوں کے لئے

لِّلنَّاسِ وَرَحْمَۃً مِّنَّا ۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ۔ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْہِ

ایک نشان اور ایک نمونہ رحمت بنائیں گے۔ اور یہ ابتداء سے مقدر تھا۔ یہ وہی امر ہے جس میں تم

تَمْتَرُوْنَ ۔ سَلَامٌ عَلَیْکَ ۔ جُعِلْتَ مُبَارَکًا ۔ اَنْتَ مُبَارَکٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

شک کرتے تھے۔ تیرے پر سلام۔ تو مبارک کیا گیا۔ تو دنیا اور آخرت میں مبارک ہے

---

[1] یعنی اس شخص کو صاحب وحی ہونے کا دعویٰ ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان کا رہنے والا ہے کیوں یہ مدعی [illegible] مکہ یا مدینہ میں مبعوث نہ ہوا جو مرکز دینِ اسلام ہے۔ منہ (حقیقۃ الوحی صفحہ [illegible] حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۵)

[2] [illegible]

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 547 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 33 پر درج ہے

اَوْلِيَآءُ كُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ اِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ ۔ وَكُلَّمَا اَحْبَبْتَ
تمہارے متولی اور متکفل دُنیا اور آخرت میں ہیں جس پر تو غضبناک ہو میں غضبناک ہوتا ہوں اور جس سے تُو محبت کرے
اَحْبَبْتُ ۔ مَنْ عَادٰی وَلِيًّا لِّيْ فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ لِلْحَرْبِ ۔ اِنِّيْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ
میں بھی محبت کرتا ہوں اور جو شخص میرے دوست سے دشمنی رکھے میں لڑنے کیلئے اُس کو متنبہ کرتا ہوں میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا
وَاَلُوْمُ مَنْ يَّلُوْمُهٗ ۔ وَ اُعْطِيْكَ مَا يَدُوْمُ ۔ يَأْتِيْكَ الْفَرَجُ ۔ سَلَامٌ عَلٰى
اور اس شخص کو ملامت کروں گا جو اس کو ملامت کرے ۔ اور تجھے وہ چیزیں دوں گا جو ہمیشہ رہے گی کشائش تجھے ملے گی ۔ اس
اِبْرَاهِيْمَ ۔ صَافَيْنَاهُ وَ نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۔ تَفَرَّدْنَا بِذٰلِكَ ۔ فَاتَّخِذُوْا مِنْ
ابراہیم پر سلام ۔ ہم نے اس سے صاف دوستی کی اور غم سے نجات دی ۔ ہم اس امر میں اکیلے ہیں ۔ سو تم اس ابراہیم
مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ قَرِيْبًا مِّنَ الْقَادِيَانِ ۔ وَ بِالْحَقِّ
کے مقام سے عبادت کی جگہ بناؤ یعنی اس نمونہ پر چلو ۔ ہم نے اُس کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور عین ضرورت کے وقت
اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۔ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۔
اُتارا ہے اور ضرورت کے وقت اُترا ہے ۔ خدا اور اسکے رسول کی پیشگوئی پوری ہوئی ۔ اور خدا کا ارادہ پورا ہونا ہی تھا ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ
اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا ہے ۔ وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا اور
هُمْ يُسْئَلُوْنَ ۔ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ۔ آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا
لوگ پوچھے جاتے ہیں ۔ خدا نے تجھے ہر ایک چیز میں سے چن لیا ۔ دُنیا میں کئی تخت اُترے پر تیرا
تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا ۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ ۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ
تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا ۔ ارادہ کریں گے کہ خدا کے نور کو بجھا دیں ۔ خبردار ہو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی
هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۔ لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۔ لَا تَخَفْ ۔ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ
غالب ہوگی ۔ کچھ خوف مت کر تو ہی غالب ہوگا ۔ کچھ خوف مت کر کہ میرے رسول میرے قرب میں کسی
الْمُرْسَلُوْنَ ۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ
سے نہیں ڈرتے ۔ دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے منہ کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو پورا کریگا

بقیہ حاشیہ :۔

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھیرا رکھا ہے اس لئے مصلحت الٰہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ اس عاجز کے لئے استعمال کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے مسیح کو وہ خدا بناتے ہیں اس اُمت میں بھی ایک ہے جس کی نسبت اُس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ حاشیہ ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۹)

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 549 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 33 پر درج ہے

حوالہ نمبر 33

۴؍مئی ۱۹۰۶ء

"اِنِّیْ مَعَ الْاَکْرَامِ۔ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ"[1]

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰؍مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰؍مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۵؍مئی ۱۹۰۶ء

رؤیا۔" ایک شخص نے ایک دوائی کولا واٹن کی ایک بوتل دی جو سُرخ رنگ کی دوائی ہے اور بوتل بند کی ہوئی ہے اور اس پر رسیاں لپیٹی ہوئی ہیں۔ ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے مگر جس شخص نے دی ہے وہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دیتا ہوں۔ دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی تھی لیکن کہتے ہیں وہ شخص اس کا نام کتاب رکھتا ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس کا وقت آ گیا ہے۔ اس کو نوکر رکھا جائے۔ اور میں نے اس کتاب پر دستخط کر دیئے ہیں۔ پھر الہام ہوا۔

یہ میری کتاب ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگاوے مگر وہی جو میرے خاص خدمت گار ہیں۔

پھر الہام ہوا۔

اَللّٰہُ یُعْلِیْنَا وَلَا نُعْلٰی[2]

فرمایا۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ ہم دشمنوں پر غالب ہوں گے اور دشمن سے مغلوب نہ ہوں گے "

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰؍مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰؍مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۵؍مئی ۱۹۰۶ء

" پھر بہار آئی، تو آئے ثلج کے آنے کے دن

ثلج کا لفظ عربی ہے۔ اس کے ایک تو یہ معنے ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدت سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اس کے لوازم سے ہوتی ہے۔ اس کو عربی میں ثلج کہتے ہیں۔

ان معنوں کی بناء پر اس پیشگوئی کے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں آسمان سے ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کرے گا اور برف اور اس کے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی اور دوسرے معنے اس کے عربی میں اطمینانِ قلب حاصل کرنا ہے یعنی انسان کو کسی امر پر ایسے دلائل اور شواہد میسّر آجاویں جس سے اس کا دل مطمئن ہو جائے۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں تقریر موجب ثلج قلب ہو گئی یعنی ایسے دلائل قاطعہ بیان کئے گئے جن سے کُلّی اطمینان ہو گئی۔ اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینانِ قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی

---

[1] (ترجمہ) تحقیق میں بزرگوں کے ساتھ ہوں۔ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

[2] (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ہمیں اونچا کرے گا ہم نیچے نہیں کئے جائیں گے۔

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 525 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 33 پر درج ہے

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

سیرت المہدی

حصہ سوم

(مرتبہ فرمودہ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

خاکسار

ایڈیٹر میر محمد اسمعیل مولوی فاضل و منشی فاضل نے قادیان دار الامان سے

شائع کیا

ایڈیشن اول — صفر ۱۳۵۸ھ — اپریل سنہ ۱۹۳۹ء

حوالہ نمبر 34

تک میں نے ابھی بیعت نہ کی تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے قدیم تعلقات تھے جو غالباً حضرت خلیفہ اول کے واسطے سے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے بیعت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش الحانی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

۶۷۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔ صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ پیروں کی طرح مصلّٰی اور خرقہ نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف (مثلاً پنجسورہ۔ دعا گنج العرش۔ درود تاج۔ حزب البحر۔ دعائے سریانی وغیرہ) نہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے پاس مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج بدل کروایا۔ اعتکاف ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہونگے مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیت کے نہیں بیٹھ سکے کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۶۷۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آخر عمر تک باریک حروف بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور عینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور وانشۃً آنکھوں کی یہ حالت

یہ حوالہ صفحہ 35 پر درج ہے	سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے

شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیئے۔ ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہیگا سو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بارِ شادی سے مجھے سُبکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دُنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اُس نے میری کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہوشیاری سے دن رات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں رکھتی جیسا کہ اُس نے میری رکھی۔ اور جیسا کہ اُس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ یا احمد اسکن انت و زوجك الجنۃ۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔ معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اُس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور خانہ داری کے مہمات کے لئے کوئی اضطراب اُس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔ ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور مَیں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنے ذیابیطس اور دردِ سر مع دورانِ سر قدیم سے میرے شاملِ حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اِس لئے میری اِس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو مَیں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلا دیا ہے۔ جیسے اخویم مولوی نورالدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اِس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپکی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو مَیں اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مَیں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا منکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے، ایسا نہ ہو کر

تریاق القلوب صفحہ 75 خزائن مندرجہ روحانی صفحہ 203 جلد 15 از مرزا غلام احمد

یہ حوالہ صفحہ 36,35 پر درج ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون
الحمد للہ
سیرت المہدی علیہ السلام
حصہ اول
مرتبہ
حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم-اے سلمہ اللہ تعالیٰ
حسب فرمائش
مولانا المکرم معظم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل منشی فاضل اول مدرس مدرسہ احمدیہ - قادیان
محمد فخر الدین ملتانی مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان کو شائع کرنیکا فخر

حوالہ نمبر 40

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے خاکسار نے پوچھا۔ دورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اسکے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی۔ اور کچھ طبیعت عادی ہو گئی۔ خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھاتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ بیعت کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت مسیح موعود کے دوران سر کے دوروں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس سے وہ بیماری مراد نہیں ہے۔ جو علم طب کی رُو سے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں دوران سر اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ کو استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسے کہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۳۲۵ و ۳۶۹ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت مسیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اسکے متعلق کبھی بھی ہسٹیریا وغیرہ کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی رو سے دوران سر کی بیماری کسی صورت میں ہسٹیریا یا مراق کہلا سکتی ہے۔ بلکہ دوران سر کی بیماری کے لیئے انگریزی میں غالباً ورٹیگو

سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 36 پر درج ہے

حوالہ نمبر 41

سمجھتا ہوں گذشتہ مجددین اُمت محمدیہ میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سید عبد القادر صاحب جیلانی کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی۔ اور فرماتے تھے کہ میری روح کو ان کی روح سے خاص جوڑ ہے۔

۵۷۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غالباً ۱۸۹۰ء میں ایک دفعہ خارش کی تکلیف بھی ہوئی تھی۔ اس واقعہ کے بہت عرصہ بعد ایک دفعہ ہنس کر فرمانے لگے کہ خارش والے کو کھجانے سے اتنا لطف آتا ہے کہ بعض لوگوں نے لکھا ہے۔ کہ ہر بیماری کا اجر انسان کو آخرت میں ملے گا۔ سوائے خارش کے۔ کیونکہ خارش کا بیمار دُنیا میں ہی اس سے لذّت حاصل کر لیتا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خارش کی تکلیف مرزا عزیز احمد صاحب کی پیدائش پر ہوئی تھی۔ جو غالباً ۱۸۹۰ء کا واقعہ ہے۔ اس کا ذکر روایت [illegible] میں بھی ہو چکا ہے۔

۵۷۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مکرم منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ رزق کی تنگی بسا اوقات ایمان کی کمزوری کا موجب ہو جاتی ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ کہ دنیا میں مصائب اور مشکلات سے کوئی خالی نہیں یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کے اولیاء کرام بھی اس سے خالی نہیں رہتے۔ مگر انبیاء اور اولیاء کی تکالیف کا سلسلہ رُوحانی ترقیات کا باعث ہوتا ہے۔ اور دنیا داروں پر جو مصائب اور مشکلات کا سلسلہ آتا ہے وہ ان کی شامت اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نیز فرمایا کہ جب تک مصائب و آلام بصورت انعام نظر نہ آنے لگیں۔ اور ان سے ایک لذّت اور سرور حاصل نہ ہو۔ اس وقت تک کوئی شخص حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا۔

۵۷۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بذریعہ تحریر ذکر کیا۔ کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قصر نماز کے متعلق سوال کیا۔ حضور نے فرمایا۔ جس کو تم پنجابی میں واندھا کہتے ہو۔ بس اس میں قصر ہونا چاہئے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ کیا کوئی میلوں کی بھی شرط ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ بس جس کو تم واندھا کہتے ہو۔ وہی سفر ہے جس میں قصر جائز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں سیکھواں سے قادیان آتا ہوں کیا اس وقت نماز قصر کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ بلکہ میرے نزدیک اگر ایک عورت قادیان سے ننگل جائے تو وہ بھی قصر کر سکتی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ سیکھواں قادیان سے غالباً چار میل کے فاصلہ پر ہے اور ننگل تو شاید ایک میل سے بھی کم ہے۔ ننگل کے متعلق جو حضور نے قصر کی اجازت فرمائی ہے۔ اس سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ

سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 53 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 36 پر درج ہے

ایک شریف خاندان میں وہ میری شادی کریگا اور وہ قوم کے سید ہونگے۔* اور اُس بیوی کو خدا مبارک کریگا۔ اور اُس سے اولاد ہوگی۔ اور یہ خواب اُن ایام میں آئی تھی کہ جب میں بعض اعراض اور امراض کی وجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گذر چکا تھا جبکہ مجھے دق کی بیماری ہو گئی تھی اور بباعث گوشہ گزینی اور ترکِ دُنیا کے اہتمامات تاہل سے دل سخت کارہ تھا اور عیالداری کے بوجھ سے طبیعت متنفر تھی۔ تو اس حالت پُر ملالت کے تصور کے وقت یہ الہام ہوا تھا۔ **ہر چہ باید نو عروسے را ہمہ ساماں کنم**۔ یعنے اِس

* نوٹ :۔ ہمارا خاندان جو ایک ریاست کا خاندان تھا۔ اس میں عادۃ اللہ اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ بعض بزرگ دادیاں ہماری شریف سادات کی لڑکیاں تھیں چنانچہ خدا تعالیٰ کے بعض الہامات میں بھی اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اِس عاجز کے خون کی بنی فاطمہ کے خون سے آمیزش ہے۔ اور درحقیقت وہ کشف براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳ کا جس میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میرا سر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مادر مہربان کی طرح اپنی ران پر رکھا ہوا ہے۔ اِس سے بھی یہ اشارہ نکلتا ہے۔ الہام مندرجہ براہین صفحہ ۴۹۰ میں یہ بشارت دی تھی۔ سبحان اللّٰہ تبارک وتعالٰی زاد مجدک۔ ینقطع آباؤک و یبدء منک۔ یعنے سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے۔ اُس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ اَب سے تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہوگا اور ابتدا خاندان کا تجھ سے کیا جائیگا۔ یعنے جس طرح ابراہیم علیہ السلام اپنے نئے خاندان کا بانی ہوا۔ ایسا ہی تُو بھی ہوگا۔ کیونکہ الہام میں بار بار اِس عاجز کا نام ابراہیم رکھا گیا ہے جیسا کہ براہین صفحہ ۵۶۱ میں یہ الہام ہے۔ سلام علی ابراهیم صافیناه و نجّیناه من الغم۔ تفردنا بذالك فاتخذوا من مقام ابراهیم مصلّٰی۔ یعنے اے ابراہیم تجھ پر سلام ہم نے ابراہیم سے صافی محبت کی اور اسکو غم سے نجات دی۔ ہم ہی اِس بات سے خاص ہیں۔ پس اگر تم مقام اصطفاء چاہتے ہو تو تم اس مقام پر اپنا قدم عبودیت رکھو جو ابراہیم یعنے اِس عاجز کا مقام ہے۔ منہ

تریاق القلوب صفحہ 74 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 202 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 36 پر درج ہے

حوالہ نمبر 43

تے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں۔ تاکہ ان کا شک دُور ہو مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا۔ پرے پرے کھچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسلیئے دُور ہٹتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھچتے تھے اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسلیئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے

(۶۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسلیئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں وقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

(۶۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپکے پاس آکر بیٹھے۔ اور کہنے لگے کہ دُنیا میں یہی حال ہے سبھی نے مرنا ہے۔ کوئی آگے گزر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لیئے

سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 36 پر درج ہے

حوالہ نمبر 45,44

(۳۶۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سُنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی ہوتا دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرذالک۔ یہ اعصاب کی ذکاوت حس یا تکان کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیریا یا مراق بھی تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسری جگہ جو مولوی شیر علی صاحب کی روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ یہ جو بعض انبیاء کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو ہسٹیریا تھا یہ ان کی غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ حس کی تیزی کی وجہ سے ان کے اندر بعض ایسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو ہسٹیریا کی علامات سے ملتی جلتی ہیں اسلئے لوگ غلطی سے اسے ہسٹیریا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب جو کبھی کبھی یہ فرما دیتے تھے کہ مجھے ہسٹیریا ہے یہ اسی عام محاورہ کے مطابق تھا ورنہ آپ علمی طور پر یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہسٹیریا نہیں بلکہ اس سے ملتی جلتی علامات ہیں جو ذکاوت حس یا شدت کار کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ایک بہت قابل اور لائق ڈاکٹر ہیں چنانچہ زمانہ طالب علمی میں بھی وہ ہمیشہ اعلے نمبروں میں کامیاب ہوتے تھے اور ڈاکٹری کے آخری امتحان میں تمام صوبہ پنجاب میں اوّل نمبر پر رہے تھے اور ایام ملازمت میں بھی ان کی لیاقت و قابلیت مسلم رہی ہے۔ اور چونکہ بوجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت قریبی رشتہ دار ہونے کے ان کو حضرت صاحب کی صحبت اور آپکے علاج معالجہ کا بھی بہت کافی موقعہ ملتا رہتا تھا اس لئے ان کی رائے اس معاملہ میں ایک خاص وزن رکھتی ہے جو دوسری کسی رائے کو کم حاصل ہے۔

(۳۷۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں گھر کے بچے کبھی شب برات وغیرہ کے موقع پر یونہی کھیل تفریح کے

یہ حوالہ صفحہ 36 پر درج ہے	سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے

(حوالہ نمبر 46)

(۳۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے گورداسپور جاتے ہوئے بٹالہ ٹھہرے وہاں کوئی مہمان جو آپ کی تلاش میں قادیان سے ہوتا ہوا بٹالہ واپس آیا تھا آپ کے پاس کچھ پھل بطور تحفہ لایا۔ پھلوں میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور کھائے۔ اور فرمایا انگوروں میں ترشی ہوتی ہے۔ مگر یہ ترشی نزلہ کے لئے مضر نہیں ہوتی۔ پھر آپ نے فرمایا میں میرا دل انگور کو چاہتا تھا۔ سو خدا نے بھیج دیئے۔ فرمایا۔ کئی دفعہ میں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اللہ اُسے مہیا کر دیتا ہے۔ پھر ایک واقعہ سنایا۔ کہ میں ایک سفر میں جا رہا تھا۔ کہ میرے دل میں پونڈے گنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر وہاں راستہ میں کوئی گنا میسر نہیں تھا۔ مگر اللہ کی قدرت کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص ہم کو مل گیا جس کے پاس پونڈے تھے۔ اس سے ہم کو پونڈے ملگئے۔

(۳۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دیدی اور وہ دونوں آگئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا۔ اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی ادھر بھاگتا تھا۔ اور کبھی اُدھر۔ کبھی اپنی پگڑی اُتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا۔ اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا۔ اور گھبراہٹ میں اسکے ہاتھ کانپتے تھے۔

(۳۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے

سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 28 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 36 پر درج ہے

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ خاکسار نے پوچھا۔ دورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اسکے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی۔ اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھاتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ بیعت کے دعوی سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت مسیح موعود کے دوران سر کے دوروں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس سے وہ بیماری مراد نہیں ہے۔ جو علم طب کی رو سے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں دوران سر اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ کر استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسے کہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۳۲۵ و ۳۶۹ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت مسیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اسکے متعلق کبھی بھی ہسٹیریا وغیرہ کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی رو سے دوران سر کی بیماری کسی صورت میں ہسٹیریا یا مراق کہلا سکتی ہے۔ بلکہ دوران سر کی بیماری کے لئے انگریزی میں غالباً ورٹیگو

سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 36 پر درج ہے

دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زینہ چڑھکر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنے ظاہر حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زینہ کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھنے تک مَیں زندہ رہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مریضوں کے انجام کی نظیریں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افترا پر جرأت کر سکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اسّی برس کی عمر ہوگی۔ حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مرضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہو کر جلد مرجاتے ہیں یا کاربنکل یعنی سرطان سے اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پُرخطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے۔ جب مَیں بدن کے اوپر کے حصہ میں ایک بیماری۔ اور بدن کے نیچے کے حصہ میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

مَیں محض نصیحتاً للہ مخالف علماء اور ان کے ہمخیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں

اربعین نمبر4 ضمیمہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 471 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 36 پر درج ہے

(ٹائٹل بار اوّل)

وُہ خدا جس نے تمام زمین اور ذرہ ذرہ عالم علوی اور سفلی کا پیدا کیا اُسی نے اپنے فضل و کرم سے اِس رسالہ کا مضمون ہمارے دل میں پیدا کیا۔

اور

اس کا نام

ہے

نسیمِ دعوت

نام اس کا نسیمِ دعوت ہے
دلِ بیمار کا یہ درماں ہے
کفر کے زہر کو یہ ہے تریاق
غور کر کے اسے پڑھو پیارو
خاکساری سے ہم نے لکھا ہے
قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو
سخت دل کیسے ہو گئے ہیں لوگ
ایک دُنیا ہے مر چکی اب تک

آریوں کے لئے یہ رحمت ہے
طالبوں کا یہ یارِ خلوت ہے
ہر ورق اس کا جامِ صحت ہے
یہ خدا کے لئے نصیحت ہے
نہ تو سختی نہ کوئی شدت ہے
آخر اس کی طرف ہی رحلت ہے
سر پہ طاعون ہے پھر بھی غفلت ہے
پھر بھی توبہ نہیں یہ حالت ہے

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی
بتاریخ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء چھپ کر شائع ہُوا

حوالہ نمبر 49

رکھتے ہیں اُن کی مثال پتھروں کی سی ہے کہ سخت۔ نرم۔ سیاہ۔ سفید پتھر جمع کرکے اکٹھے رکھ دیئے جائیں
ہماری کتاب ایک لذیذ اور شیریں چیز ہوگی جس میں حقائق اور معارف قرآنی کے اجزاء ترکیب دیئے
گئے ہیں۔ جو بات روح القدس کی تائید سے لکھی جائے اور جو الفاظ اُسکے القاء سے ظاہر ہوتے ہیں۔
وہ اپنے ساتھ ایک حلاوت رکھتے ہیں اور اس حلاوت میں ملی ہوئی شوکت اور قوت ہوتی ہے۔ جو
دوسروں کو اسیر کرنے سے نہیں رہنے دیتی۔ غرض یہ کتاب بہت بڑا نشان ہوگا۔

حضرت مسیح کے بارہ میں جو ہم یہودیوں اور دوسرے منکروں کی نکتہ چینیوں کے جوابات دینا چاہتے ہیں
اس طرز کے اختیار کرنے سے ہمارا مدعا یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح کی خدائی باطل کی جائے۔ مسیح کی خدائی کا عقیدہ
ایک ظلم عظیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توہین ہے۔ کہ شروع سے ہی جبکہ میں ایک طالب علم تھا۔ اس
عقیدہ کی تردید کا ایک جوش مجھے خدا تعالیٰ نے دے رکھا تھا۔ گویا میری سرشت میں ہی یہ بات
رکھدی گئی تھی۔ چنانچہ پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتابیں ردّ اسلام میں شائع کیں تو
سنہ [illegible]ء یا سنہ [illegible]ء کا ذکر ہے۔ کہ مولوی گل علی شاہ صاحب کے پاس جو ہمارے والد صاحب نے
خاص ہمارے لئے استاد رکھے ہوئے تھے پڑھا کرتا تھا۔ اسوقت میری عمر سولہ سترہ برس کی ہوگی
جب میں نے اس کی کتاب میزان الحق دیکھی۔ ایک ہندو نے جو میرا ہم مکتب تھا اُسکی فارسی کو دیکھکر
اُسکی بڑی تعریف کی مگر میں نے اُسکو بہت ملزم کیا اور بتایا۔ کہ اس کتاب میں بجز نجاست کے اور کچھ نہیں
ہے۔ [illegible]۔ اُسوقت سے خدا تعالیٰ نے اس جوش میں ترقی دی ہے۔ اور میرے
رگ و ریشہ میں یہ بات بھری ہوئی ہے کہ اس افترا کے پتلے کو تباہ کیا جائے۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ
آجکل جو نمازیں جمع کرکے پڑھی جاتی ہیں۔ وہ بھی میری سخت مصروفیت دینی کے باعث سے ہیں۔ اور
چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ہی فرمایا ہوا تھا۔ کہ مسیح موعود کے لئے نمازیں جمع
کی جائینگی۔ اس لئے اس طرح یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اسکے
کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں تاہم آجکل کی مصروفیت کا یہ حال ہے۔ کہ رات کو مکان کے
دروازے بند کرکے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق
کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ تاہم میں اس بات کی پروا نہیں
کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔ چونکہ دن چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا
کہ دن کدھر جاتا ہے۔ اسی وقت خبر ہوتی ہے۔ جب شام کی نماز کے وضو کے لئے پانی کا لوٹا رکھدیا
جاتا ہے۔ تو اسوقت مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا لمبا دن اور ہو جاتا۔ باوجود یہ مجھے اسہال

نسیم دعوت صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 348، 349 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں۔ مگر جس وقت پاخانہ کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔ اسی طرح جب روٹی کھانے کے لئے کئی مرتبہ کہتی ہیں تو بڑا جبر کرکے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں۔ مگر میں سچ کہتا ہوں۔ کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔

پس یہ تصنیف جو میں کر رہا ہوں بڑی ضروری چیز ہے۔ اور خدا نے چاہا تو یہ ایک نشان ہوگا جسکی نظیر لانے پر کوئی قادر نہ ہوگا۔ اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعجاز نظر نہ آتی ہو۔ مگر اسکی اشاعت پر دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ کیسی لاجواب ہے۔ جب ہم نے مہوتسو کے لئے مضمون لکھنا شروع کیا۔ تو ہمارے ایک دوست نے اپنے خیال کے موافق کچھ خوشی ظاہر نہ کی۔ مگر خدا تعالیٰ نے الہاماً خوشخبری دی۔ کہ وہ مضمون بالا رہا۔ چنانچہ یہ اشتہار جلسہ سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا۔ آخر جب وہ جلسہ میں پڑھا گیا تو اسکی عظمت اور اسکے حقائق کو سب نے تسلیم کیا۔ یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اردو اخبارات نے اسکے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح پر جب یہ کتاب شائع ہو کر باہر نکلے گی تب پتہ لگیگا۔ سنیئے ایک بار ایک شخص کو دہلی سے عطر لانے کے لئے کہا۔ وہ کہنے لگا کہ جب میں عطار کی دکان پر گیا۔ تو جو عطر وہ دکھاتا تھا میں اسے ہی واپس کر دیتا تھا۔ آخر عطار نے کہا کہ میاں تم یہاں دکان میں بیٹھے ہو۔ سو تمہیں پتہ نہیں لگتا جب دکان سے باہر لیکر جاؤ گے تب اس عطر کی حقیقت معلوم ہوگی۔ چنانچہ جب وہ عطر لیکر آیا۔ تو اس نے بیان کیا کہ جو گاڑی میں میرے پیچھے آتی تھیں وہ پوچھتے جاتے تھے۔ کہ کس کے پاس عطر ہے۔ گویا اسکی اتنی خوشبو تھی (الحکم جلد ۵ ص ۔)۔

۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء۔ صبح کی سیر میں فونوگراف کی ایجاد اور اسمیں اپنی ایک تقریر عربی بند کرنے کی تجویز کی گئی جس کے ذریعہ سے عربی ممالک میں تبلیغ ہو سکے۔ سیر سے واپسی پر قاضی یوسف علی صاحب نعمانی کی بیمار پرسی کی اور اندر تشریف لے گئے۔ ظہر کے وقت باہر تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے اما فرمایا کہ آج حکیم محمد اجمل خان صاحب دہلی کا خط معہ کاغذات متعلقہ حاذق الملک میموریل فنڈ آپکو ملا۔ جسپر آپ نے ایک تبلیغی خط بطور جواب کے روانہ کرنیکا ارادہ ظاہر فرمایا (الحکم جلد ۵ ص ۔)۔

یکم نومبر ۱۹۰۱ء۔ بروز جمعۃ المبارک آپ صبح کی سیر کے لئے تشریف نہ لے گئے۔ بعد نماز مغرب آپ نے گذشتہ دن کے سلسلہ تقریر میں فرمایا۔ کہ مسیح کی شان میں جس قدر اطراء کیا گیا ہے۔ اور پھر

یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

نسیم دعوت صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 348، 349 از مرزا غلام احمد صاحب

حوالہ نمبر 50

آدمی تھا۔ اور کچھ پڑھا لکھا بھی تھا۔ اسکے لڑکے میاں دین محمد مرحوم عرف میاں بگا کو ہمارے اکثر دوست جانتے ہونگے۔ قوم کا کشمیری تھا۔

(۱۹۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ہمارے ساتھ والد صاحب کے بہت کم تعلقات تھے یعنی میل جول کم تھا۔ وہ ہم سے ڈرتے تھے۔ اور ہم اُن سے ڈرتے تھے (یعنی وہ ہم سے الگ الگ رہتے تھے۔ اور ہم اُن سے الگ الگ رہتے تھے کیونکہ ہر دو کا طریق اور مسلک جدا تھا) اور چونکہ تایا صاحب مجھے بیٹوں کی طرح رکھتے تھے اور جائداد وغیرہ بھی سب انہی کے انتظام میں تھی۔ والد صاحب کا کچھ دخل نہ تھا اسلئے بھی ہمیں اپنی ضروریات کے لئے تایا صاحب کے ساتھ تعلق رکھنا پڑتا تھا۔

(۱۹۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ والد صاحب کی ایک بہن ہوتی تھیں اُن کو بہت خواب اور کشف ہوتے تھے۔ مگر دادا صاحب کی اُن کے متعلق یہ رائے تھی کہ اُنکے دماغ میں کچھ نقص ہے لیکن آخر انہوں نے بعض ایسی خوابیں دیکھیں کہ دادا صاحب کو یہ خیال بدلنا پڑا۔ چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ کوئی سفید ریش بڈھا شخص اُنکو ایک کاغذ جس پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ بطور تعویذ کے دے گیا ہے۔ جب آنکھ کھلی تو ایک بھوج پتر کا ٹکڑا ہاتھ میں تھا۔ جس پر قرآن شریف کی بعض آیات لکھی ہوئی تھیں۔ پھر انہوں نے ایک اور خواب دیکھا کہ وہ کسی دریا میں چل رہی ہیں جس پر انہوں نے ڈر کر پانی کی آواز نکالی اور پھر آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو اُن کی پنڈلیاں تر تھیں اور تازہ ریت کے نشان لگے ہوئے تھے۔ دادا صاحب کہتے تھے۔ کہ ان باتوں سے خلل دماغ کو کوئی تعلق نہیں۔

(۲۰۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے۔ کہ ایک دفعہ والد صاحب سخت بیمار ہوگئے۔ اور حالت نازک ہوگئی اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کر دیا اور نبض بھی بند ہو گئی۔ مگر زبان جاری رہی والد

سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 222،221 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

صاحب نے کہا کہ کھیڑا لا کر میرے اوپر اور نیچے رکھو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ اور اس سے حالت رو باصلاح ہو گئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ کہ یہ مرض تو لنج زحیری کا تھا۔ اور یہ کہ اللہ تعالےٰ نے آپکو وحی کیا تھا کہ پانی اور ریت منگوا کر بدن پر ملی جاوے۔ سو ایسا کیا گیا۔ تو حالت اچھی ہو گئی۔ مرزا سلطان احمد صاحب کو ریت کے متعلق ذہول ہو گیا ہے۔

(۲۰۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ حضرت صاحب ایک دفعہ غیر معمولی طور پر جنوب کی طرف سیر کو گئے۔ تو راستہ سے ہٹ کر عید گاہ والے قبرستان میں تشریف لے گئے اور پھر آپ نے قبرستان کے جنوب کی طرف کھڑے ہو کر دیر تک دُعا فرمائی۔ خاکسار نے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ نے کوئی خاص قبر سامنے رکھی تھی ؟ مولوی صاحب نے کہا میں نے ایسا نہیں خیال کیا۔ اور میں نے اسوقت و لیعہ سمجھا تھا کہ چونکہ اس قبرستان میں حضرت صاحب کے رشتہ داروں کی قبریں ہیں اسلیئے حضرت صاحب نے دُعا کی ہو۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھا ہے کہ وہاں ایک دفعہ حضرت صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر دعا کی تھی۔ مولوی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ جب حضرت صاحب کی لڑکی امۃ النصیر فوت ہوئی تو حضرت صاحب اُسے اسی قبرستان میں دفنانے کے لیئے لے گئے تھے اور آپ خود اُسے اُٹھا کر قبر کے پاس لے گئے۔ کسی نے آگے بڑھ کر حضور سے لڑکی کو لینا چاہا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ میں خود لیجاؤں گا۔ اور میاں عبد اللہ سنوری صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ اس وقت حضرت صاحب نے وہاں اپنے کسی بزرگ کی قبر بھی دکھائی تھی۔

(۲۰۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ میرے چچا مولوی شیر محمد صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ اوائل میں بعض اوقات حضرت مسیح موعود بھی حضرت مولوی نور الدین صاحب کے درس میں چلے جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے درس میں بدر کی جنگ کے موقع پر فرشتے نظر آنے کا واقعہ بیان کیا اور پھر اسکی کچھ تاویل کرنے لگے تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ نہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ فرشتوں کے دیکھنے میں نبی

سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

حوالہ نمبر 51

سیرۃ المہدی حصہ دوم

ہوا تھا۔

(۳۳۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ بے تامل کو تامّل فرمایا کرتے تھے اور کلام کے دوران میں کبھی کبھی جوش کی حالت میں اپنی ٹانگ پر ہاتھ بھی مارا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی صاحب کی یہ روایت درست ہے مگر یہ لکنت صرف کبھی کبھی کسی خاص لفظ کے تلفظ میں ظاہر ہوتی تھی ورنہ ویسے عام طور پر آپ کی زبان بہت صاف چلتی تھی۔ اور ٹانگ پر ہاتھ مارنے کے صرف یہ معنی ہیں کہ کبھی کبھی جوش تقریر میں آپ کا ہاتھ اٹھ کر آپ کی ران پر گرتا تھا۔

(۳۳۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اور عبدالرحیم خان صاحب پسر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت کے گھر سے آیا تھا۔ ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک مکھی پر پڑی چونکہ مجھے مکھی سے طبعاً نفرت ہے میں نے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر حضرت کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اٹھا کر واپس لے گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت حضرت اقدس اندرون خانہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ خادمہ حضرت کے پاس سے گذری تو اس نے حضرت سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ حضرت نے فوراً اپنے سامنے کا کھانا اٹھا کر اس خادمہ کے حوالہ کر دیا کہ یہ لے جاؤ۔ اور اپنے ہاتھ کا نوالہ بھی برتن میں ہی چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ لو حضرت صاحب نے اپنا تبرک دیا ہے۔ اس وقت مسجد میں سید عبدالجبار صاحب بھی جو گذشتہ ایام میں کچھ عرصہ بادشاہ سوات بھی رہے ہیں، موجود تھے۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔

(۳۳۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ۱۹۰۴ء میں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور میں قیام فرما تھے ایک دفعہ رات کو بارش ہونی شروع ہو گئی۔ اس وقت حضرت اقدس مکان کی چھت پر تھے جہاں پر کہ ایک برساتی بھی تھی۔ بارش کے آنے پر حضور اس برساتی میں داخل ہونے لگے۔ مگر اس کے عین دروازے میں مولوی عبداللہ صاحب ستوهن حضرو ضلع کیمبل پور

سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 25 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

مگر یہ ان ماتھے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں۔ اور پھر یہ خوبی کہ چین
جبیں بہت کم پڑتی تھی۔ سر آپکا بڑا تھا۔ خوبصورت بڑا تھا۔ اور علم قیافہ کی رو سے ہر سمت سے
پورا تھا۔ یعنی لمبا بھی تھا۔ چوڑا بھی تھا۔ اونچا بھی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہموار اور پیچھے سے
بھی گولائی درست تھی۔ آپ کی کنپٹی کشادہ تھی اور آپ کی کمال عقل پر دلالت کرتی تھی۔

لب مبارک

آپ کے لب مبارک پتلے نہ تھے۔ مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ برے
لگیں۔ دہانہ آپ کا متوسط تھا۔ اور جب بات نہ کرتے ہوں تو منہ کھلا نہ رہتا تھا بعض اوقات
مجلس میں جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپ عمامہ کے شملہ سے دہان مبارک ڈھک لیا کرتے تھے۔
دندان مبارک آپ کے آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا
جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس
سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اسکو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت
نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

پیر کی ایڑیاں آپکی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔
اگرچہ گرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجاتا تھا مگر آپکے
پسینہ میں کبھی بو نہیں آتی تھی خواہ کتنے ہی دن بعد کرتہ بدلیں۔ اور کیسا ہی موسم ہو۔

گردن مبارک

آپ کی گردن متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی۔ آپ اپنے مطاع نبی کریم ﷺ کی
طرح ان کے اتباع میں ایک حد تک جسمانی زینت کا خیال ضرور رکھتے تھے۔ غسل جمعہ۔ حجامت۔
حنا۔ مسواک۔ روغن اور خوشبو۔ کنگھی اور آئینہ کا استعمال برابر مسنون طریق پر آپ فرمایا کرتے تھے۔
مگر ان باتوں میں انہماک آپ کی شان سے بعید تھا۔

لباس

سب سے اول یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ آپ کو کسی قسم کے خاص لباس کا شوق
نہ تھا۔ آخری ایام کے کچھ سالوں میں آپکے پاس کپڑے ساختہ اور سلے سلائے بطور تحفہ کے
بہت آتے تھے۔ خاص کر کوٹ صدری اور پاجامہ قمیض وغیرہ اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری
ہر عید بقر عید کے موقعہ پر اپنے ہمراہ نذر لاتے تھے وہ آپ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مگر علاوہ
ان کے کبھی کبھی آپ خود بھی بنوا لیا کرتے تھے۔ عمامہ تو اکثر خود ہی خرید کر باندھتے تھے جس طرح

سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

حوالہ نمبر 53

اور ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی اے اور حافظ عبد العلی صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہوگیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی۔ اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے مُنہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کرسکتا کہ ایسی تقریر جسکی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بجز اس کے کہ اوّل کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کرسکے جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا لوگوں میں سنائی گئی اُس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سَو کے قریب ہوگی۔ سُبحان اللہ اُس وقت ایک غیبی چشمہ کُھل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بنائے فقرے میرے مُنہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہوکر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کرسکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔

۱۶۶۔ **نشان**۔ مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں۔ ایک شدید درد سر جس سے میں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس[۲۵] برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہوگیا اور طبیبوں نے لکھا کہ اِن عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا رہ کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہوگئے اور اسی سے اُنکا انتقال ہوگیا۔ لہٰذا میں دُعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ اِن امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایکدفعہ

۳۶۲

حقیقۃ الوحی صفحہ 376 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 376 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اپنی تحریروں کا سلسلہ نمبر (۲)

المکتوب نصف الملاقات

مکتوبات احمدیہ

جلد پنجم (۵) نمبر سوم (۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات بنام حضرت چودھری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ

جنکو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کمترین خادم یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم وغیرہ نے

جمع کیا

اور

ابو الفضل محمود [illegible] عرفانی مجلد مصری نے ... بازار ... الیکٹرک پریس امرتسر میں چھپوا کر شائع کیا

ایڈیشن ۔   تعداد پانصد ۵۰۰   قیمت عـہ/

حوالہ نمبر 54

رسالہ سراج منیر طبع ہوگا۔ آٹھ سو روپیہ جمع تھا۔ وہ سب رسالہ سرمہ چشم آریہ پر خرچ ہوگیا۔ اس رسالہ میں کچھ تو بوجہ علالت طبع اس عاجز اور کچھ دیگر موانع سے مطبع وغیرہ سے توقف ہوئی۔ اب یہ رسالہ سرمہ چشم آریہ امید قوی ہے کہ پندرہ روز تک من کل الوجوہ تیار ہو کر میرے پاس پہنچ جائے گا۔ چونکہ یہ رسالہ ضخامت میں بہت بڑا ہوگیا ہے اور خرچ بھی اس پر بہت ہوا ہے اور ابھی دو سو روپیہ دینا ہے اس لئے قیمت اس کی ۱۲/ مقرر ہوئی ہے جس ۲/ میں یونہی تخمینہ سے ہم قیمت مقرر کی گئی تھی اس زمانہ میں آپ نے ڈیڑھ سو رسالہ کا فروخت کرنا اپنے ذمہ لیا تھا۔ پس اس حساب سے ۵ ؎ کا رسالہ آپ کے ذمہ فروخت کرانا ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر کر کے اگر آپ محض للہ پوری پوری کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو رقم کثیر جمع کرنے میں سعی مبذول فرماویں۔ تو نہایت ثواب کی بات ہے۔ منجملہ اس کے پانسو روپیہ منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ شملہ کا ہے جو بطور قرضہ طبع رسالہ کے لئے لیا گیا اور تین سو روپیہ چندہ کا ہے۔ اس میں بہت کوشش کرنی چاہیئے۔ تا سراج منیر کی طبع میں توقف نہ ہو۔ امید ہے کہ یہ کوشش موجب خوشنودی رحمٰن ہو آپ کے رفیق ہندو کو اس رسالہ کا پڑھنا مفید ہے اگر وہ غور سے پڑھے اور نجابت طبع رکھتا ہو۔ اور سعادت ازلی مقدر ہو تو ہدایت پانے کے لئے کافی ہے۔ انشاء اللہ القدیر دعا بھی کروں گا کبھی کبھی یاد دلاتے رہیں۔ میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ واللہ فی کل فعل حکمۃ۔ والسلام۔

(خاکسار غلام احمد از صدر انبالہ حاطہ ناگ پھنی)

یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر سوم صفحہ 21 از مرزا غلام احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲

مکتوب نمبر (۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

[illegible] ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible] براہین احمدیہ حضرت جل جلالہ کیطرف سے مامور ہوا ہے کہ بنی [illegible] کی طرز پر کمال مسکینی۔ اور فروتنی۔ اور غربت اور تذلل [illegible] اصلاح خلق کیلئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو [illegible] سے بیخبر ہیں۔ صراط مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی [illegible] عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور مقبولیت اور محبوبیت کے انوار دکھائی [illegible] دیتے ہیں) دکھائے۔ خاکسار غلام احمد ۸ مارچ [illegible]۔

نوٹ:۔ یہ پہلا خط ہے جو حضرت حکیم الامت کے نام لکھا ہے قیاس چاہتا ہے کہ اس سے

حوالہ نمبر 55

اس مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ بھی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان
سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب حال ہوتی ہیں۔ اور بعض دیگر
کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کا بلکہ سستی
و رطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی۔ کہ
صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوظ جاتا رہتا تھا۔ شاید کثرت حرارت
غریزی اسکا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا
حرارت غریزی کو بھی مفید ہے۔ اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس
میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔ اگر دوا موجود ہو اور آپ
دودھ اور بالائی کے ساتھ کچھ زیادہ تر مدت کر کے استعمال کریں۔ تو میں خواہشمند
ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں کبھی کبھی دوا کی چھپی چھپی تاثیر
بھی ہوتی ہے کہ جو ہفتہ عشرہ کے بعد محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے
اور میں نے زیادہ زیادہ کھائی ہے۔ اسلئے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ تو دوبارہ
تیار کیجائے لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے۔ جس کا میں نے ذکر
بھی کیا تھا۔ ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسکو راست کرے۔ اس
جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت نہیں دیکھتا مگر

**میں شکر گذار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض
خطرناک عوارض سے مجھ کو مخلصی عطا کی۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہ**

مجھے اس بات کے سننے سے افسوس ہوا کہ رسالہ امرتسر سے واپس منگوایا گیا۔ فیروزپور کو
وہ خاص ترجیح کونسی تھی۔ بلکہ میری دانست میں حال کے زمانہ میں دنیوی واقف کار میں سے

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 2 صفحہ 14 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

بغیر دستخط مہتمم کتب خانہ کے کوئی نسخہ مسروقہ سمجھا جاوے

قد فرغنا من الرد علی قوم یسمون آریہ فالحمد للہ رب العلمین

انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین

(ترجمہ)

ہم آریوں کا رد لکھنے سے فراغت کر چکے سو اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ہم جب ایک قوم پر چڑھائی کرتے ہیں اور انکے صحن میں اترتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک بری صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

یہ کتاب آریہ صاحبوں کے اس مضمون کے جواب میں ہے جسکو انہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں دسمبر ۱۹۰۷ء میں پڑھا تھا جبکہ چار سو معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے خود انکو اپنے گھر میں بلاکر سنایا تھا جو ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور دشنام دہی سے پُر تھا جس میں دین اسلام پر جابجا توہین اور ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی گالیاں دے کر اور بے جا تہمتیں ہمارے مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاکر صدہا مسلمانوں کو خود مدعو کر کے نہایت دکھ دیا تھا اور اس کتاب کا نام ہے

چشمۂ معرفت

از مؤلفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود

جو ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی

باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مینیجر

دو ہزار چار قیمت فی جلد عہ

اور قیمت مجلد تین روپے

حوالہ نمبر 56

پھر نہ کچھ سخت نیت دل میں رکھ لیتا ہے کیونکہ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ دونوں طرف ان کے پیارے ہوتے ہیں۔ بہرحال جاہلوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔

مگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اسلام میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے تو پھر کیونکر اسلام صلح کاری کا مذہب ٹھیر سکتا ہے پس واضح ہو کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت ہے اور یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ دین اسلام میں جبراً دین پھیلانے کے لئے حکم دیا گیا تھا کسی پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں تیرہ[13] برس تک سخت دل کافروں کے ہاتھ سے وہ مصیبتیں اٹھائیں اور دُکھ دیکھے کہ بجز ان برگزیدہ لوگوں کے جن کا خدا پر نہایت درجہ بھروسہ ہوتا ہے کوئی شخص ان دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا اور اس مدت میں کئی عزیز صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے اور بعض کو بار بار زدوکوب کر کے موت کے قریب کر دیا اور بعض دفعہ ظالموں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اس قدر پتھر چلائے کہ آپ سر سے پیر تک خون آلودہ ہو گئے اور آخر کار کافروں نے یہ منصوبہ سوچا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اس مذہب کا فیصلہ ہی کر دیں۔ تب اس نیت سے انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ۔ تب آپ اپنے ایک رفیق کے ساتھ جس کا نام ابوبکرؓ تھا نکل آئے اور خدا کا یہ معجزہ تھا کہ باوجودیکہ عمداً لوگوں نے محاصرہ کیا تھا مگر ایک شخص نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور آپ شہر سے باہر آگئے اور ایک پتھر پر کھڑے ہو کر مکہ کو مخاطب کر کے کہا کہ "اے مکہ تو میرا پیارا شہر اور پیارا وطن

صفحہ 19

چشمہ معرفت صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 390 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 37 پر درج ہے

ٹائٹل پیج بار اوّل

جاء الحق و زهق الباطل

ان الباطل کان زهوقا

بفضلہ تعالےٰ

یہ رسائل اربعہ جن کے نام بہ تفصیل ذیل ہیں

انجام آتھم

خدائی فیصلہ ۔ دعوت قوم

مکتوب عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہوکر عام فائدہ کے لئے شائع کئے گئے

بمقام قادیان

قیمت فی جلد ؏

حوالہ نمبر 57

۲۹۱

ہزار ہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے سر نہ اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا بہتان ہے۔
پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے الرحمٰن علم القرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اُس وعدہ کو ایسے طور سے

کی اولاد میں سے آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہر کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ بالکل جھوٹ نکلا۔ کیونکہ آجکل زہر کے ذریعہ سے یورپ میں بہت خودکشی ہو رہی ہے۔ ہزار ہا مرتے ہیں۔ ایک پادری کو کیسا ہی موٹا ہو۔ تین رتی اسٹرکنیا کھانے سے دو گھنٹے تک بآسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری صرف بات سے ایک الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھلائے۔

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اُسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ کے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں

حاشیہ در حاشیہ

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

انجام آتھم صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 291 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 38،37 پر درج ہے

حوالہ نمبر 58

یہ کیسی خباثت تھی کہ آتھم کی موت کو جو عین الہام کے موافق میعاد کے بعد ہوا تو توقف ظہور میں آئی کسی نے اس کو نشان الٰہی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے مؤید تھے پیشگوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تجاہل سے چپ ہو گئے کہ گویا مر گئے۔ اب آنکھیں کھولو اور اٹھو اور جاگو اور تلاش کرو کہ آتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ کیا ایک منصف اس پیشگوئی کو تسلیم کریگا

جائے گا دیکھو یسوع نے کیسی تُو تو بھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرامکار اور مکار ہے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائیگا بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر یک شخص کو یہی کہنا پڑتا تھا کہ ہاں صاحب نظر آگیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپکا طریق تھا۔ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپ کو یہ سوال سنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو۔ حالانکہ حضرت کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہیئے نہ کہ مجوسی۔ اسی بنا پر ہتھیار بھی خریدے۔ شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

انجام آتھم [حاشیہ] صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 38 پر درج ہے

ملفوظات
حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام
جلد ۳

حوالہ نمبر 59

ہے کہ تم دلبشت ذیک معمولی۔

استغفار کے اصل معنے تو یہ ہیں کہ یہ خواہش کرنا کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو یعنی میں معصوم رہوں اور دوسرے معنے جو اس سے نیچے درجے پر ہیں کہ میرے گناہ کے بد نتائج جو مجھے ملنے ہیں میں اُن سے محفوظ رہوں۔[1]

مسیح تو خود کنجریوں سے تیل ملواتا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔

(بعد از نماز مغرب)

پھر اس کے بعد اذان ہو کر نماز مغرب ہوئی اور حضرت اقدس حسب معمول شہ نشین پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا کہ

مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب سنایا کرتے ہیں جس میں مشبعہ عورت کا اور مشیع یہودی عاشق سلومی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلومی مشیع کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لئے اس مشیع نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا گویا ایک عورت کے واقعہ نے اُن کی صلیب تک نوبت پہنچائی۔

جس طرح بدظنیاں ان لوگوں نے نکالی ہیں ویسے ہی ہمارا بھی حق ہے۔ اُن کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت عطر ملتی ہے تیل بالوں کو لگاتی ہے۔ بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ جنت کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے سب کرواتے جاتے ہیں۔ یہ بھی پوچھو کہ گناہ ہے یا نہیں۔ ان کو لازم تھا کہ اعتراض نہ کرتے۔ جو واقعات اُن کے ہاتھوں کے لکھے ہیں۔ وہی پیش کرنے پڑتے ہیں۔ اور کیا جواب دیویں۔ یہ کوئی چھوٹا اعتراض نہیں ہے کہ اُن کو کنجریوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس کنجری نے توبہ کی تھی تو کنجری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی ہیں۔ ایک طرف پھر تھوڑے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں۔

شراب کا نشہ اور یسوع مسیح

پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑھ ہے۔ اس کی تخم ریزی مسیح نے کی۔ شراب کے باعث

[1] البدر جلد ۱ نمبر ۱ صفحہ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء

یہ حوالہ صفحہ 38 پر درج ہے	ملفوظات جلد 4 صفحہ 188 از مرزا غلام احمد صاحب

طبع اول
کشتی نوح
اور دوسرا نام
دعوت الایمان
تقویۃ الایمان
۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء
تعداد جلد ۵۰۰

حوالہ نمبر 60

کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے۔ وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔
ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا
تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں* اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔
پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ
عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔
حد سے زیادہ خدا یا اسکے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے ہر ایک امیر خدا
کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائیگا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ پس کیا ہی
بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کرکے بکلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام
کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کیلئے حلال ہے غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح
کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے
طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائیگا یہاں تک کہ مریگا۔ اے عزیزو
تم تھوڑے دنوں کیلئے دنیا میں آئے ہو۔ اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکے۔ سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو۔
ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو۔ اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے پس تم
سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ
تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کریگا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے
درپے ہے تم پر قابو نہیں پائیگا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر
یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

* یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔
شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور
معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں سو تم مسلمان کہلا کر کس کی پیروی کرتے ہو۔ قرآن انجیل کی طرح
شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا۔ پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو کیا مرنا نہیں ہے؟ منہ

کشتی نوح [حاشیہ] صفحہ 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 71 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 39 پر درج ہے

(ٹائیٹل طبع اول)

سراج الدّین

عیسائی

کے چار سوالوں کا

جواب

۲۲ / جون سنہ ۱۸۹۷ء

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب

کے چھپا

قیمت ۲ /

تعداد ۷۰۰

غیر عورتوں کے دیکھنے سے اپنے تئیں بچانا پڑتا ہے۔ شراب اور ہر ایک نشے سے اپنے تئیں دور رکھنا پڑتا ہے۔ خدا کے مواخذہ سے خوف کر کے حقوق عباد کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اور ہر ایک سال میں برابر تیس یا انتیس روز خدا تعالیٰ کے حکم سے روزہ رکھنا پڑتا ہے اور تمام مالی و بدنی و جانی عبادت کو بجا لانا پڑتا ہے۔ پھر جب ایک بدبخت جو پہلے مسلمان تھا عیسائی ہو گیا تو ساتھ ہی یہ تمام بوجھ اپنے سر پر سے اتار لیتا ہے۔ اور سونا اور کھانا اور شراب پینا اور اپنے بدن کو آرام میں رکھنا اس کا کام ہوتا ہے اور یکدفعہ تمام اعمال شاقہ سے دستکش ہو جاتا ہے اور حیوانوں کی طرح بجز اکل و شرب اور ناپاک عیاشی کے اور کوئی کام اس کا نہیں ہوتا۔ پس اگر یسوع کے گذشتہ بالا فقرہ کے یہی معنے ہیں کہ میں تمہیں آرام دونگا تو بیشک ہم قبول کرتے ہیں کہ درحقیقت عیسائیوں کو اس چند روزہ سفلی زندگی میں بوجہ اپنی بے قیدی کے بہت ہی آرام ہے۔ یہانتک کہ ان کی دنیا میں نظیر نہیں۔ وہ مکھی کی طرح ہر ایک چیز پر بیٹھ سکتے ہیں۔ اور وہ خنزیر کی طرح ہر ایک چیز کھا سکتے ہیں۔ ہندو گائے سے پرہیز کرتے ہیں اور مسلمان سور سے۔ مگر یہ بلاتفتیش دونوں ہضم کر جاتے ہیں۔ سچ ہے "عیسائی باش ہرچہ خواہی بکن"۔ سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں یہانتک کہ اس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اسکی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا۔ مگر کیا اس نے کبھی سور بھی کھایا تھا؟ وہ تو ایک مثال میں بیان کرتا ہے کہ "تم اپنے موتی سوروں کے آگے مت پھینکو۔ پس اگر موتیوں سے مراد پاک کلمے ہیں تو سوروں سے مراد پلید آدمی ہیں۔ اس مثال میں یسوع صاف گواہی دیتا ہے کہ سور پلید ہے کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مناسبت شرط ہے۔

غرض عیسائیوں کا آرام جو انکو ملا ہے وہ بے قیدی اور اباحت کا آرام ہے۔

یہ حوالہ صفحہ 39 پر درج ہے

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ص 47 مندرجہ روحانی خزائن ج 12 ص 373 از مرزا غلام احمد صاحب

(ٹائٹل طبع اوّل)

الحمد للہ والمنۃ

کہ یہ رسالہ مبارکہ جس میں اخوندزادہ سر آمد علماء
کابل اور شیخ اجل افغانستان اور رئیس اعظم خوست
مولوی محمد عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت کا
ذکر ہے اور نیز اُنکے شاگرد رشید میاں عبدالرحمن کے
شہید ہونے کے حالات مذکور ہیں تالیف ہوکر
نام اس کا مندرجہ ذیل رکھا گیا یعنے

تذکرۃ الشہادتین

مع رسالہ عربی وعلامات المقربین

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام
حکیم مولوی فضل الدین صاحب مالک مطبع
اکتوبر کے مہینہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا۔

قیمت فی جلد ۔۔   تعداد جلد ۸۰۰

حوالہ نمبر 62

زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اُس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنیوالا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں۔ اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور ان کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار کیلئے مجبور کیا کہ یہ اُسی وحدہ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و مبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی۔ بلکہ ہر ایک حصہ اُس کا جب خدا تعالےٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا۔ تو اس کے مطابق ثابت ہوا۔ اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔ انہیں دنوں میں رمضان کے مہینہ میں سُورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا۔ اور انہیں ایام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے۔ اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت پڑیگی۔ اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اُس مری سے باہر نہیں رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور خدا نے اُس وقت کہ اس ملک میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا۔ قریباً بائیس[22] برس طاعون کے پھوٹنے سے پہلے مجھے اُس کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر اس بارہ میں الہامات بارش کی طرح ہوئے اور تکرار ان فقرات کا مختلف پیرایوں میں ہوا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل وحی میں اس طرح پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

اتیٰ امر اللّٰہ فلا تستعجلوہ بشارۃ تلقاھا النبیون۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا

تذکرۃ الشہادتین صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 4 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 39 پر درج ہے

حوالہ نمبر 63

آیا ہے اور اس وقت آیا ہے جب کہ دنیا خدا کے راہ کو بھول چکی تھی اور ان بیماروں کیلئے آیا
اُن کو اس نے چنگا کر کے دکھلا دیا اور نہ توریت اور نہ انجیل وہ اصلاح کر سکی جو قرآن شریف
نے کی کیونکہ توریت کی تعلیم پر چلنے والے یعنی یہودی ہمیشہ بار بار بت پرستی میں پڑتے
رہے چنانچہ تاریخ جاننے والے اس پر گواہ ہیں اور وہ کتابیں کیا باعتبار علمی تعلیم کے اور کیا
باعتبار عملی تعلیم کے سراسر ناقص تھیں اس لئے اُن پر چلنے والے بہت جلد گمراہی میں پھنس
گئے۔ انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گذرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز
انسان کی پرستش نے جگہ لے لی یعنی حضرت عیسیٰ خدا بنائے گئے اور تمام نیک اعمال کو
چھوڑ کر ذریعہ معافی گناہ یہ ٹھیرا دیا کہ اُن کے مصلوب ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان   صفحہ ۲۵۵
لایا جائے پس کیا یہی کتابیں تھیں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کی بلکہ سچ تو یہ ہے
کہ وہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ردّی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ
اُن میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرّف مبدّل
ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق
انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔ پس جب کہ بائبل محرّف مبدّل ہو چکی تھی اور جو بائبل
کے حامی تھے وہ بقول پادری فنڈل اور دوسرے محقق عیسائیوں کے اس زمانہ میں نہایت
درجہ بدچلن ہو چکے تھے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی تھی اور آسمان کے نیچے بجز
معصیت اور مخلوق پرستی کے اور کوئی عمل نہ تھا اس طرف آریہ ورت بھ حوالہ نمبر
تھا۔ اس کیلئے پنڈت دیانند کی گواہی ستیارتھ میں کافی ہے اور قرآن شریف نے
خود اپنے آنے کی ضرورت پیش کی ہے کہ اس زمانہ میں ہر ایک قسم کی بدچلنی اور بداعتقادی
اور بدکاری زمین کے رہنے والوں پر محیط ہو گئی تھی تو اب خدا کا خوف کر کے سوچنا چاہئے
کہ کیا باوجود جمع ہونے اتنی ضرورتوں کے پھر بھی خدا نے نہ چاہا کہ اپنے تازہ اور زندہ کلام سے

یہ حوالہ صفحہ 39 پر درج ہے	چشمہ معرفت ص 255 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 266 از مرزا غلام احمد صاحب

ٹائیٹل بار اول

الحمد للہ والمنة

کہ

یہ رسالہ ایک عیسائی کی کتاب ینابیع الاسلام کے
جواب میں تالیف ہو کر اس کا نام مندرجہ ذیل رکھا گیا

یعنے

چشمۂ مسیحی

اور یہ

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام چوہدری
اللہ داد صاحب ۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو طبع ہو کر
شائع ہوا

تعداد جلد (۱۰۰۰)

مجھ کو خط پہنچا ہے۔ اور وہ اپنے خط میں کتاب ینابیع الاسلام کی نسبت جو ایک عیسائی کی کتاب ہے ایک خوفناک ضرر کا اظہار کرتے ہیں۔ افسوس کہ اکثر مسلمان اپنی غفلت کی وجہ سے ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے۔ اور وہ برکات جو خدا تعالیٰ نے ہم پر نازل کئے یہ لوگ بالکل اس سے بے خبر ہیں۔ اور نادان مولویوں نے ہمیں کافر کا فرکہہ کے ہم میں اور عام مسلمانوں میں ایک دیوار کھینچ دی ہے۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اب وہ زمانہ جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے مکر و فریب کچھ کام کرتے تھے۔ اور اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہوگی۔ اور روشنی اور تاریکی میں یہ آخری جنگ٭ ہے جس میں روشنی مظفر اور منصور ہو جائیگی۔ اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔ اور کچھ ضرور نہ تھا کہ پادری صاحبوں کے ان بوسیدہ خیالات پر کچھ لکھا جاتا لیکن ایک شخص کے اصرار سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ لکھنا پڑا۔ خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور لوگوں کی ہدایت کا موجب کرے۔ آمین

اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ کا نبی سمجھتے ہیں+

٭ اس جنگ کے لفظ سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ تلوار یا بندوق سے یہ جنگ ہوگا وجہ یہ کہ اب اس قسم کے جہاد خدا تعالیٰ نے منع کر دیئے ہیں کیونکہ ضرور تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں اس قسم کے جہاد منع کر دیئے جاتے جیسا کہ قرآن شریف نے پہلے سے یہ خبر دی ہے اور صحیح بخاری میں بھی مسیح موعود کی نسبت یہ حدیث ہے کہ یضع الحرب ۔ منہ

+ ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے۔ اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔ افسوس اگر حضرات پادری صاحبان تہذیب اور خدا ترسی سے کام لیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی ان سے بھی کچھ زیادہ ادب کا خیال ہے۔ منہ

چشمہ مسیحی ص 4 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 336 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 39 پر درج ہے

(ٹائیٹل طبع اول، حصہ اول)

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

بفضلِ عظیم حضرت ہادیٔ عالم و عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمگشتگان کتاب لاجواب موسوم بہ

براہینِ احمدیہ

ملقب بہ

البراہین الاحمدیہ علی حقیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

جس کو فخر اہل اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق و تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کیلئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا

امرتسر پنجاب

سفیر ہند پریس میں در سنہ ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی دولہ پرنٹر

(حوالہ نمبر 65)

تمہید ہشتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے

وہ حقیقت میں اس متبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت ہے اور یہ بدیہی امر

کہ جو مخلوق کہ جس کے علم و قدرت سے ایک ذرّہ مخفی نہیں اور جس کی عزت کو کوئی نقصان اور خسران لاحق نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر یک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور ظلم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیونکر کسی چیز کا محتاج ہو سکتا ہے کہ جو

بوجہ یقین کامل جو شکر بھی کرتے ہیں پھر بعد اسکے فرمایا۔ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قَرِيبًا مِّنَ الْقَادِيَانِ۔ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولًا۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بضرورت حقہ اترا ہے۔ خدا اور اسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرمایا ہے اور خدا تعالےٰ نے بھی اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ[1]۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

[1] الصف: ۱۰

براہین احمدیہ ج 1 ص 499 مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 593 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 40 پر درج ہے

الہدیۃ المبارکہ

یعنی کتاب

تحفہ قیصریہ

بمقام قادیان

مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا

۲۵ مئی ۱۸۹۷ء

صفحہ ۲۱

رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے واصل ہے اور ان کاملوں میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔

اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے جو مَیں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعوے اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے۔ جو توجہ کے لائق ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث اور ابنیت ہے۔ ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے۔ وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں ہے۔ بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالبِ حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے۔ اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے۔ تو میری توجہ اور دُعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی رُوح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی رُوح سکونت رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے لائق ہے۔

دُنیا کے لوگ اِس بات کو نہیں سمجھیں گے۔ کیونکہ وہ آسمانی اسرار پر کم ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن تجربہ کرنے والے ضرور اس سچائی کو پائیں گے۔

میری سچائی پر اور بھی آسمانی نشان ہیں جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اس ملک کے لوگ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اب مَیں اس آرزو میں ہوں کہ جو مجھے یقین بخشا گیا ہے۔ وہ دُوسروں کے دِلوں میں کیونکر اُتارا جائے۔ میرا شوق مجھے بیتاب کر رہا ہے

تحفہ قیصریہ ص 21 مندرجہ روحانی خزائن ج 12 ص 273 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 40 پر درج ہے

اے قادر خدا!

اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور اس سے نیکی کر جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔

آمین۔

کَشْفُ الغِطَاءِ

یعنے

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے

بحضور گورنمنٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور نیز ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلانا چاہتے ہیں

اور یہ مؤلف

بلحاظ عزت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے باادب گذارش

کرتا ہے کہ براہ غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔

یہ رسالہ تالیف ہو کر ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء کو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع کے مطبوع ہوا۔

محبوب حقیقی کو جالنے والے کشمیر کے خطے کو اپنے پاک مزار سے ہمیشہ کے لئے فخر بخشا۔ کیا ہی خوش قسمت ہے سرینگر اور انموزہ اور خان یار کا محلہ جس کی خاک پاک میں اس ابدی شہزادہ خدا کے مقدس نبی نے اپنا مطہر جسم ودیعت کیا۔ اور بہت سے کشمیر کے مسلمانوں کو حیاتِ جاودانی اور حقیقی نجات سے حصہ دیا۔ ہمیشہ خدا کا جلال اس کے ساتھ ہو۔ آمین سو جیسا کہ وہ نبی شہزادہ دنیا میں غربت اور مسکینی سے آیا۔ اور غربت اور مسکینی اور حلم کا دنیا کو نمونہ دکھلایا۔ اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ اس کے نمونے پر مجھے بھی جو امیری اور حکومت کے خاندان سے ہوں اور ظاہری طور پر بھی اس شہزادہ نبی اللہ کے حالات سے مشابہت رکھتا ہوں ان لوگوں میں کھڑا کرے جو ملکوتی اخلاق سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔ سو اس نمونے پر میرے لئے خدا نے یہی چاہا ہے کہ میں غربت اور مسکینی سے دنیا میں رہوں۔ خدا کے کلام میں قدیم سے وعدہ تھا کہ ایسا انسان دنیا میں پیدا ہو۔ اسی لحاظ سے خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا۔ یعنی ایک شخص جو عیسےٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہمرنگ ہے۔ خدا نے مسیح علیہ السلام کو رومی سلطنت کے ماتحت جگہ دی تھی اور اس سلطنت نے اُن کے حق میں عمداً کوئی ظلم نہیں کیا مگر یہودیوں نے جو اُن کی قوم تھے بہت ظلم کیا اور بڑی توہین کی اور کوشش کی کہ سلطنت کی نظر میں اس کو باغی ٹھہرا دیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ہماری یہ سلطنت جو سلطنت برطانیہ ہے خدا اس کو سلامت رکھے رومیوں کی نسبت قوانینِ معدلت بہت صاف اور اس کے حکام پیلاطوس سے زیادہ تر دلیری اور فہم اور عدالت کی روشنی اپنے دل میں رکھتے ہیں اور اس سلطنت کی عدالت کی چمک رومی سلطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل کا شکر ہے کہ اس نے ایسی سلطنت کے ظلِّ حمایت کے نیچے مجھے رکھا ہے جس کی تحقیق کا پلہ شبہات کے پلے سے بڑھ کر ہے۔ ۱۲۔

غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے معنے

کشف الغطاء ص 16 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 192 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 40 پر درج ہے

حوالہ نمبر 69

تناهى لسان الناس عن داب فحشهم
تمام لوگوں نے بدزبانی کی عادت چھوڑ دی۔

ومقولكم يجرى ولا يتحسّر
اور تمہاری زبان ابتک لعنت بازی پر جاری ہو رہی ہے اور نہیں تھکتی۔

اشعتم طريق اللعن فى اهل سنة
تم نے لعنت بازی کے طریقوں کو اہل سنت الجماعت میں شائع کر دیا

فاجروا طريقتكم فان شئتم انظروا
پس انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا اگر چاہو تو دیکھ لو

فياليت متم قبل تلك الطرائق
پس کاش تم ان تمام طریقوں سے پہلے ہی مر جاتے۔

ولم يك دين الله منكم يحتّر
اور خدا کا دین تمہارے سبب سے تباہ نہ ہوتا۔

جعلتم حسينا افضل الرسل كلهم
تم نے حسین کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا۔

وجزتم حدود الصدق والله ينظر
اور سچائی کی حدوں سے آگے گذر گئے۔

وعند النوائب والاذى تذكرونه
اور مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم اُسکو یاد کرتے ہو

كأن حسينا ربكم يا مزوّر
گویا حسین تمہارا رب ہے اے بدبخت جھوٹ بولنے والے

صہ۸۲ وخرّت له احباركم مثل ساجد
اور تمہارے علماء سجدہ کرنیوالوں کی طرح اسکے آگے گر گئے۔

فما جرم قوم اشركوا او تنصروا
پس اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے۔

نسيتم جلال الله والمجد والعلى
تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔

وما وردكم الا حسين انتكر
اور تمہارا ورد صرف حسین ہو گیا تو انکار کرتا ہے۔

فهذا على الاسلام احدى المصائب
پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔

لدى نفحات المسك قذر مقنطر
کستوری کی خوشبو کے پاس گُوہ کا ڈھیر ہے۔

وان كان هذا الشرك فى الدين جائزا
اور اگر شرک دین میں جائز ہے۔

فبا للغو رسل الله فى الناس بعثروا
پس خدا کے پیغمبر بیہودہ طور پر لوگوں میں بھیجے گئے

واى صلاح ساق جند نبينا
اور کیا غرض تھی کہ ہمارے نبی کا لشکر مقابلہ کیلئے چلا گیا۔

الى حرب حزب المشركين فدمّروا
مشرکوں کی لڑائی کے مقابل پر پس ان کو ہلاک کیا۔

حاشیہ۔ اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ جبکہ شرک جائز تھا اور کافر وں نعوذ باللہ ان معبودوں کی حمایت میں جو حسین کی طرح غیر اللہ ہے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا جسپر آخر مسلمانوں کو اجازت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا

اعجاز احمدی ص 82 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 194 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 41 پر درج ہے

ٹائیٹل طبع اوّل

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ وَ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

خدائے تعالیٰ کے بے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے۔
کہ کتاب مستطاب منبع ایقان و عرفان مسمّٰی بہ

ماہ و قمر زطرف مولیٰ بدلتا نیا آمد | عسلو خورد و بدی بر نشانے من بحت داد انبر

نزول المسیح

فی آخر الزمان

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین | ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

خود مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی
رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے
مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اس وقت کے اولوا الالباب و اولوا الابصار
نے برأی العین مشاہدہ کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر کمترین مہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی۔ ٹائیٹل پیج مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طیار ہوا۔

بار اوّل تعداد اشاعت ۲۹۰۰

ماہ اگست ۱۹۰۹ء | شعبان المعظم ۱۳۲۷ھ

قیمت

حوالہ نمبر 70

صفحہ ۹۹

آنچناں عشق تیز مرکب راند ــ کز ازیں مشت خاک ہیچ نماند
کشتۂ دلبرو دلآرامے ــ رفتہ بگسستہ ننگ از نامے

پیر عشق و تہی ز ہر آزے ــ قصہ کوتاہ کرد آوازے
آں نشانے یقیں کہ گوش شنید ــ کردگار از غیر حق ببرید

رفتہ بیروں ز حلقۂ اغیار ــ دل بریدہ ز غیر آں دلدار
پاک گشتہ ز لوث ہستی خویش ــ رستہ از بند خود پرستی خویش

آنچناں یار در کمند انداخت ــ کہ ندانند بدیگرے پرداخت
قدم خود زدہ براہِ عدم ــ کم ز یادش ز فرق تا بقدم

دلبر و دلبر غذائے او گشتہ ــ ہمہ دلبر برائے او گشتہ
سوختہ ہر غرض بجز دلدار ــ دوختہ چشم دل ز غیر نگار

دل و جاں بر رخے فدا کردہ ــ وصل او اصل مدعا کردہ
مردہ و خویشتن فنا کردہ ــ عشق جوشید و کارہا کردہ

از خودی ہائے خود فتادہ جدا ــ سیل پُر زور بعد بُرد از جا
کن چو فرسود دلستاں آمد ــ دل چو از دست رفت جاں آمد

عشق دلبر بروئے او بارید ــ ابر رحمت بکوئے او بارید
از یقینے کہ شد ز گفتارے ــ در دل او برست گلزارے

ہر ظہورے کہ بے سبب دارد ــ واندآں کو بدل طلب دارد
پس چنیں شورش محبت یار ــ کہ بشوید ہم از خودی آثار

ایں میسّر نے شود ز نہار ــ جز کسے راکہ دلبرش دلدار
عشق کو رونمائیدا ز دیدار ــ نیز گہ گہ بخیزد از گفتار

بالخصوص آں سخن کہ از دلدار ــ خاصیت دارد اندریں اسرار
کشتہ او نیک نہ دو صد ہزار ــ دل قتیلانِ او درون تو شہاد

ہر زمانے قتیل تازہ بخواست ــ غازۂ روئے او دم شہداست
ایں سعادت چو بود قسمت ما ــ رفتہ رفتہ رسید نوبت ما

کربلائیست سیرِ ہر آنم ــ صد حسین است در گریبانم
آدمم نیز احمدِ مختار ــ در برم جامۂ ہمہ ابرار

کارہائے کہ کرد با من یار ــ برتر آں وہم است از اظہار
آنچہ داد است ہر نبی را جام ــ داد آں جام را مرا بتمام

دل من بردہ اُلفتِ خود دار ــ خود مرا شد بوحی خود استاد
وحی او را عجب اثر دیدم ــ بوئے آں مہرباں قمر دیدم

دیدم از خلق رنج و کربات ــ آنچہ نیز است مثل ایں لذّات
دیدم از ہجر خلق جلوۂ یار ــ کار دیگر برآمد از یک کار

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا ــ بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم ــ از خطاہا ہمیں است ایمانم

من خدا را بدو شناختہ ام ــ دل بدیں آتشش گداختہ ام
بخدا ہست ایں کلامِ مجید ــ از دہانِ خدائے پاک وحید

آنچہ بر من عیاں شد از دادار ــ آفتابے است با دو صد انوار
ایں خطائے ست رب اربابم ــ بکہ رو آرم ازاں زد تابم

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ــ من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
وارثِ مصطفےٰ شدم بیقین ــ شدہ رنگیں برنگ یار حسین

آں یقینے کہ بود عیسٰی را ــ بر کلامے کہ شد برو القا
واں یقین کلیم بر تورات ــ واں یقیں ہائے سید السادات

نزول المسیح ص 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 477 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 41 پر درج ہے

تکاد السموات العلیٰ من کلامکم ۔ تفطرن لولا وقتہا متقرّر

قریب ہے کہ آسمان تمہاری کلام سے ۔ پھٹ جاتیں اگر ان کے پھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو

اکان حسین افضل الرسل کلھم ۔ اکان شفیع الانبیاء ویؤثر

کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔ کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے برگزیدہ تھا۔

الا لعنۃ اللہ الغیور علی الذی ۔ یمین باطرا ولا یتبصّر

خبردار ہو کہ خدائے غیور کی لعنت اس شخص پر ہے ۔ جو مبالغہ کر کے جھوٹ بولتا ہے اور نہیں دیکھتا

واما مقامی فاعلموا ان خالقی ۔ یحمدنی من عرشہ ویوقّر

اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا ۔ عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے

لنا جنّۃ سبل الھدی ازھارھا ۔ نسیم الصبا من شانھا تتحیّر

ہمارے لئے ایک بہشت ہے کہ ہدایت کی راہیں اس کے پھول ہیں ۔ اور نسیم صبا اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے۔

تکدر ماء السابقین وعیننا ۔ الی آخر الایام لا تتکدر

پہلوں کا پانی مکدر ہو گیا۔ ۔ اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک مکدر نہیں ہوگا۔

رأینا وانتم تذکرون رواتکم ۔ وھل من نقول عند عین تبصّر

ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔ ۔ اور کیا نقلیں دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیز ہیں۔

وشتّان ما بینی وبین حسینکم ۔ فانی اؤید کل آن وانصر

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ ۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔

واما حسین فاذکروا دشت کربلا ۔ الی ھذہ الایام تبکون فانظروا

مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو ۔ اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔

وانی بفضل اللہ فی حجر خالقی ۔ اربّی واعصم من لئام تنمّروا

اور میں خدا کے فضل سے اس کی گود میں ہوں پرورش پا رہا ہوں اور ہمیشہ لئیموں کے حملوں سے جو پلنگ صورت ہیں۔ بچایا جاتا ہوں۔

وان یأتنی الاعداء بالسیف والقنا ۔ فواللہ انی احفظن واظفر

اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں ۔ پس بخدا میں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی۔

اعجاز احمدی ص 77 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 181 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 43 پر درج ہے

ٹائیٹل بار اوّل

الیس اللہ بکاف عبدہٗ الیس اللہ بکاف عبدہٗ الیس اللہ بکاف عبدہٗ

الحمد للہ والمنّة کہ ضمیمہ نزول المسیح جس کے ساتھ

دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

حسب استدعا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے

محض پانچ دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے

طیار ہو کر اس کا نام

اعجاز احمدی

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مہر علیشاہ صاحب و مولوی اصغر علی صاحب

و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام

رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

بمقام قادیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہوا

الیس اللہ بکاف عبدہٗ الیس اللہ بکاف عبدہٗ الیس اللہ بکاف عبدہٗ

تعداد اشاعت ۲۵۰۰

حوالہ نمبر 73

ویوم فعلتم ما فعلتم بغدرکم — باخ الحسین وولدہ اذ أحصروا

اور جبکہ تم نے وہ کام کیا جو کیا حسین کے بھائی مسلم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ اور وہ قید کئے گئے

فظلّ الأساری یلعنون دھاءکم — فررتم واھل البیت اوذوا ودمّروا

پس وہ قیدی یعنی اہلبیت تمہاری دغا پر لعنت کرتے تھے — تم بھاگ گئے اور اہلبیت دکھ دیئے گئے اور قتل کئے گئے

ھنالك تراءی عجز من تحسبونہ — شفیع النبی محسنا فتفکّروا

تب عجز اور ضعف اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہوگیا۔ — جسکو تم کہتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی قیامت کو وہی شفاعت کریگا

زعمتم حسینًا انہ سیّد الوریٰ — وکل نبیّ منہ ینجو ویغفر

تم گمان کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے۔ — اور ہر ایک نبی اسی کی شفاعت سے نجات پائیگا اور بخشا جائیگا

فان کان ھذا الشرك فی الدین جائزًا — فباللغو رسل اللہ فی الناس بعثروا

پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا۔ — تو تمام پیغمبر محض لغو طور پر مبعوث شمار کئے جاتے۔

وذلك بھتان وتوھین شانھم — لك الویل یا غول الفلا کیف تجسر

اور یہ بہتان ہے اور انبیاء علیہم السلام کی کسر شان ہے — اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل یہ تو کیا دلیری کرتا ہے

طلبتم فلاحًا من قتیلٍ مخیبۃٍ — فخیّبکم ربّ غیور متبّرٌ

تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو نومیدی سے مر گیا — پس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک امید سے نومید کیا وہ خدا جو ہلاک کرنے والا ہے

ووالله لیست فیہ منّی زیادۃٌ — وعندی شھادات من اللہ فانظروا

اور بخدا اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔ — اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو

وانی قتیل الحِبّ لکن حُسَینکم — قتیل العدا فالفرق اجلی واظھر

اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین — دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے

حدرنا سفائنکم الی اسفل الثری — واوثانکم فی کلّ وقتٍ نکسّرُ

ہم نے تمہاری کشتیاں تحت الثریٰ کی طرف اتار دیں — اور تمہارے بت ہر وقت توڑ رہے ہیں۔

ووالله ان الدھر فی کلّ وقتہ — نصیحٌ لکمْ فی نصحہ لا یقصّرُ

اور بخدا کہ زمانہ اپنے ہر ایک وقت میں — تمہیں نصیحت کر رہا ہے اور نصیحت میں کچھ قصور نہیں کرتا

اعجاز احمدی ص 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 193 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 43 پر درج ہے

ملفوظ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱

حوالہ نمبر 74

میں تو بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے سرے سے مسلمان بنو۔ پھر اللہ تعالیٰ اصل حقیقت خود کھول دے گا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر وہ امام جن کے ساتھ یہ اس قدر محبت کا غلو کرتے ہیں زندہ ہوں تو ان سے سخت بیزاری ظاہر کریں۔

جب ہم ایسے لوگوں سے اعتراض کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا اعتراض کیا جس کا جواب نہ آیا اور پھر بعض اوقات اشتہار دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی کیا پرواہ کر سکتے ہیں۔ ہم کو تو وہ کرنا ہے جو ہمارا کام ہے۔ اس لیے یاد رکھو کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔[1]

۸ر دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء

ایک الہام اور اپنی وحی پر یقین

فرمایا "کل رات میری انگلی کے پوٹے میں درد تھا اور اس شدت کے ساتھ درد تھا کہ مجھے خیال آیا تھا کہ رات کیونکر بسر ہوگی۔ آخر ذرا سی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا۔ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّ سَلٰمًا۔ اور سلاماً کا لفظ ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ معاً درد جاتا رہا ایسا کہ کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔"

نیز فرمایا کہ :

"ہم کو تو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے۔ اس قدر یقین اور علی وجہ البصیرت یقین ہے کہ بیت اللہ میں کھڑا کر کے جس قسم کی چاہو قسم دے دو۔ بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر میں اس بات کا انکار کروں یا وہم بھی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو معاً کافر ہو جاؤں۔"[2]

۱۳ر دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء

نصرتِ الٰہی فیصلہ کُن قاضی ہے

الٰہی بخش لاہوری مخالف کی کتاب "عصائے موسیٰ" تمام و کمال پڑھ کر حضرت اقدس نے فرمایا :

"اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی لغویات کو چھوڑ کر چند گھنٹوں کا کام ہے اس کا جواب دے دینا لیکن میں

---

[1] الحکم جلد ۴ نمبر ۴۱ صفحہ ۱۰-۱۱ مورخہ ۱۷ر نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

[2] الحکم جلد ۴ نمبر ۴۴ صفحہ ۲ مورخہ ۱۰ر دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء

ملفوظات جلد اول صفحہ 400 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 43 پر درج ہے

حوالہ نمبر 75

11

چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مُہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنے بہر حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یُوں سمجھ لو کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اسکے اہلبیت میں سے ہوگا* اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ رُوحانیت کے رُو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوگا اور اسی کی رُوح کا رُوپ ہوگا۔ اسپر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے

* حاشیہ۔ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منا اھل البیت علیٰ مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا یعنے دو سلم۔ اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہونگی۔ ایک اندرونی جو اندرونی بغض اور شحناء کو دُور کریگی۔ دُوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کرکے اور اسلام کی عظمت دکھا کر غیر مذاہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دیگی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مُراد ہوں۔ ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ اور میں خدا سے وحی پاکر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اُنہیں میں سے ہوں۔ چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ منہ

ایک غلطی کا ازالہ (حاشیہ) صفحہ 11 پہلا ایڈیشن از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 43 پر درج ہے

قول الحق

از

سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

حوالہ نمبر 76

پہن لیں۔ اور کونسی مصیبت باقی ہے جس کی انتظار میں تم لوگ بیٹھے ہو کاش اب بھی تم لوگ سمجھتے اور خدا کے غضب کو اور نہ بھڑکاتے مگر افسوس ہے سنت خدا اند ھا کرے اسے کوئی دکھا نہیں سکتا۔

ہم کس مقام پر کھڑے ہیں

خدا نے ہم کو اس مقام پر کھڑا نہیں کیا کہ ہم ان لوگوں کی دل آزاریوں اور تکلیف دہیوں سے گھبرا جائیں کیونکہ جیسا کہ ہمیشہ سے سنت ہے ضرور ہے کہ ان پر ہمیں ظاہری فتح بھی حاصل ہو جو فاتح قادیان کہلاتے ہیں اُس وقت ان کی اولاد اسی طرح ان کے نام سے شرمائے گی جس طرح ابو جہل کی اولاد شرماتی تھی۔ دنیا دیکھے گی کہ میری یہ باتیں جو لکھی اور چھاپی جائیں گی پوری ہوں گی اور ضرور پوری ہوں گی ان لوگوں کی نسلیں جو بعد میں آئیں گی وہ یہ کہنا پسند نہ کریں گی کہ محمد حسین یا ثناء اللہ کی اولاد ہیں وہ یہ کہنے سے شرمائیں گی ان کے نام سن کر ان کی گردنیں نیچی ہو جائیں گی اور مرتضیٰ حسن جو سید کہلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی اب وہی سید ہو گا جو حضرت مسیح موعود کی اتباع میں داخل ہو گا اب پرانا رشتہ کام نہ آئے گا کہ ان رشتہ داروں نے اس کی ہتک کی۔ مسلمان کہلا کر اسلام کے نام لیوا کہلا کر انہوں نے لیکچر دیئے کیا احمدی آریوں سے بھی بدتر ہیں پس خدا کی کتاب سے ان کی سیادت مٹائی گئی اور یہ ذلیل اور حقیر کئے گئے اور کئے جائیں گے اگر انہوں نے توبہ نہ کی ان کے تمام دعوے باطل اور تمام خوشیاں ہیچ ہو جائیں گی کیا وہ اپنی اس وقت تک کی حالت پر نظر نہیں کرتے کسی امر میں بھی انہیں کامیابی اور خوشی نصیب ہوئی؟ ہرگز نہیں لیکن ان کے مقابلہ میں ہماری یہ حالت ہے اگر ہمیں ایک غم آیا تو خدا تعالیٰ نے چار خوشیاں دکھائیں پس ہم انکی مخالفتوں اور شرارتوں سے گھبراتے نہیں کیوں کہ خدا تعالیٰ کی تائید ہمارے ساتھ ہے پس اے عزیزو! اور دوستو! میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کے ہو کر خدا کے بن کر اسلام کی خدمت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ تمہارے سامنے یہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم دیکھ سکتے ہو کہ ایک نبی کا انکار اور مخالفت کرنے سے ان کی حالت کیا سے کیا ہو گئی ہے پس تم خدا کے لئے ہو جاؤ اور پھر نہ ڈرو جو کچھ ہوتا ہے ہو جائے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے پھر وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔

(الفضل ۱۳، ۱۶ مئی ۱۹۲۴ء)

۱ یونس : ۳۱ ۲- آل عمران : ۵۶ ۳- البقرۃ : ۱۱۹ ۴- الحج : ۳۶

۵ تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۹۶ تفسیر سورۃ الحج زیر آیت وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ...... الخ

قول الحق صفحہ 32 مندرجہ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 80 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 43 پر درج ہے

حوالہ نمبر 77

يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ۔ وَقَالُوا لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ۔
فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ عَلَيْهِمْ۔ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔
وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ۔

کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک قوی جماعت ہیں۔ جو جواب دینے پر قادر ہیں۔ عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائیگی اور پیٹھ پھیر لیں گے۔ اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے حالانکہ اُنکے دل اُن نشانوں پر یقین کر گئے ہیں اور دلوں میں اُنہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ اور یہ خدا کی رحمت ہے کہ تو ان پر نرم ہوا۔ اور اگر تو سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے اور تجھ سے الگ ہو جاتے۔ اگرچہ قرآن کی معجزات ایسے دیکھتے جن سے پہاڑ جنبش میں آجاتے۔

یہ آیات اُن بعض لوگوں کے حق میں بطور الہام القا ہوئیں جن کا ایسا ہی خیال اور حال تھا اور شاید ایسے ہی اور لوگ بھی نکل آویں جو اس قسم کی باتیں کریں اور بدرجہ یقین کامل پہنچ کر پھر منکر رہیں۔"

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۹۷، ۴۹۸ حاشیہ در حاشیہ ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۲-۵۹۳)

۱۸۸۴ء

پھر بعد اس کے فرمایا:-

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَرِيْبًا مِّنَ الْقَادِيَانِ۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔

یعنی ہم نے اِن نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے۔ اور ضرورتِ حقہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بضرورتِ حقّہ اُترا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی۔ اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔

یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

---

۱ (ترجمہ از مرتب) اس سے دعراض کرتے۔ اور

۲ "اس الہام پر نظر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیشگوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا ...... اب جو ایک نئے الہام سے یہ بات بپایۂ ثبوت پہنچ گئی کہ قادیان کو خدائے تعالیٰ کے نزدیک دمشق سے مشابہت ہے تو اُس پہلے الہام کے معنے بھی اس سے کھل گئے ...... اس کی تفسیر یہ ہے کہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَرِيْبًا مِّنْ دِمَشْقَ بِطَرَفٍ شَرْقِيٍّ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ۔ کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۳-۷۴ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹)

۳ ازالہ اوہام میں یہ فقرہ یوں ہے وَكَانَ وَعْدُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۷۳)

تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 159 از مرزا غلام احمد صاحب | یہ حوالہ صفحہ 44 پر درج ہے

حوالہ نمبر 78

قرار دیا۔ صاحب شریعت نبی جن کا قرآن میں ذکر ہے وہ دو ہی ہیں[۱] حضرت موسیٰ اور نبی کریمؐ
ان کے سوا جتنے نبی ہیں وہ سب غیر شرعی ہیں۔ تو گویا معترض کے اصول کو لیکر سوائے دو نبیوں کے
اللہ تعالیٰ کے باقی تمام نبیوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ خدا تو کہتا ہے کہ مومن کا
یہ قول ہونا چاہیئے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ لیکن ہم کو یہ سنایا جاتا ہے کہ
نہیں صرف دو نبیوں کو ماننا ضروری ہے باقیوں کو نہ ماننے سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ اے
کاش ہمارے مخالف اعتراض کرنے سے پہلے قرآن شریف پر تو غور کر لیتے۔ قرآن کھلے اور غیر تاویل
طلب الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین یعنی
مرسلین کے بھیجنے سے ہمارا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ ماننے والوں کو بشارتیں دیں اور نہ ماننے
والوں کو عذاب الٰہی سے ڈرائیں پس جب ماموریں کے مبعوث کرنے کی بڑی غرض ہی انذار و تبشیر
ہوتی ہے تو شرعی اور غیر شرعی کا سوال ہی بیجا ہے۔ اور پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر نبی کریمؐ کے بعد کسی اور کے آنے
کی ضرورت نہیں تو کیوں خود نبی کریمؐ نے مسیح موعود پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیا اور اس کا انکار کرنے
والوں کو یہودی اور نصاریٰ ٹھہرایا۔ اگر مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کو ضروری قرار دینا غلطی ہے تو یہ غلطی
سب سے پہلے خود نبی کریمؐ سے سرزد ہوئی نعوذ باللہ من ذالک۔ اور پھر یہ غلطی اللہ تعالیٰ سے سرزد
ہوئی جس نے ایک ایسے شخص کی خاطر جس پر ایمان لانا ضروری نہیں دنیا کو عذابوں سے بھر دیا۔ مجھے
تعجب پر تعجب آتا ہے کہ نبی کریمؐ تو یہ فرما دیں کہ ایک وقت میری امت پر ایسا آئیگا کہ ان کے درمیان سے
قرآن اٹھ جائیگا اور لوگ قرآن کو پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اتریگا لیکن ہم کو یہ کہا
جاتا ہے کہ قرآن کے ہوتے ہوئے کسی شخص کو ماننا ضروری کیسے ہوگیا۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے
اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔
اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہؐ کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کرکے آپ پر
قرآن شریف اتارا جاوے۔ معترض کو چاہیئے کہ بعثت ماموریں کی اغراض پر غور کرے کیونکہ
یہ دھوکا قلت تدبر کی وجہ سے ہی پیدا ہوا ہے ہندوستان میں چونکہ اکثر لوگ ا مذہب ہیں اسلئے

---

[۱] حاشیہ: اسجگہ موسیٰ اور آنحضرتؐ کے انبیاء کا ذکر ہے۔ منہ

کلمۃ الفصل صفحہ 173 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 44 پر درج ہے

حوالہ نمبر 79

اَمْرَاضُ النَّاسِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔[1] بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں
تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔

برمنار بلند تر محکم افتاد۔[2] پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ ربّ الافواج اِس طرف توجہ کریگا۔ اِس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔

یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ ، وَ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ
اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور میں تیرے تابعین کو تیرے منکروں
کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ، ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔
پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ ان میں سے ایک پہلا گروہ ہو اور ایک پچھلا۔
میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِیْ وَ تَفْرِیْدِیْ۔ فَحَانَ
تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وہ وقت آتا ہے
اَنْ تُعَانَ وَ تُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ ، اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ عَرْشِیْ۔ اَنْتَ
کہ تو مدد دیا جائے گا اور دُنیا میں مشہور کیا جائے گا۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے عرش کے ہے۔ تو
مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ۔[3] اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃٍ لَّا یَعْلَمُھَا الْخَلْقُ ، نَحْنُ
مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔ تو مجھ سے بمنزلہ اُس انتہائی قرب کے ہے جس کو دُنیا نہیں جان سکتی ہم

---

[1] یہ خدا کا قول کہ تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔ روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے مریضوں پر مشتمل ہے۔ روحانی طور پر اِس لئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزارہا لوگ بیعت کرنے والے ایسے ہیں کہ پہلے ان کی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنے کے بعد اُن کے عملی حالات درست ہو گئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور میں صدہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہو گئی ہے کہ کس طرح وہ جذبات نفسانیہ سے پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت میں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض والے میری دعا اور توجہ سے شفایاب ہوئے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۲، ۸۳ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۶، ۸۷)

[2] (ترجمہ از مرتب) خوش خوش چل کہ تیرا وقت نزدیک آپہنچا ہے اور محمدی گروہ کا پاؤں ایک بہت اُونچے مینار پر مضبوطی سے قائم ہو گیا ہے۔

[3] خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے نادان

یہ حوالہ صفحہ 44 پر درج ہے	تذکرہ مجموعہ الہامات طبع چہارم صفحہ 548 از مرزا غلام احمد صاحب

اِس الہام الٰہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہ امر بارہا آزمایا گیا ہے کہ وحی الٰہی میں دلی تسلّی دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیّت ہے اور جڑھ اس خاصیت کی وُہ یقین ہے جو وحی الٰہی پر ہو جاتا ہے۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ باوجود دعویٔ الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنّی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطانی ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا ضرر اُن کے نفع سے زیادہ ہے مگر مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں ان الہامات پر اُسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دُوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح مَیں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اُسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الٰہی چمک اور نور دیکھتا ہوں اور اُسکے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔ غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ تو مَیں نے اُسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کریگا۔ تب مَیں نے ایک ہندو کھتری ملاوامل نام کو جو ساکن قادیان ہے اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصہ اُسکو سُنایا اور اُس کو امرتسر بھیجا کہ تا حکیم مولوی محمد شریف کلانوری کی معرفت اسکو کسی نگینہ میں کھدوا کر اور مُہر بنوا کر لے آوے اور مَیں نے اس ہندو کو اس کام کیلئے محض اس غرض سے اختیار کیا کہ تا وُہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ سے وہ انگشتری بصرف مبلغ پانچ روپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے (الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ)

یہ اُس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور مَیں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویۂ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اسکے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دُنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے

ص۲۱۱

حقیقۃ الوحی ص 220 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 220 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 44 پر درج ہے

حالانکہ وہ بجائے خود اپنے تئیں محذور سمجھتے تھے کیونکہ اُن کی بائبل کے ظاہری الفاظ پر نظر تھی۔
افسوس کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اسی گرداب میں پڑے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح کی نسبت
یہودیوں کی طرح اُن کے دلوں میں بھی یہی خیال جما ہوا ہے کہ ہم اُنہیں سچ مچ آسمان سے اُترتے
دیکھیں گے اور یہ اعجوبہ بچشم خود دیکھیں گے کہ حضرت مسیح زرد رنگ کی پوشاک پہنے ہوئے
آسمان سے اُترتے چلے آتے ہیں اور دائیں بائیں فرشتے اُن کے ساتھ ہیں اور تمام بازاری لوگ
اور دیہات کے آدمی ایک بڑے میلہ کی طرح اکٹھے ہو کر دُور سے اُن کو دیکھ رہے ہیں اور

فیہ اختلافا کثیرا۔ قل لو اتبع اللہ اھواءکم لفسدت السموات والارض
ومن فیھن ولبطلت حکمتہ وکان اللہ عزیزا حکیما۔ قل لو کان البحر
مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ
مددا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وکان اللہ غفورا
رحیما۔ پھر اس کے بعد الہام کیا گیا کہ ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ
میں ان کے چولھے ہیں میری پرستش کی جگہ میں اُن کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور
چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں (ٹھوٹھیاں وہ چھوٹی پیالیاں ہیں جن کو ہندوستان
میں سکوریاں کہتے ہیں۔ عبادت گاہ سے مراد اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر مولویوں کے دل ہیں جو دنیا سے
بھرے ہوئے ہیں) اس جگہ مجھے یاد آیا کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا
ذکر ہے ہوا تھا اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے
قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ
انا انزلناہ قریبا من القادیان تو میں نے سنکر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف
میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ
فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود
ہے تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا
کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ اور مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا

ازالہ اوہام (حاشیہ) حصہ اول ص 77 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 140 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 44 پر درج ہے

ٹائیٹل بار اوّل

As the Muslims of India entertain different beliefs with regard to "the coming Mehdi" and especially the nature of his appearance among the Muslims, according to some Muslims he will be a reformer and engenderer of new life, like a true lover of peace and tranquility and a person poor in heart, – the Muslims of his party considering his appearance as merely spiridual, while other Muslims, such as Maulvi Mohammad Husain of Batala, editor of Isha-at-ussunnah and leader and advocate of Ahl-i-hadis or Wahabis of his class, believe that the "coming Mehdi" will be Ghazi, general slaughterer and upsetter of the empires of the nations other than Muslims, especially the bitter opponent of the British Empire and speak of the terrible consequences resulting from the bloody deeds of this Mehdi, I have written this pamphlet to show which of these two Muslim parties is right in its beliefs with regard to "the coming Mehdi".

It will be better that our benign Government will get this pamphlet translated into English and hence make itself acquainted with these differences concerning "The coming Mehdi".

Haqiqat-ul-Mehdi

حقیقت المہدی

The true nature of Almehdi

بتاریخ ۲۱ ر فروری [illegible] مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی طبع ہوا

حوالہ نمبر 82

حقیقت المہدی

اور اعتراض کا نام و نشان نہ رہے گا۔

خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جس کی نظیر پہلے انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں نہیں ہے۔ یہ جاہل اور بے تمیز لوگ چونکہ دین کے باریک علوم اور معارف سے بے بہرہ ہیں۔ اس لئے قبل اس کے جو عادۃ اللہ سے واقف ہوں بخل کے جوش سے اعتراض کرنے کے لئے دوڑتے ہیں اور ہمیشہ بموجب آیت کریمہ یتربصون بکم الدوائر[1] میری کسی گردش کے منتظر ہیں اور علیہم دائرۃ السوء[1] کے مضمون سے بے خبر۔ ان میں سے ایک نے علم جفر کا دعویٰ کرکے میری نسبت لکھا ہے کہ "بذریعہ جفر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص کاذب ہے۔" مگر یہ نادان نہیں سمجھتے کہ جفر ہی جھوٹا اور مردود علم ہے جس کے ذریعہ سے شیعہ یہ باتیں نکالا کرتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر نعوذ باللہ ظالم اور دائرۂ ایمان سے خارج ہیں پس ایسے جھوٹے طریق کا وہی لوگ اختیار کریں گے جن کے دل سچائی سے مناسبت نہیں رکھتے۔ اگر اس قسم کے حساب سے کوئی ہندو یہ جواب نکالے کہ فقط ہندو مذہب ہی سچا ہے اور باقی تمام نبیوں کے مذاہب جھوٹے ہیں تو کیا وہ مذہب جھوٹے ہو جائیں گے؟ افسوس یہ لوگ مسلمان کہلا کر کن کمینہ خیالات میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ کشف اور خواب بھی ہر ایک کے یکساں نہیں ہوتے۔ وہ کامل کشف جس کو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے۔ اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر ان کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔ اظہار علی الغیب کی حقیقت یہ ہے کہ جیسے کوئی اونچے مکان پر چڑھ کر اردگرد کی چیزوں کو دیکھتا ہے۔ تو بلاشبہ آسانی سے ہر ایک چیز اس کو نظر آسکتی ہے لیکن جو شخص نشیب کے مکان سے ایسی چیزوں کو دیکھنا چاہتا ہے تو بہت سی چیزیں دیکھنے سے رہ جاتی ہیں۔ اور برگزیدوں سے خدا کی یہ عادت ہے کہ ان کی نظر کو اونچے مکان تک لے جاتا ہے۔ تب وہ آسانی سے ہر ایک چیز کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور انجام کی خبر دیتے ہیں۔ اور

[1] التوبۃ : ۹۸

یہ حوالہ صفحہ 45 پر درج ہے	حقیقت المہدی ص 16 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 442 از مرزا غلام احمد صاحب

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ

حقیقۃ الرؤیا

سنہ ۱۳۳۶ھ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی (ایدہ اللہ تعالیٰ)
کی تقریر فلسفہ خواب پر معہ اُن دوسری تقریروں کے جو آپ نے سالانہ جلسہ ۱۹۱۷ء میں فرمائیں

مرتبہ

غلام نبی (بلانوی) ایڈیٹر الفضل قادیان

قیمت فی جلد ۱۰ ا ر

آگ کو ٹھنڈا کر دینے کی خاصیت اسکے اندر قائم رہے گی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی لطیف نکتہ ہے جسے نہ سمجھنے کی وجہ سے عیسائی اور ہندو مذہب تباہ ہو گئے اور لاکھوں مسلمان کہلانے والے انسان بھی مایوسی کا شکار ہو گئے۔

(۴۰۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک پر بعض فقرے کثرت کے ساتھ رہتے تھے مثلاً آپ اپنی گفتگو میں اکثر فرمایا کرتے تھے دست در کار دل بایار۔ خدا داری چہ غم داری۔ الاعمال بالنیات۔ انا عند ظن عبدی بی۔ آنچناں شغل زندگی آئینہ فساند۔ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔ ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ الطریقۃ کلہا ادب۔ ادب تاجیست از لطف الٰہی۔ بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی۔

(۴۰۷) بسم اللہ الرحمٰن۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہئے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اسکے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔

(۴۰۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بچہ نے گھر میں ایک چھپکلی ماری اور پھر اسے مذاقاً مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی چھوٹی اہلیہ پر پھینک دیا جس پر ڈر سے ان کی چیخیں نکل گئیں اور چونکہ مسجد کا قریب تھا ان کی آواز مسجد میں بھی سنائی دی۔ مولوی عبد الکریم صاحب جب گھر آئے تو انہوں نے غیرت کے جوش میں اپنی بیوی کو بہت کچھ سخت سست کہا حتیٰ کہ ان کے غصہ کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیچے اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق اسی شب حضرت صاحب کو یہ الہام ہوا کہ "یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبد الکریم کو" لطیفہ یہ ہوا کہ صبح مولوی صاحب مرحوم تو ابھی اس بات پر شرمندہ تھے۔ اور لوگ انہیں مبارکبادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا ہے۔

(۴۰۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شہادت کے لئے ملتان تشریف لے گئے تو رستہ میں

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 78 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 47 پر درج ہے

اور علماء وقت اُن کو قبول کرتے رہے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب عادت ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کا الہام ولایت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجمل مکاشفات نبویہ اور استعارات مربستہ قرآنیہ کی کوئی تفسیر کرے تو بنظر انکار و استہزاء اس کو دیکھتے ہیں حالانکہ صحاح میں ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کیلئے ظہر و بطن دونوں ہیں اور اس کے عجائبات قیامت تک ختم نہیں ہوسکتے اور ہمیشہ اپنے مُنہ سے اقرار کرتے ہیں کہ اکثر اکابر محدثین کشوف و الہامات اولیاء کو حدیث صحیح کے قائم مقام سمجھتے رہے ہیں۔

ہم نے جو رسالہ فتح اسلام اور توضیح مرام میں اس اپنے کشفی و الہامی امر کو شائع کیا ہے کہ مسیح موعود سے مراد یہی عاجز ہے میں نے سُنا ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افروختہ ہوئے ہیں اور انہوں نے اس بیان کو ایسی بدعات میں سے سمجھ لیا ہے کہ جو خارج اجماع اور برخلاف عقیدہ متفق علیہا کے ہوتی ہیں حالانکہ ایسا کرنے میں اُن کی بڑی غلطی ہے۔

اوّل تو یہ جاننا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی اُس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوگیا۔ اور پیشگوئیوں کے بارہ میں یہ ضروری نہیں کہ وہ ضرور اپنی ظاہری صورت میں ہی پوری ہوں بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں کہ قبل از ظہور پیشگوئی خود انبیاء کو ہی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آسکتے چہ جائیکہ دوسرے لوگ ان کو یقینی طور پر سمجھ لیں۔ دیکھو جس حالت میں ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت ﷺ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ بعض پیشگوئیوں کو میں نے کسی اور صورت پر سمجھا اور ظہور اُن کا کسی اور صورت پر ہوا۔ تو پھر دوسرے لوگ گو غزنی کے طور پر ساری اُمت ہی کیوں نہ ہو کب ایسا دعویٰ کرسکتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں غلطی نہیں۔ سلف صالح ہمیشہ اس طریق کو پسند کرتے رہے ہیں

ازالہ اوہام ص 140 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 171 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 48 پر درج ہے

احمدی اور غیر احمدی
میں
کیا فرق ہے؟
تقریر
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
برموقع جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ سنہ ۱۹۰۵ء

حوالہ نمبر 86

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

ایک جماعت الگ بنانے کی وجہ

کل میں نے سنا تھا۔ کہ ایک شخص نے کہا۔ کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں۔ کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیئے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی۔ اور ایک بڑا شور برپا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالے اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ لیکن اس زمانہ میں بہت سی باتیں مسلمانوں میں ایسی داخل ہو گئی ہیں۔ جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، صفحہ 3 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 48 پر درج ہے

حوالہ نمبر 87

اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہِ راست مقامِ نبوت حاصل رکھتا ہوگا اور اسکی عملی حالتیں شریعتِ محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالیگا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا۔ ؎ بے شک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اُس کے اُمتی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورۂ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آوے کیونکہ ایسے شخص کا آنا صریح طور پر ختمِ نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اُس کو اُمتی بنایا جائیگا اور وہی تو مسلم نبی مسیح موعود کہلائیگا۔ یہ طریق عزتِ اسلام سے بہت بعید ہے جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ اسی اُمت میں سے یہود پیدا ہونگے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوں اِس اُمت میں سے اور مسیح باہر سے آوے۔ کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ کہ جیسا کہ اسکی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہے کہ اس اُمت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہونگے جن کا نام یہود رکھا جائیگا۔ ایسا ہی اسی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عیسیٰ اور مسیح موعود رکھا جائیگا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُتارا جائے اور اسکی مستقل نبوت کا جامہ اُتار کر اُمتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ انکی اُمت نے اُنکو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی بیہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

؎ حاشیہ۔ یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا اجماعی عقیدہ ہے یہ سراسر افترا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع صرف اس آیت پر ہوا تھا کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[1] پھر بعد اسکے اُمت میں طرح طرح کے فرقے پیدا ہوگئے۔ چنانچہ معتزلہ اب تک حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ اور بعض اکابر صوفیہ بھی ان کی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر اُمت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

[1] آل عمران: ۱۴۵

یہ حوالہ صفحہ 49 پر درج ہے	حقیقت الوحی حاشیہ ص 30 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 32 از مرزا غلام احمد صاحب

حوالہ نمبر 88

کے پاس صحابہؓ بیٹھے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اللہ فی اصحابی۔ گویا صحابہؓ خدا کا رُوپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ اُن کو ملتا اور دُور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا قرب بندگانِ خدا کا قرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اس پر شاہد ہے۔ یہ ایک جوہر ہے جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ مامُور من اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کر سکتا بلکہ وُہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کر کے حسب موقع اُنکی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً وہ اُن کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔ اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں۔ جو آج ہی تقریر سُنکر چلے جاویں اور بعض باتیں اُن میں اُن کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں تو وہ محرُوم گئے۔ لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے۔ وُہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ ہر ایک آدمی سچی تبدیلی کا محتاج ہے جس میں تبدیلی نہیں ہے۔ وہ مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی کا مصداق ہے۔ مجھے بہت سوزو گداز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کا میرے دل میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اور اس حالت کو دیکھ کر میری وُہی حالت ہے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔

صرف وفاتِ مسیحؑ مقصد نہیں

میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رَٹ لئے جاویں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو۔ کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیحؑ کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر بس نہیں ہے یہ تو ایک غلطی تھی۔ جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دُور ہے۔ اور وُہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی

ملفوظات احمدیہ، ج2 ص72 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 49 پر درج ہے

حوالہ نمبر 89

تمہید ہشتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے

وہ حقیقت میں اُس متبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمّت ہے اور یہ بدیہی اور

کہ تا وہ مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرّہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسران عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر یک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیونکر اُس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو

بدرجہ یقین کامل پہنچکر پھر منکر رہیں۔ پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَرِيبًا مِّنَ الْقَادِيَانِ۔ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ۔ صَدَقَ اللهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ كَانَ اَمْرُ اللهِ مَفْعُوْلًا۔ یعنے ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورتِ حقّہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بضرورت حقّہ اُترا ہے۔ خدا اور اُسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرماچکے ہیں اور خدائے تعالےٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں بھی درج ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ[1]۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائینگے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

[1] الصف

براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593، از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 50 پر درج ہے

نے منع کیا ہے اور اُسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُس کے شارع نے دی ہے تو

برخلاف قسم دوم کے کہ اُس میں انفکاک جائز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہیں پہنچی عارضی ہے اور خطرات سے امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت میں خدا کی محبت اور اُسکے غیر کی عداوت داخل نہیں ہوئی تب تک کچھ رگ و ریشہ ظلم کا اسمیں باقی ہے کیونکہ اُس نے حق ربوبیت کو

خَلَقَ اٰدَمَ فَاَکْرَمَہٗ ۔ پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اُس کا۔ جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ جری اللہ نبیوں کے حُلوں میں۔ اِس فقرہ الہامی کے یہ معنے ہیں کہ منصب ارشاد و ہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونے کا دراصل حُلہ انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہ حلہ انبیاء اُمت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ ۔ پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام ان کو سپرد کیا جاتا ہے۔ وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْہَا ۔ اور تھے تم ایک گڑھے کے کنارہ پر سو اُس سے تم کو خلاصی بخشی یعنے خلاصی کا سامان عطا فرمایا عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَ عَلَیْکُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَھَنَّمَ لِلْکَافِرِیْنَ حَصِیْرًا ۔ خدائے تعالیٰ کا ارادہ اِس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اُس سے سرکش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائیگا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور

براہین احمدیہ حصہ چہارم مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 ص 601، 602 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 51 پر درج ہے

وہ اس صورت میں بالکل اپنے نفس سے محو ہو کر اپنے شارع کی ذمہ واری

جیسا کر چاہیئے تھا ادا نہیں کیا۔ اور لقاء تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے۔ لیکن جب اس کی سرشت میں محبت الٰہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہو گئی۔ یہاں تک کہ خدا اُس کے کان ہو گیا جن سے وہ سُنتا ہے۔ اور اُس کی آنکھیں ہو گیا

سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلّی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔ اور یہ زمانہ اس زمانہ کیلئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے یعنے اسوقت جلالی طور پر خدائے تعالےٰ اتمام حجت کریگا۔ اب بجائے اسکے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے۔ تُوْبُوْا وَاَصْلِحُوْا وَاِلَی اللّٰہِ تَوَجَّھُوْا وَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ توبہ کرو اور فسق اور فجور اور کفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے حال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اُسپر توکل کرو اور صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ اُس سے مدد چاہو۔ کیونکہ نیکیوں سے بدیاں دور ہو جاتی ہیں۔ بُشْرٰی لَکَ یَا اَحْمَدِیْ۔ اَنْتَ مُرَادِیْ وَمَعِیْ۔ غَرَسْتُ کَرَامَتَکَ بِیَدِیْ۔ خوشخبری ہو تجھے اے میرے احمد۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ۔ مومنین کو کہدے کہ اپنی آنکھیں نامحرموں سے بند رکھیں اور اپنی ستر گاہوں کو اور کانوں کو نالائق امور سے بچاویں۔ یہی اُن کی پاکیزگی کیلئے ضروری اور لازم ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر یک مومن کے لئے منہیات سے پرہیز کرنا اور اپنے اعضاء کو ناجائز افعال سے محفوظ رکھنا لازم ہے اور یہی طریق اس کی پاکیزگی کا مدار ہے۔

چشم و گوش و دیدہ بند اے حق گزین ۔ باد کُن فرمانِ قُل للمومنین

براہین احمدیہ حصہ چہارم مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 ص 602،601 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 51 پر درج ہے

حوالہ نمبر 91

چشمۂ معرفت

۲۵۳ اپنی علمی اور عملی حالت میں قوت پیدا کرے کیونکہ وہ خدا جس کو کسی نے بھی نہیں دیکھا اُس پر یقین لانے کے لئے بہت گواہوں اور زبردست شہادتوں کی حاجت ہے جیسا کہ دو آیتیں قرآن شریف کی اس واقعہ پر گواہ ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:-

وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ[1] فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ[2]

یعنی کوئی قوم نہیں جس میں ڈرانیوالا نبی نہیں بھیجا گیا یہ اسلئے کہ تا ہر ایک قوم میں ایک گواہ ہو کہ خدا موجود ہے اور وہ اپنے نبی دنیا میں بھیجا کرتا ہے۔ اور پھر جب اُن قوموں میں ایک مدت دراز گذرنے کے بعد باہمی تعلقات پیدا ہونے شروع ہو گئے اور ایک ملک کا دوسرے ملک سے تعارف اور شناسائی اور آمد و رفت کا کسی قدر دروازہ بھی کھل گیا اور دنیا میں مخلوق پرستی اور ہر ایک قسم کا گناہ بھی انتہا کو پہنچ گیا۔ تب خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تا بذریعہ اس تعلیم قرآنی کے جو تمام عالم کی طبائع کیلئے مشترک ہے دنیا کی تمام متفرق قوموں کو ایک قوم کی طرح بناوے اور جیسا کہ وہ واحد لاشریک ہے اُن میں بھی ایک وحدت پیدا کرے اور تا وہ سب مل کر ایک وجود کی طرح اپنے خدا کو یاد کریں اور اُسکی وحدانیت کی گواہی دیں اور تا پہلی وحدت قومی جو ابتدائے آفرینش میں ہوئی اور آخری وحدت اقوامی جس کی بنیاد آخری زمانہ میں ڈالی گئی یعنی جس کا خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے وقت میں ارادہ فرمایا۔ یہ دونوں قسم کی وحدتیں خدائے واحد لاشریک کے وجود اور اُسکی وحدانیت پر دوہری شہادت ہو کیونکہ وہ واحد ہے اسلئے اپنے تمام نظام جسمانی اور روحانی میں وحدت کو دوست رکھتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اسلئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا۔ وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک

[1] فاطر: ۲۵ [2] النساء: ۴۲

چشمہ معرفت ص 83،82 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 91،90 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 52،51 پر درج ہے

قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈالدی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی اُمت میں سے ایک نائب مقرر کیا

جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اُسی کا نام خاتم الخلفاء ہے

پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دُنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وُہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اُسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کیطرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے ھُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ[1] یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اُسکو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت اُن سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئیگا کیونکہ اس عالمگیر غلبہ کیلئے تین امر کا پایا جانا ضروری ہے جو کسی پہلے زمانہ میں وہ پائے نہیں گئے۔

(۱) اوّل یہ کہ پُورے اور کامل طور پر مختلف قوموں کے میل ملاقات کیلئے آسانی اور سہولت کی راہیں کھل جائیں اور سفر کی ناقابل برداشت مشقتیں دُور ہو جائیں اور سفر بہت جلدی سے طے ہو سکے گویا سفر سفر ہی نہ رہے اور سفر کو جلد طے کرنے کے لئے فوق العادت اسباب میسّر آجائیں کیونکہ جب تک مختلف ممالک کے باشندوں کیلئے ایسے اسباب اور سامان حاصل نہ ہوں کہ وہ فوق العادت کے طور پر ایک دوسرے سے مل سکیں اور بآسانی ایک دوسرے کی ایسے طور سے ملاقات کر سکیں کہ گویا وُہ ایک ہی شہر کے باشندے ہیں تب تک ایک قوم کے لئے یہ موقعہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ یہ دعویٰ کریں کہ اُن کا دین تمام دنیا کے دینوں پر

[1] الصّف : ۱۰

چشمہ معرفت ص 82، 83 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 90، 91 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 52، 51 پر درج ہے

المجلد (١)

صحيح البخاري

قديمي كتب خانه
مقابل آرام باغ كراچى

ومعه حاشية عليه للامام ابى الحسن السندى

طبعه قديمى كتب خانه بالاتفاق مع نور محمد اصح المطابع كارخانه تجارت كتب

اسماء الرجال

یہ حوالہ صفحہ 52 پر درج ہے	صحیح بخاری صفحہ 490 جلد 1

سلسلہ سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرتبہ

خاکسار:- عرفانی الکبیر موسس ایڈیٹر الحکم وغیرہ

مطبوعہ اخوک پریس ترپ بازار حیدرآباد دکن
قیمت فی جلد مع محصول ڈاک عہ سکہ ہند

حوالہ نمبر 93

اپنی صداقت کا ایک معیار دنیا کے سامنے پیش کیا کہ میں عیسیٰ
پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا
دوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور
شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی
ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔
پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو
کیوں نہیں دیکھتی۔ آج دنیا دیکھتی ہے اور جانتی ہے کہ آپ نے
جو دعویٰ کیا تھا وہ کس قوت اور وضاحت سے پورا ہوا ہے۔
سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان سے نکل کر پنجاب اور پنجاب
سے نکل کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلا اور اب
ہندوستان سے نکل کر روئے زمین میں پھیل گیا اور دنیا
کی ہر قوم اور ہر ملک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
بلند ہو رہا ہے اور عیسائیت کی شکست کو خود عیسائی قوم نے
اپنے عمل اور اپنے قلم سے تسلیم کر لیا ہے۔ جس مقصد کیلئے
خدا تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا وہ پوری قوت اور
شان سے پورا ہوا اور ہر نیا دن اس کی ترقی کی شعاعیں
لیکر آتا ہے وہ جو مخالفت کے لئے کھڑے ہوئے تھے وہ
اور ان کے اسباب ختم ہو گئے اور کوئی ان کا نام لیوا موجود

یہ حوالہ صفحہ 53 پر درج ہے	اخبار "بدر" قادیان نمبر 29 جلد 2-19 جولائی 1906 ص 4، مکتوبات احمدیہ ج 6 ص 162 از مرزا غلام احمد صاحب

حوالہ نمبر 94

دروازہ بند ہو جائے کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ شرارت انتہا کو پہنچتی ہے اور قطعی فیصلہ کا وقت آجاتا ہے تو مخالفوں کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی بھی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اپنے بیٹے کنعان کیلئے جو کافروں اور منکروں سے تھا دُعا کی اور قبول نہ ہوئی۔ (دیکھو سورۃ ہود رکوع ۴) اور ایسا ہی جب فرعون ڈوبنے لگا تو خدا پر ایمان لایا مگر قبول نہ ہوا۔

ہاں اس خاص وقت سے پہلے اگر رجوع کیا جائے تو البتہ قبول ہوتا ہے۔ ولنذیقنھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون[1] یعنی جب خفیف سے آثار عذاب کے ظاہر ہوں تو اُسوقت کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ اسلئے میں بار بار کہتا ہوں کہ ابھی اس عذاب الٰہی کا دُنیا میں صرف آغاز ہی ظاہر ہوا ہے اور اس کا انتہاء اور غایت نہایت ہی سخت ہے۔ لہذا لوگوں کو چاہیئے کہ اُس خاص ہلاکت کے وقت سے پہلے خدا کی طرف رجوع کریں اور خدا اور رسول اور امام وقت کی اطاعت کریں اور توبہ و ترک معصیت دُعا و استغفار کے ساتھ اس کا دفعیہ چاہیں اور اپنے اندر ایک نیک پاک تبدیلی پیدا کریں تا اس ہولناک عذاب سے محفوظ رہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وُہ ایسے وقت میں ہمیشہ مومنوں ہی کو نجات دیا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا کذٰلک حقًا علینا ننج المومنین[2]۔

اب ہم اس مضمون کو اس دُعا پر ختم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو اور کُل مومنوں کو اس بلا سے بچاوے اور وُہ راہِ راست کی طرف رہنمائی کرے اور باہم صلح و صلاحیت حاصل کرنے کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔

اب میں اپنی جماعت کے رُوحانی بھائیوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ اس غضب الٰہی کی آگ اور ہولناک عذاب سے بچنے کیلئے ہمارے پاس دو سامان ہیں۔ ایک ایمان اور دُوسرا التقویٰ۔ ایمان تو یہ کہ ہم اپنے کامل یقین سے جان لیں کہ ہمارے پاس اس عذاب الٰہی سے بچنے کیلئے اپنے ہادی و مولا حضرت

جن کا ذکر حدیث شریف اور رؤیا صالحہ میں ہے ایک کا مصداق نہ ہوں۔ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ابھی تک میں اپنے اندر مالی یا علمی ایسی استعداد نہیں دیکھتا جس سے میں اپنے تئیں معقول پیرایہ میں حضرت موصوف کا ناصر قرار دے سکوں کیونکہ یہ عاجز ان دونوں باتوں میں ابھی تک بے سروسامان اور تہیدست ہے لیکن خدا تعالیٰ کے ان وعدوں اور تسلیوں پر جو مجھے دی گئی ہیں ایمان رکھتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ بلکہ میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جبتک وُہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں

[1] السجدۃ: ۲۲ [2] یونس: ۱۰۴

حقیقت الوحی (حاشیہ) ص 427-428 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 427-428 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 54 پر درج ہے

امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ایمان لانے اور اُنکے مخلصانہ اتباع کے بغیر کوئی صورت نہیں۔ اگر ہم بچیں گے تو حضور ہی کی مخلصانہ اتباع کے سبب اور اگر مرینگے تو انکی ہی مخالفت کے باعث گویا کہ ہماری زندگی اور موت حضور کی اطاعت اور مخالفت پر موقوف ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ ہم اس بات سے ہر وقت ڈرتے اور اپنی تمام حرکات و سکنات کو ٹٹولتے رہیں کہ کسی امر میں ہم اپنے ہادی و مولا کی ہدایات اور انکی امن بخش اطاعت سے باہر نہ رہ جائیں تا کہ اچانک عذاب الٰہی کا شکار نہ بنیں کیونکہ اس عذاب سے **بچنے کیلئے امن و پناہ سوائے اطاعت احمدیہ کے نہیں جو اُسکے اندر رہے گا یقیناً بچ** جائیگا کیونکہ ہمارا اس بات پر کامل ایمان ہے کہ یہ عذاب جو اب دُنیا کو ہلاک کر کے عدم کی راہ دکھا رہا ہے صرف حضرت امام الزمان علیہ السلام کی مخالفت کے سبب سے ہے اسلئے یہ بات سُنت اللہ کے برخلاف ہے کہ یہ عذاب حضرت اقدس کے مخلص متبعین پر بھی کسی طرح کا اثر ڈالے جیسا کہ قرآن کریم کی صدہا نظیروں سے یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ گذشتہ زمانوں میں حضرت انبیاء علیہم السلام کے مخلص ایماندار عذاب الٰہی کے وقت نجات پاتے رہے ہیں اور یہ بات صرف پہلے ہی نہ تھی بلکہ اب بھی ہے جیسا کہ فرمایا۔ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ[1] مگر مومن مخلص بننا شرط ہے کیونکہ اگر مومن نہ ہوگا تو وہ حضرت لوط کی بیوی اور حضرت نوحؑ کے بیٹے کی طرح صرف جسمانی قرابت یا تعلق کیوجہ سے بچ نہیں سکتا اسلئے ہر ایک مومن احمدی بھائی کو لازم ہے کہ حضرت امام الزمان کی چھوٹی اور بڑی مخالفت سے ڈرتا ہوا اور کانپتا ہوا ہر وقت استغفار اور دُعا میں مشغول رہے تا کہ جو باریک باریک امور میں نادانی کے سبب ہم سے اکثر اوقات مخالفت ہو جاتی ہے اُس کا کفارہ ہوتا رہے اور خدا تعالیٰ اُسکے انتقام کیلئے اپنے مواخذہ سے محفوظ رکھے۔ اور جہانتک ہمارے معلومات ہیں ہر ایک امر میں اپنے ہادی

مقرر ہے پوری نہ ہو اس دُنیا سے اُٹھایا نہ جاؤنگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رُک نہیں سکتا اسلئے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ **میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلالی نزول کا رسول ہوں** اور وہ یہ ہے کہ اب تک حضرت مسیح موعود کا جمالی نزول تھا۔ اور اب سے جلالی شروع ہوگا یعنی پہلے لوگوں کو جمالی پیرایہ میں سمجھایا جاتا تھا مگر اب خدا تعالیٰ اپنے جلالی اور قہری حربہ کے ساتھ متنبہ کریگا اور اسی امر کی منادی کیلئے میں مامور ہوں۔ منہ ۱۲

ش (یہ بات اسکی بالکل سچ ثابت ہوگئی) [1] الروم : ۴۸

یہ حوالہ صفحہ 54 پر درج ہے	حقیقت الوحی (حاشیہ) ص 427، 428 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 427، 428 از مرزا غلام احمد صاحب

حوالہ نمبر 95

(۲) (۱)

اعلان حق نمبر ۱

طاعون کا علاج

آسمانی نشان

فی تائید مسیح الزمان

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

ملک پنجاب و ہندوستان کے لوگوں پر یہ امر مخفی نہیں کہ ان چند سال کے اندر آفت طاعون نے اس ملک میں کیا کچھ انقلاب کر دکھایا ہے جس شہر یا گاؤں یا گھر میں قدم رکھتی ہے صفائی کئے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اسکے ہیبت ناک حملوں کے نظارہ سے دل کانپتے اور بدنوں پر لرزہ آتا ہے۔ یہ آسمانی بجلی کی طرح دنیا کو کھاتی جاتی ہے۔ لوگ اپنے گھروں اور شہروں کو چھوڑ کر بھاگتے جاتے ہیں۔ عزیزوں اور اقارب میں تفرقہ ہو

تنبیہ۔ واضح ہو کہ اشتہار چراغدین کا محض اس غرض سے کتاب حقیقۃ الوحی کے ساتھ شامل کیا جاتا ہو کہ تا ہر ایک منصف مزاج معلوم کرلے کہ یہ شخص جو اپنے اعمال کی سزا پا چکا ہے پہلے میری تصدیق کرتا تھا اور پھر نفس امارہ کی کشش سے بعض پادریوں سے اتفاق کر کے مرتد ہو گیا اور مجھے دجال وغیرہ ناموں سے پکارا اور میرے مخالف کتاب منارۃ المسیح اور اعجاز محمدی لکھی۔ اب ہر ایک منصف مزاج خود انصاف کی نظر سے دیکھ سکتا ہو کہ یہی چراغدین جسنے میری تائید میں یہ اشتہار لکھا تھا اور جس مدت تک یہ مصدقین میں رہا خدا نے طاعون وغیرہ سے اسکو محفوظ رکھا پھر جب اسنے جامہ ارتداد پہن کر تحقیر اور توہین پر کمر بندھی تب پکڑا گیا اور میری پیشگوئی کے مطابق اور نیز اپنے مباہلہ کی رُو سے ہلاک ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

٭حاشیہ نمبر ۱۔ میں اسجگہ اس بات کو بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میرا یہ اعلان حضرت مسیح کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ

۴۱۸

حقیقت الوحی (حاشیہ) ص418، 419 مندرجہ روحانی خزائن ج22 ص418، 419، از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 54 پر درج ہے

رہا ہے۔ دُنیا کے دم میں دم نہیں رہا۔ مخلوق اپنی بچاؤ کی مختلف تدبیروں میں مشغول ہے مگر افسوس کہ اس کی اصل حقیقت سے محض ناواقف ہیں۔

میرے دل میں ہمدردی بنی نوع کا ایک جوش ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کے متعلق قطعی و یقینی علم اس عاجز پر ظاہر فرمایا ہے اسلئے میرا دل و ایمان و ہمدردی بنی نوع انسان مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں اُس اصل علاج کو جو اس آفت کے دفعیہ کیلئے کافی و شافی ہے اور جسکے اندر دُنیا کے بچاؤ کے اسباب موجود ہیں پبلک پر ظاہر کروں تاکہ جنکی قسمت میں اس سعادت سے حصہ لینا مقسوم ہے نجات پائیں۔

پس واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ قریباً عرصہ ایک سال سے اس عاجز پر کشفی رنگ میں ظاہر فرما رہا ہے کہ زمانہ رُوحانی قیامت یعنی صلح و صلاحیت کے زمانہ کا مقدمہ اور آغاز ہے جس کو اہل اسلام کے محاورہ میں فتح اسلام اور مسیحیوں کے نزدیک مسیح کے جلالی نزول اور اسکی بادشاہت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور وہ ایسا زمانہ ہے جس میں شیطانی تسلط اور دجالی فتنت دُنیا سے اُٹھائی جائیگی اور زمین روز روشن کی طرح خدا کے جلال کی معرفت سے معمور ہوگی اور حقیقی خدا پرستی اور راستبازی امن و صلحکاری دُنیا میں قائم ہوگی اور قوم قوم سے اور بادشاہ بادشاہ سے لڑائی نہ کرینگے۔ مذہبی مخالفتیں تمام دُنیا سے اُٹھ جائینگی اور اہل دُنیا ایک ہی طریق دین میں ہو کر صلح و صلاحیت کا کامل نمونہ ظاہر کرینگے اور قومیں جسمانی اور رُوحانی نعمتوں سے مالامال ہو کر نہایت امن و چین کی حالت میں اپنی زندگی بسر کرینگی اور تمام جنگ و جدال فتن و فساد۔ بغض و عداوت کفر و معصیت رنج و مصائب دُنیا سے اُٹھائے جائینگے۔ یہانتک کہ شیر اور بیل بھیڑ اور بھیڑیا اب

کی طرف سے ہے کیونکہ اُس نے مجھے امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپکے اس متبرک زمانہ کی چکونگی حالات پر گواہی دینے کیلئے مامور فرمایا ہے جیسا کہ سورہ بروج آیت والیوم الموعود وشاھد ومشھود کے مفہوم سے ثابت ہے کیونکہ یوم الموعود یہی زمانہ ہے اور مشہود سے مُراد حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور شاہد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب ممدوح کی صداقت پر گواہی دینگے اسلئے میں اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یہ گواہی دیتا ہوں کہ بلا شک و شبہ حضرت اقدس میرزا صاحب خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کیلئے بحیثیت مامورت منصب امامت پر مشرف ہیں اور جناب کی اطاعت خدا کی خوشنودی کا سبب اور مخالفت اُسکے قہر و غضب کا موجب ہے۔ لہذا دنیا کے زیادہ

× (نقل مطابق اصل) + (باوجود بہر قدر علم کے پھر بھی مخالفت نہیں۔ از)

حقیقت الوحی (حاشیہ) ص 418،419 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 418،419۔ از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 54 پر درج ہے

حوالہ نمبر 96

مگر یاد رہے کہ کسی فرقہ متقدمین یا متاخرین نے یہ نہیں لکھا کہ مسیح کو اسی جہان میں خدا تعالیٰ نے چھپایا ہے۔ ہاں مسلمان صوفیوں کے ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ مسیح کا آسمان سے فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہونا باطل ہے کیونکہ یہ صورت ایمان بالغیب کے مخالف ہے۔ اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے۔ کہ جب فرشتے زمین پر اُترتے نظر آئیں گے تو اُس وقت دُنیا کا خاتمہ ہو گا۔ لہٰذا اس وقت کا ایمان منظور نہ ہو گا۔ اور فرماتا ہے کہ فرشتوں کو زمین پر اُترتے دنیا کے لوگ ہرگز دیکھ نہیں سکتے۔ اور جب دیکھیں گے تو اس وقت یہ دنیا نہیں ہوگی۔ سو جبکہ قرآن شریف کے نصوص صریحہ اور آیات قطعیۃ الدلالت سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ فرشتوں کا نزول اُسوقت ہو گا کہ جبکہ ایمان لانا بے فائدہ ہو گا۔ جیسا کہ جان کندن کے وقت جب فرشتے نظر آتے ہیں تو وہ وقت ایمان لانے کا وقت نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں یا تو یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کے بعد ایمان نفع نہیں دیگا۔ مگر یہ عقیدہ تو صریح باطل ہے۔ کیونکہ اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا۔ اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی۔ پس جبکہ یہ عقیدہ رکھنا درست نہ ہوا تو بالضرورت برعایت نصوص صریحہ قرآن شریف کے اس دوسرے پہلو کو ماننا پڑا کہ فرشتوں کا اور اُن کے ساتھ مسیح کا نازل ہونا ظاہر طور پر محمول نہیں ہے بلکہ بوجہ قرینہ بیّنہ نص صریح قرآن کے اس نزول کے تاویلی طور پر معنے ہونگے۔ کیونکہ جسمانی طور پر حضرت عیسےٰ کا آسمان سے فرشتوں کے ساتھ نازل ہونا نص صریح قرآن سے مخالف اور معارض پڑا ہے۔ یہی مشکل تھی جو اکابر اسلام کو پیش آئی اور اسی مشکل کی وجہ سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کھلے کھلے طور پر بیان کر دیا کہ حضرت عیسےٰ فوت ہو گئے ہیں اور اسی وجہ سے امام ابن حزم بھی اُن کی فوت کے قائل ہوئے۔ اور اسی وجہ سے تمام اکابر علماء معتزلہ کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے۔ غرض آسمان سے نازل ہونے کا بطلان نہ صرف آیت قل سبحان ربّی[1] سے ثابت ہوتا ہے۔

مـ ۱۲۷

[1] بنی اسرائیل: ۹۴

یہ حوالہ صفحہ 55 پر درج ہے	ایام الصلح ص136 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 381 از مرزا غلام احمد صاحب

مَیں عذاب دینا چاہوں وہ عذاب میں گرفتار ہو اور جس کو مَیں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ رہے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء "آخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی"[1]

فرمایا۔ چھوٹے زلزلے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاخیر ڈالی گئی ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ بدر جلد ۲ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔
الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء "مَیں پچاس یا ساٹھ اور نشان[2] دکھلاؤں گا۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء "چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا۔

اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّکَ۔[3]

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے۔"

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد مندرجہ رسالہ "الذکر الحکیم" نمبر ۴ صفحہ ۲۴ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد۔ الفضل جلد ۲۲ نمبر ۸۵ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۸)

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈال دی ہے وقتِ مقررہ تک۔

[2] الحکم میں یہ الفاظ ہیں "مَیں پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھلاؤں گا۔"

[3] (ترجمہ الہام) "ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۹)

(حوالہ نمبر 98)

کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں پس اگر ان سات سال

سو روپیہ نے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اُس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا۔ مگر لِلّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔ ✦

بقیہ حاشیہ

پس یہ خدا کی رحمت اور خدا کا فضل ہے جو اُس نے ہمیں اُن تکالیف سے بچا لیا۔ جن میں ہمارے مخالف گرفتار ہیں۔ میں اُس واحد لاشریک کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ مباہلہ سے پہلے بھی وہ ہمیشہ میرا متکفّل رہا۔ مگر مباہلہ کے بعد کچھ ایسے برکات روحانی اور جسمانی نازل ہوئے کہ پہلی زندگی میں میں ان کی نظیر نہیں دیکھتا۔

آٹھواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت زیادہ کرنے کے لئے ظہور میں آیا۔ کتاب **ست بچن** کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی تالیف کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے وہ سامان عطا کئے جو **تین سو برس** سے کسی کے خیال میں بھی نہیں آئے تھے۔ میری یہ کتاب سولہ لاکھ سکھ صاحبان کے لئے ایسی ایک لطیف دعوت ہے جس سے میں امید کرتا ہوں۔ کہ اُن کے دلوں پر بہت اثر پڑے گا۔ میں اس کتاب میں **باوا نانک صاحب** کی نسبت ثابت کر چکا ہوں کہ باوا صاحب درحقیقت مسلمان تھے اور لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ آپ کا ورد تھا۔ آپ بڑے **صالح** آدمی تھے۔ آپ نے دو مرتبہ **حج** بھی کیا۔ اور اولیاء اسلام کی قبور پر اعتکاف بھی کرتے رہے۔ جنم ساکھیوں میں آپ کے وصایا میں اسلام اور توحید اور نماز روزہ کی تاکید پائی جاتی ہے۔ آپ نماز کے بہت پابند تھے۔ اور بنفس نفیس خود بانگ بھی دیا کرتے تھے آخری شادی آپ کی ایک نیکبخت مسلمان کی لڑکی سے ہوئی تھی جس سے سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے اہل مسلمانوں کے ساتھ تعلق رشتہ بھی پیدا کر لیا۔ اور دسی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ آپ کی بھاری یادگار وہ **چولہ** ہے جس پر کلمہ شریف اور قرآن شریف کی بہت سی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے یادگار کے طور پر گرنتھ کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ اس کے جمع کرنے کے لئے کوئی وصیت کی بلکہ اس چولہ کو چھوڑا جس پر قرآن شریف لکھا ہوا تھا۔ اور جس پر جلی قلم سے یہ لکھا ہوا تھا۔ **اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام** یعنی سب دین جھوٹے ہیں مگر اسلام۔ پس یہ کتاب جو بعد مباہلہ تیار ہوئی۔ یہ وہ عطیہ ربانی ہے جو **مجھ کو ہی** عطا کیا گیا۔ اور خدا نے اس تبلیغ کا ثواب **مجھ کو ہی** عطا فرمایا۔

نواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کے زیادہ ہونے کا موجب ہوا یہ ہے کہ اس

✦ واضح رہے کہ ... صاحبزادہ افتخار احمد خلف رشید حاجی منشی احمد جان صاحب [illegible] صاحب موصوف اپنے وطن سے گویا ہجرت کر کے معہ اپنے تمام عیال اور اپنے بھائی میاں منظور محمد کے میرے پاس ہیں اور ہر یک خدمت میں حاضر ہیں گویا اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر رہے ہیں۔ منہ

انجام آتھم (ضمیمہ) ص30 تا 35 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 314 تا 319 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 56 پر درج ہے

میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ میرے

عرصہ میں آٹھ ہزار کے قریب لوگوں نے میرے ہاتھ میں بیعت کی اور بعض قادیان پہنچ کر اور بعض نے بذریعہ خط توبہ کا اقرار کیا۔ پس میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قدر بنی آدم کی توبہ کا ذریعہ جو مجھ کو ٹھہرایا گیا یہ اس قبولیت کا نشان ہے جو خدا کی رضامندی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے۔ اور ایام مباہلہ کے بعد گویا ہماری جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ میں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تضرع کرتے ہیں۔ ناپاک دل کے لوگ ان کو کافر کہتے ہیں۔ اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے نوعمر دوست جیسا کہ **خواجہ کمال الدین بی۔ اے** بڑی سرگرمی سے دین کی اشاعت میں کوشش کر رہے ہیں۔ اُن کے چہرہ پر نیک بختی کے نشان پاتا ہوں۔ وہ دین کے لئے سچا جوش اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ نمازوں میں خشوع ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے نوعمر دوست میرزا یعقوب بیگ و میرزا ایوب بیگ جوان صالح ہیں۔ بارہا میں نے اُن کو نماز میں روتے دیکھا ہے۔

غرض یہ سب اس راہ میں فدا ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے محب مخلص **میرزا خدا بخش صاحب** اس راہ میں وہ صدق رکھتے ہیں کہ جس کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔ اور ہمارے مخلص دوست **منشی زین الدین محمد ابراہیم** صاحب انجینیر بمبئی وہ ایمانی جوش رکھتے ہیں کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ تمام بمبئی میں اُن کا کوئی نظیر بھی ہے۔ ہمارے مخلص اور محبت و اخلاص میں محو **مولوی حکیم نور دین صاحب** کا ذکر کرنا اس جگہ ضروری نہیں کیونکہ وہ تمام دنیا کو پامال کر کے میرے پاس اُن فقرا کے رنگ میں آبیٹھے ہیں جیسا کہ اخص صحابہ رضی اللہ عنہم نے طریق اختیار کر لیا تھا۔

اب ہمارے مخالفین کو سوچنا چاہیئے کہ اس باغ کی ترقی اور سرسبزی عبدالحق کے مباہلہ کے بعد کس قدر ہوئی ہے۔ یہ خدا کی قدرت نے کیا ہے جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے۔ ہماری **امرتسر** کی مخلص جماعت۔ ہماری **لاہور** کی مخلص جماعت۔ ہماری **سیالکوٹ** کی مخلص جماعت۔ ہماری **کپورتھلہ** کی مخلص جماعت۔ ہماری **ہندوستان** کے شہروں کی مخلص جماعتیں وہ نور اخلاص اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک بافراست آدمی ایک مجمع میں ان کے منہ دیکھے تو یقیناً سمجھ لیگا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسے اخلاص ان کے دل میں بھر دیئے۔ اُن کے چہروں پر اُن کی محبت کے نور چمک رہے ہیں وہ ایک پہلی جماعت ہے جس کو خدا صدق کا نمونہ دکھلانے کیلئے تیار کر رہا

دسواں امر جو عبدالحق کے مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا جلسہ مذاہب لاہور

ضمیمہ انجام آتھم

انجام آتھم (ضمیمہ) ص 30 تا 35 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 314 تا 319 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 56 پر درج ہے

ہاتھ سے اولیاء باللہ کا مرجانا ضروری ہے جیسے بہت جھوٹے نبیوں پر خیر کے ذریعہ سے ظہور میں نہ آئے

ہے اس جلسہ کے بارے میں مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ جس رنگ اور نورانیت کی قبولیت میرے مضمون کے بخصوص پیدا ہوئی۔ اور جس طرح دلی جوش سے لوگوں نے مجھ اور میرے مضمون کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا۔ کچھ ضرورت نہیں کہ میں اس کی تفصیل کروں۔ بہت سی گواہیاں اس بات پر سُن چکے ہو کہ اس مضمون کا جلسہ مذاہب پر ایسا فوق العادت اثر ہوا تھا۔ کہ گویا ملائک آسمان سے نور کے طبق لے کر حاضر ہو گئے تھے۔ ہر ایک دل اس کی طرف ایسا کھینچا گیا تھا۔ کہ گویا ایک دستِ غیب اس کو کشاں کشاں عالمِ وجد کی طرف لے جا رہا ہے۔ سب لوگ بے اختیار بول اُٹھتے تھے کہ اگر یہ مضمون نہ ہوتا تو آج بباعث محمد حسین وغیرہ کے اسلام کو سُبکی اٹھانی پڑتی۔ ہر ایک پکار رہا تھا کہ آج اسلام کی فتح ہوئی۔ مگر سوچو کہ کیا یہ فتح ایک دجّال کے مضمون سے ہوئی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا ایک کافر کے بیان میں یہ حلاوت اور یہ برکت اور یہ تاثیر ڈال دی گئی وہ جو مومن کہلاتے تھے اور آٹھ ہزار مسلمان کو کافر کہتے تھے جیسے محمد حسین بٹالوی خدا نے اس جلسہ میں کیوں ان کو ذلیل کیا کیا یہ وہی الہام نہیں "کہ میں تیری اہانت کرنیوالوں کی اہانت کروں گا" اس جلسہ اعظم میں ایسے شخص کو کیوں عزت دی گئی جو مولویوں کی نظر میں ایک کافر مرتد ہے۔ کیا کوئی مولوی اس کا جواب دے سکتا ہے۔

پھر علاوہ اس عزت کے جو مضمون کی خوبی کی وجہ سے عطا ہوئی۔ اسی روز وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو اس مضمون کے بارے میں پہلے سے شائع کی گئی تھی۔ یعنی یہ کہ

یہی مضمون سب مضمونوں پر غالب آئیگا

اور وہ اشتہارات تمام تعلقوں کی طرف جلسہ سے پہلے روانہ کئے گئے تھے شیخ محمد حسین بطالوی اور مولوی احمد اللہ اور ثناء اللہ وغیرہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے سو اس روز وہ الہام بھی پورا ہوا اور شہر لاہور میں دھوم مچ گئی کہ نہ صرف مضمون اس شان کا نکلا جس سے اسلام کی فتح ہوئی بلکہ ایک الہامی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی۔

اس روز ہماری جماعت کے بہادر سپاہی اور اسلام کے معزز رکن حبّی فی اللہ **مولوی عبدالکریم صاحب** سیالکوٹی نے مضمون کے پڑھنے میں وہ بلاغت فصاحت دکھلائی کہ گویا ہر لفظ میں اُن کو رُوح القدس مدد دے رہا تھا

سو یہ عزتیں اور قبولیتیں ہم کو مباہلہ کے بعد ملیں۔ اب کوئی مولوی ہمیں سمجھا دے

انجام آتھم (ضمیمہ) ص 30 تا 35 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 314 تا 319 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 56 پر درج ہے

کہ عبد الحق✤ نے مباہلہ کے بعد کونسی عزت دنیا میں پائی۔ کونسی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی۔ کونسے مالی فتوحات کے دروازے اس پر کھلے۔ کونسی علمی فضیلت کی پگڑی اس کو پہنائی گئی۔ صرف فضول گوئی کے طور سے ایک بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تا یہی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بدبختی سے وہ دعویٰ بھی باطل نکلا۔ اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔ مگر اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے میرے الہام کو پورا کر کے مجھے لڑکا عطا کیا ✤

یہ دس برکتیں مباہلہ کی ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔ پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلیھم ان یتدبروا و یتفکروا فی ھذہ العشرۃ الکاملۃ۔

بالآخر یاد رہے کہ ہر ایک مخالف مکفر مکذب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آ دیں اور یقیناً سمجھیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے عبد الحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا۔ اور اس کو ذلیل کیا۔ اور اس کے بیٹے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا اور کوئی عزت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعاوی کو رد کیا۔ اس سے بڑھ کر اس مباہلہ میں ہوگا۔ میں نے اس روز **بد دعا نہیں کی** کیونکہ وہ نا سمجھ اور غبی تھا۔ اور اس کی جہالت اس کو قابل رحم ٹھہراتی تھی **مگر اب میں بد دعا کروں گا**۔ سو چاہئیے کہ ہر یک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چھپا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم دس ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کے لئے ہر یک شخص بلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا۔ اس لئے یہ **مشقت** مخالفوں پر جائز نہیں رکھی گئی کہ وہ دور دراز سفر کر کے پہنچیں بلکہ حسب منطوق وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص **اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے**۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجام آتھم میں صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ اور محض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دعا اس اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

دعا

اے خدائے علیم و خبیر میں جو فلاں ابن فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

✤ عبد الحق غزنوی نے جو شہاب ثاقب ۱۳۱۴ھ کو اس لعنت کی بیماری کو دور کرنے کیلئے جو اس کے منہ پر جم گئی ہے ایک اشتہار دیا ہے اس اشتہار کا جواب میں غیر(?) [illegible] ... بہت خوب یہی نشان دکھے [illegible] ....

انجام آتھم (ضمیمہ) ص30 تا 35 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 314 تا 319 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 56 پر درج ہے

ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے۔ اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا

بقیہ حاشیہ

جس کا نام غلام احمد ہے دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کاذب اور مفتری اور کافر ہے اور یہ تمام الہام اس کے جو اس نے انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک اس اشتہار میں لکھے ہیں یہ سب میرے نزدیک افترا یا شیطانی وساوس ہیں۔ تیری طرف سے نہیں ہیں۔ پس اے خداوند قادر اگر تو جانتا ہے کہ میں اپنے اس اصرار میں سچا ہوں اور اس کا یہ دعویٰ تیری طرف سے نہیں اور نہ یہ الہام تیری طرف سے ہیں بلکہ وہ درحقیقت کافر ہے تو اس امت مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اس کے فتنہ سے امن میں آجائیں اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں ہیں تو مجھ پر جو میں اس کو کافر اور کذاب سمجھتا ہوں دکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب آج کے دن سے ایک برس کے اندر نازل کر۔ آمین۔

یہ اشتہار جب کسی مباہلہ کرنے والے کی طرف سے بغیر کسی تغیر تبدل کے آئیگا۔ تو ایک شخص کو کہا جائیگا کہ اس اشتہار کو ہماری جماعت میں پڑھے تب اس کے ختم ہونے پر تمام جماعت آمین کہیگی اور ایسا ہی سمجھا جائیگا کہ گویا بالمواجہ مباہلہ ہوا۔ ایسا ہی میری طرف سے اس اشتہار آنے کے بعد اس مضمون کی تحریر مباہلہ چھپے گی۔ کہ میں وہ تمام الہامات جو انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے گئے ہیں اس اپنی تحریر میں درج کرونگا۔ اور بعد ما بعد اس کے لکھوں گا۔ کہ اے خدائے قادر و علیم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے دعویٰ مسیح موعود ہونے کا اپنی طرف سے بنا لیا ہے اور یہ تیرے الہامات نہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں۔ بلکہ میرا افترا ہیں یا شیطانی وساوس ہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میرا دعویٰ تیرے الہام سے ہے۔ اور یہ سب الہامات تیرے الہامات ہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں۔ تو اس مخالف کو جو اپنے اشتہار مباہلہ کے ذریعہ سے میری تکذیب کرتا اور مجھ کو کاذب جانتا ہے۔ ایک سال کے عرصہ میں نہایت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ آمین۔ اور جب اشتہار اس مخالف مباہلہ کنندہ کے پاس پہنچے تو چاہیئے کہ وہ ایک جماعت میں پڑھا جائے اور بعد ختم ہونے مضمون کے ساری جماعت آمین کہے۔

یہ تجویز مباہلہ ان لوگوں کے لئے ہے جو پچاس کوس سے زیادہ فاصلہ پر رہتے ہیں۔ لیکن اگر پچاس کوس کے اندر ہوں جیسے شیخ محمد حسین بٹالوی اور ثناء اللہ امرتسری اور احمد اللہ

انجام آتھم (ضمیمہ) ص 30 تا 35 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 314 تا 319 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 56 پر درج ہے

اور رنگ شبہ پکڑ جائے۔ تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا

اور خدا جانتا ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں۔ اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں پس جبکہ میں سچے دل سے اور خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں تو اب تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔

یہ یاد رہے کہ معمولی بحثیں آپ لوگوں سے بہت ہو چکی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن اور حدیث سے بپایہ ثبوت پہنچ گئی۔ اس طرف سے کتابیں تالیف ہو کر لاکھوں انسانوں میں پھیل گئیں۔ طرف ثانی نے بھی ہر یک تلبیس اور تزویر سے کام لیا۔ پاک کتابوں کے نیک روحوں پر بڑے بڑے اثر پڑے۔ اور ہزارہا سعید لوگ اس جماعت میں داخل ہوگئے۔ اور تقریری اور تحریری بحثوں کے نتیجے اچھی طرح کھل گئے۔ اب پھر اسی بحث کو چھیڑنا یا فیصلہ شدہ باتوں سے انکار کرنا محض شرارت اور بے ایمانی ہے۔ کتابیں موجود ہیں۔ ہاں عین مباہلہ کے وقت پھر ایک گھنٹہ تک تبلیغ کر سکتا ہوں۔ پس فیصلہ کی یہی راہیں ہیں جو میں نے پیش کی ہیں۔ اب اس کے بعد جو شخص طے شدہ بحثوں کی ناحق درخواست کرے گا میں سمجھوں گا۔ اس کو حق کی طلب نہیں بلکہ سچائی کو ٹالنا چاہتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اصل مسنون طریق مباہلہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مباہلہ کریں جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کو کاذب یا کافر ٹھہرا دیں۔ وہ

بقیہ حاشیہ

امرتسری اور عبد الحق غزنوی اور میاں عبد الجبار غزنوی تو ان کے لئے یہ طریق احسن ہے۔ کہ وہ بالمواجہ مباہلہ کر لیں۔ آدھی مسافت میں طے کر دوں اور آدھی وہ طے کریں۔ اور ایک درمیانی جگہ میں مباہلہ ہو جائے۔ یہ ہماری آخری اتمام حجت ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص فسلم کو نہیں چھوڑے گا۔ تو اس پر خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہو گئی۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ منہ

انجام آتھم (ضمیمہ) ص30 تا 35 مندرجہ روحانی خزائن ج11 ص314 تا 319 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 56 پر درج ہے

ومعه حاشية عليه للامام ابی الحسن السندیؒ
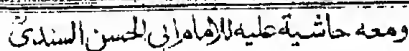
طبعه قدیمی کتب خانه بالاتفاق مع نور محمد اصح المطابع- کارخانه تجارت کتب

حوالہ نمبر 99

صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 408

یہ حوالہ صفحہ 57 پر درج ہے

حوالہ نمبر 100

ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة[1]۔ پس ہم گنہگار ہونگے اگر دیدہ دانستہ تہلکہ کی طرف قدم اٹھائیں گے اور حج کو جائیں گے۔ اور خدا کے حکم کے برخلاف قدم اٹھانا معصیت ہے حج کرنا مشروط بشرائط ہے مگر فتنہ اور تہلکہ سے بچنے کے لئے قطعی حکم ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ آپ خود سوچ لو کہ کیا ہم قرآن کے قطعی حکم کی پیروی کریں یا اُس حکم کی جس کی شرط موجود ہے۔ باوجود تحقق شرط کے پیروی اختیار کریں۔

ماسوا اس کے میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب دیں۔ کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا اوّل اس کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ مسلمانوں کو دجّال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی حج کو چلا جائے۔ اگر بموجب نصوص قرآنیہ وحدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجّال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دکھلانی چاہئیں تا اُن پر عمل کیا جائے۔ لہٰذا اگر پہلا فرض مسیح موعود کا جس کے لئے وہ باعتقاد آپ کے مامور ہو کر آئیگا قتل دجّال ہے جس کی تاویل ہمارے نزدیک اہلاک ملل باطلہ بذریعہ حجج و آیات ہے تو پھر وہی کام پہلے کرنا چاہیئے۔ اگر کچھ دیانت و تقویٰ ہے تو ضرور اس بات کا جواب دو کہ مسیح موعود دنیا میں آکر پہلے کس فرض کو ادا کریگا۔ کیا پہلے حج کرنا اس پر فرض ہوگا یا یہ کہ پہلے دجّالی فتنوں کا قصہ تمام کرے گا۔ یہ مسئلہ کچھ باریک نہیں ہے صحیح بخاری یا مسلم کے دیکھنے سے اس کا جواب مل سکتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج ہے تو لو ہم بہرحال حج کو جائیں گے۔ ہرچہ بادا باد۔ لیکن پہلا کام مسیح موعود کا استیصال فتن دجالیہ ہے تو جب تک اس کام سے ہم فراغت نہ کرلیں حج کی طرف رُخ کرنا خلاف پیشگوئی نبوی ہے۔ ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجّال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا[*]۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے

[*] اس جگہ کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ ازالہ اوہام میں یہ لکھا ہے کہ دجّال کا طواف بدنیتی سے ہوگا جس طرح چور گھروں کا طواف بدنیتی سے کرتا ہے اب یہ بیان اس کے منافی ہے۔ کیونکہ دجّال درحقیقت ایک گروہ مفسدین

[1] البقرة: ١٩٦

ایام الصلح ص169 مندرجہ روحانی خزائن ج14 ص416، از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 58 پر درج ہے

یونانی، لاطینی، انگریزی، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں

ہیں کہ ایک مسکین اور غریب اور ذلیل آدمی کی طرح سیدھا ہماری طرف چلا آوے اور ہر یک صبر اور برداشت اور اطاعت اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کرے تا انشاء اللہ اپنے مطلب کو پاوے۔ اور اگر اب بھی کوئی مُنہ پھیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ ہے۔ بعض کوتاہ نظر لوگ جب دیکھتے ہیں کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو بھی تکالیف پیش آتی رہی ہیں۔ تو آخیر پر وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر اقتدارِ الوہیت کہ جو الہامی خبروں کا نشان سمجھا گیا ہے۔ نبیوں کے شاملِ حال ہوتا تو اُن کو تکلیفیں کیوں پیش آتیں اور کیوں

اسی زمانہ کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیلِ علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض آنحضرت نے وہ کتاب مجھ سے لے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مُردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ حوالہ صفحہ 59 پر درج ہے	براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن ج اول ص 275 از مرزا غلام احمد صاحب

حوالہ نمبر 102

اشدّ الانکار۔ وعلی حیاتہ یصرّون وتلک کلمۃ بہا یموتون۔ فاجتنب ذلک ان کنت من الذین یؤمنون بالفرقان ولا یکفرون۔ ولا تکن کمثل الذین ترکوا کلام اللہ وراء ظہورہم فلا یبالون۔ ویقولون ان المسلمین اجمعوا علی حیاتہ کلا بل ہم یکذبون۔ واین الاجماع وفیہم المعتزلون۔ واذا قیل لہم الا تفکرون فی قول ربکم فلمّا توفیتنی او بہ لا تؤمنون۔ فلیس جوابہم الا ان یحرّفوا اٰیات اللہ ویقولوا انّ معنی التوفی رفع الروح مع الجسم العنصری انظر کیف عن الحق یعدلون۔ ویعلمون انّ ہذا القول قول یجیب بہ عیسٰی لحضرۃ العزّۃ یوم القیامۃ اذ یسئلہ اللہ عن ضلالۃ الامّۃ وکذلک فی الفرقان تقرء ون۔ فعجبت واللہ کل العجب من شانہم ومن عقلہم وعرفانہم۔ الا یعلمون انہ ما کان لبشر ان یحضر یوم النشور۔ من قبل ان یقبض روحہ ویکون من اصحاب القبور۔ ما لہم لا یتدبّرون۔ وقد حثا الصحابۃ التراب فوق خیر البریۃ۔ ومزارہ موجود الی ہذا الوقت فی المدینۃ المنورۃ۔ فمن سوء الادب ان یقال ان عیسٰی ما مات وان ہو الا شرک عظیم۔ یأکل الحسنات ویخالف الحصاۃ بل ہو توفی کمثل اخوانہ۔ ومات کمثل اہل زمانہ۔ وانّ عقیدۃ حیاتہ قد جاءت فی المسلمین من الملّۃ النصرانیۃ۔ وما اتخذوہ الٰہًا الا بہذہ الخصوصیّۃ۔ ثم اشاعہا النصارٰی ببذل الاموال فی جمیع اہل البدو والحضر۔ بما لم یکن احد فیہم من اہل الفکر والنظر۔ واما المتقدمون من المسلمین فلم یصدر منہم ہذا القول الا علی طریق العثار والعثرۃ۔ فہم قوم معذورون عند الحضرۃ بما کانوا خاطئین غیر متعمّدین۔ وما اخطأوا الا من وجہ الطبائع الساذجۃ واللہ یعفو عن کل مجتہد یجتہد بصحۃ النیۃ۔ ویؤدّی حق التحقیق من غیر خیانۃ علی قدر الاستطاعۃ۔ الّا الذین جاء ہم الامام الحکم مع البیّنات

ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء ص39 مندرجہ روحانی خزائن ج22 ص660 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 59 پر درج ہے

ٹائٹل طبع بار اول

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ

الحمد للّٰہ الموفق انی کتبت ھذہ الرسالۃ والصحیفۃ الجالیۃ لعلاج مرض المتنصرین الذین امتد مرضہم وعرتہم عدواہ واکلتہم نار انکار الفرقان۔ والعدول عن کتاب اللّٰہ القرآن۔ واردت ان انجیہم من مخلب الحِمام۔ واریہم سوء داءہم واہدیہم الی دواء السقام۔ والفت ھذا الکتاب مع انعام کثیر لمن اجاب۔ وھو خمسۃ الاف من الدراھم لکل من اتی بمثلہ واری العجائب۔ وھو بفضل اللّٰہ حسن وطیب والطف وادق۔ وسمیتہ الحصۃ الاولیٰ من

نور الحق

"عسیٰ ربکم ان یرحمکم
وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم
للکافرین حصیرا ان ھذا القرآن
یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المؤمنین
الذین یعملون الصالحات ان لہم
اجرًا کبیرًا"

قد طبع فی المطبع المصطفائی پریس فی لاہور سنہ ۱۳۱۱ ہجری

بار اول جلد ۱۳۰۰

لهذه المناضلة ان كانوا من الصادقين و علمت من ربي انهم من المغلوبين - و
والله انى لست من العلماء ولا من اهل الفضل والدهاء وكلما اقول من انواع
حسن البيان او من تفسير القرآن فهو من الله الرحمان وكلما اخطأت فيه فهو
مني وكلما هو حق فهو من ربي وان ربي اروانى من كاس العرفان ومحدّلك ما
ابرّء نفسى من السهو والنسيان وان الله لا يتركني على خطأ طرفة عين و
يعصمني من كل مين ويحفظني من سبل الشياطين - فيا اهل الاهواء و
الدعاوى والرياء ان كنتم تحسبون انفسكم من اولى العلم والفضل والدهاء
اومن الصلحاء والاولياء والاتقياء اومن الذين يسمع دعائهم كالاحباء
فأتوا بمثل ذلك الكتاب فى جميع الانحاء واروني علمكم وقدركم في حضرة
الكبرياء وان لم تفعلوا ولن تفعلوا يامعشر السفهاء فتأدبوا مع اهل الحق والنور
والضياء ولا تعتدوا كل الاعتداء وما هذا الا صنيعة الرب القوى لا فعل الخربكو
والضعفاء وان الكرامات تظهر فى وقت توهين الاعداء وان عباد الله ينصرون
عند انتهاك الجور من اهل الجفاء واذا بلغ الظلم غايته فيدركهم رب السماء
فتوبوا من المعائب والعثرات وبادروا الى الحسنات والصالحات وان الحزامة
كل الحزامة فى قبول الكرامة فاقبلوها قبل الندامة واتقوا سواد الخزى و
الملامة ونكال القيامة نطوى لكم ان جئتم كالتائبين المتندمين هن الخاتمة
النصيحة وخاتمة افحام العدا واتمام الحجة والسلام على من تبلنا قبل المذلة و ترك
سبيل المجرمين - وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين ؞

الراقم الحقير

المفتقر الى الله الصمد غلام احمد عافاه الله وايد

وكان هذا مكتوبا فى ذى القعدة سنة ١٣١١

من هجرة نبى العهد مقبول الاحد صلى الله عليه وسلم

من الازل الى الابد

۸۶

نور الحق ص 86 حصہ دوئم مندرجہ روحانی خزائن ج 8 ص 272 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 59 پر درج ہے

ٹائیٹل طبع اول

هٰذا الكتاب الّفته من تائيد ربّي المنّان

وواللّٰه انّه من قوة ربّي لا من قوة الانسان

وانه لاٰية عظيمة لمن فكّر وخاف الدّيّان۔

واني سمّيته

مواهب الرحمٰن

وانا عبد الله الاحد غلام احمد عافاه الله

رايت وجه قريتي هٰذه قاديان

دار الاسلام ومهبط الملائكة

الكرام

راحمين

قد طبع في مطبع ضياء الاسلام قاديان باهتمام

الحكيم فضل الدين البهيروي لاربعة عشر خلون

من شوال سنة ۱۳۲۰ھ مطابقاً لاربعة عشر خلون من

شهر جنوري سنة ۱۹۰۳ء

التعداد ۲۰۰۰

وإني ما تفوّهت قط بهذا فكيف إلى هذا القول يُعزى۔ يطلبني في

و من گاہے ایں چنیں کلمات بر زبان نراندہ ام پس چگونہ سوئے من منسوب کردہ شد۔ ایں کس مرا در بیابان

نياط وأنا على بساط ويبين ما فهت به بصورة أخرى۔ فأقول مهلاً

می طلبد و من بر بساطے نشستہ ام و آن سخنہا میگوید کہ بصورت دیگر گفتہ بودم پس میگویم

رسلك يا فتى ولا تعز إليّ قول ما أعزى۔ ومن حسن خصائل

کہ آہستہ باش اے جوان و مرا سوئے آن سخن منسوب مکن کہ من خود را سوئے آن منسوب نمی کنم و از بہترین عادتہائے نیکو

المرء أن يحقق ولا يعتمد على كل ما يروى۔ فاتق الله يا من يجرح جلدي

مردم ایں است کہ تحقیق کند و بر ہر روایتے کہ بشنود اعتماد نہ نماید۔ پس اے شخصے از خدا بترس کہ پوست مرا مجروح

ويشهر منقصتي۔ وتعال أقص عليك قصتي۔ واسمع مني معذرتي۔

میکنی و منقصت من مشتہر مینمائی و بیا کہ بر تو قصہ خود میخوانم - و عذر من بشنو

ثم اقض ما أنت قاض واخطط خطة التقى۔ واسلك سبيل التقوى ولا تقف

باز ہر فیصلہ کہ میخواہی اختیار دست کردہ باشی و طریق پرہیزگاران بگیر و راہ پرہیزگاری رو و پس آن چیزے مرو

ما ليس لك به علم ولا تتبع الهوى۔ إني امرؤ يكلمني ربي۔ ويعلمني من لدنه

کہ ترا بر وے یقین و اطلاع نباشد و ہوا پرستی مکن من مردے ام کہ با من خدا گفتگو میکند و از خزانہ خاص خود مرا

ويحسن أدبي ويوحي إليّ رحمة منه فأتبع ما يوحى۔ وما كان لي أن أترك

تعلیم میدہد و ادب خود مرا ادب میفرماید و از رحمت خود بر من وحی میفرستد پس من وحی را پیروی میکنم و مرا چہ شد کہ

سبيله وأختار طرقا شتى۔ وكلما قلت من أمره۔ وما فعلت شيئا

راہ او بگذارم و طریقہائے متفرق اختیار کنم و ہرچہ گفتم از امر او گفتم و از خود چیزے

عن أمري۔ وما افتريت على ربي الأعلى وقد خاب من افترى۔ أتعجب

نکردہ ام و بر خداوند بزرگ خود دروغ نہ بستم و ہلاک شد آنکہ افترا بست آیا ازیں

من هذا فلا تعجب من فعل القدير الذي خلق الأرض والسماوات العلى

کار و عجب میکنی پس بر کارہائے قدیر ہیچ تعجب نمی کنی کہ زمین و آسمان ہائے بلند را پیدا کردہ است -

مواہب الرحمان ص 5 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 221 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 60 پر درج ہے

...مثل ما قلنا، وخانوا وحرّفوا البيان واختلقوا البهتان وتمادوا في حيص بيص وظنوا ظن السوء، فتعسا لتلك الظانين. والله يعلم إني ما قلت إلا ما قال الله تعالى ولم أقل كلمة تخالفه وما مسها قلمي في عمري، وأما قولهم ان المسيح كان خالق الطيور وكان خلقه كخلق الله تعالى بعينه وكان احياؤه كاحياء الله تعالى بعينه بلا تفاوت، وكان معصوما تاما ومحفوظا من مس الشيطان، وليس كمثله في هذه العصمة نبينا صلى الله عليه وسلم، فهذا عندي ظلم وزور، كبرت كلمة تخرج من أفواههم وانهم في هذه الكلمات من الكاذبين، وأما افتراؤهم على بظنهم كأني لا أؤمن بالملائكة فما أقول في جواب هذه الظنون الفاسدة التي لا أصل لها ولا أثر، غير أن أبتهل في حضرة الله سبحانه وأقول رب العفو ان كنت قلت مثل هذا، وإلا فالعن

...من دماء، ثم يسيرون حتى ينتهوا الى جبل الخمر وهو جبل بيت المقدس فيقولون لقد قتلنا من في الارض هلمّ فلنقتل من في السماء، فيرمون بنشابهم الى السماء فيرد الله عليهم نشابهم مخضوبة دماء، ويحصر نبي الله واصحابه حتى يكون رأس الثور لاحدهم خيرا من مائة دينار لاحدكم اليوم، فيرغب نبي الله عيسى واصحابه الى الله فيرسل عليهم النغف في رقابهم فيصبحون فرسى كموت نفس واحدة، ثم يهبط نبي الله عيسى واصحابه الى الارض فلا يجدون في الارض موضع شبر الا ملأه زهمهم ونتنهم، فيرغب نبي الله عيسى واصحابه الى الله فيرسل الله طيرا كأعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حيث شاء الله، ويستوقد المسلمون من قسيهم ونشابهم وجعابهم سبع سنين، ثم يرسل الله مطرا لا يكن منه بيت مدر ولا وبر فيغسل حتى يتركها كالزلفة، ثم يقال للارض أنبتي ثمرتك وردي بركتك فيومئذ تأكل العصابة من الرمانة ويستظلون بقحفها ويبارك في الرسل حتى ان اللقحة من الابل لتكفي الفئام من الناس واللقحة من البقر لتكفي القبيلة من الناس واللقحة من الغنم لتكفي الفخذ من الناس، فبيناهم كذلك اذ بعث الله

تمامۃ البشریٰ ص 10 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 186 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 60 پر درج ہے

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

آنانکہ بر دعاوی ما حملہ ہا کنند — و ز راہ جہل عربدہ ہا برپا کنند

گر یک نظر کنند دریں نسخہ کتاب — ہست ایں یقیں کہ ترکِ غوغا کنند

باور نمی کنم کہ نیایند عذر خواہ — ویں امر دیگر است کہ ترکِ حیا کنند

براہین احمدیہ

حصہ پنجم (۵)

ملقب

بالبراہین الاحمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

مؤلفہ

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

رہتے تھے اس ملک میں تو شاذ و نادر کوئی ایسا سال گذرتا ہوگا کہ زلزلہ نہ آتا ہو۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اس ملک میں ہمیشہ زلزلے آتے رہے ہیں اور سخت زلزلے بھی آتے رہے ہیں حضرت عیسٰی نے اپنی زندگی میں جب وہ اس ملک میں تھے اور ابھی کشمیر کی طرف سفر نہیں کیا تھا کئی زلزلے خود دیکھے ہونگے۔ پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان معمولی حوادث کا نام پیشگوئی کیوں رکھا جائے۔ پس جس تمسخر کو آپ نے میری پیشگوئیوں میں تلاش کرنا چاہا اور نامراد رہے اگر آپ حضرت عیسٰی کی ان پیشگوئیوں میں تلاش کرتے تو بغیر کسی محنت کے فی الفور آپ کو مل جاتا۔ اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسٰی نے زلزلہ کا نام زلزلہ ہی رکھا کوئی تاویل نہیں کی۔ کیا آپ مجھے حضرت عیسٰی کا کوئی ایسا فقرہ دکھلا سکتے ہیں جس میں لکھا ہو کہ میری پیشگوئیوں میں زلزلے سے مراد درحقیقت زلزلہ ہے کوئی استعارہ نہیں۔ اور بغیر حضرت عیسٰی کی

۱۰۰

✣ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت عیسٰی کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے بلکہ وہ صلیب سے بچکر پوشیدہ طور پر ایران اور افغانستان کا سیر کرتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور ایک لمبی عمر وہاں بسر کی۔ آخر فوت ہو کر سری نگر محلہ خانیار میں مدفون ہوئے اور اب تک آپ کی وہیں قبر ہے۔ یُزار و یتبرک بہ۔ اور صلیب پر آپ فوت نہیں ہوئے۔ کچھ زخم بدن پر آئے تھے جن کا مرہم عیسٰی کے ساتھ علاج کیا گیا تھا۔ اور اسی مرہم کا نام اسی وجہ سے مرہم عیسٰی رکھا گیا۔✱ منہ

✱ جس طرح ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی لڑائی میں مجروح ہوئے تھے اور کئی زخم تلواروں کے پیشانی مبارک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آئے تھے اور سر تا پا خون سے آلودہ ہو گئے تھے اسی طرح بلکہ اس سے بہت کم حضرت عیسٰی کو صلیب پر زخم آئے تھے پھر نہ معلوم نادان لوگوں کو حضرت عیسٰی سے کیسی مشرکانہ محبت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم تو قبول کر لیتے ہیں مگر حضرت عیسٰی کا مجروح اور زخمی ہونا ان کی شان سے بلند تر سمجھتے ہیں اور شور ڈالتے ہیں کہ ان کی نسبت ایسا کیوں کہتے ہو اور ان کو تمام دنیا سے الگ ایک خصوصیت دینا چاہتے ہیں۔ وہی آسمان پر چڑھ کر پھر زمین پر اُترنے والے۔ وہی اس قدر لمبی عمر پانے والے۔ مگر خدا نے ان کو پیدائش میں بھی اکیلا نہیں رکھا بلکہ کئی حقیقی بھائی اور کئی حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ماں سے تھیں۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف اکیلے تھے۔ نہ کوئی دوسرا بھائی تھا نہ بہن۔ منہ

یہ حوالہ صفحہ 60 پر درج ہے	ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص100 مندرجہ روحانی خزائن ص262 ج21 از مرزا غلام احمد صاحب

ٹائیٹل پیج طبع اول

الحمد للہ والمنۃ

کہ یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور ان کے مریدوں اور ہمخیال لوگوں پر اتمام حجت کے لئے محض نصیحتاً للہ شائع کیا گیا ہے اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے اس رسالہ کے ساتھ پچاس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی دیا گیا ہے جو اسی ٹائیٹل پیج کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور

یہ رسالہ موسوم بہ

تحفہ گولڑویہ

ہو کر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب بھیروی مالک مطبع چھپکر یکم ستمبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا

قیمت ۱۰/ محصول ۱/ — جلد ۵۰۰ — ٹکٹ ۲/ کل ۱۳/

ہونے کا دعویٰ کر کے قوم کا مصلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے۔ اور محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتلانے کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی۔ اور یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔ ایسا خبیث اس لائق نہیں کہ خدا اس کو یہ عزت دے کہ تو نے اگر میرے پر افترا کیا تو میں تجھے ہلاک کر دوں گا بلکہ وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابل التفات نہیں کوئی شخص اُس کی پیروی نہیں کرتا کوئی اُس کو نبی یا رسول یا مامور من اللہ نہیں سمجھتا۔ ماسوا اس کے یہ بھی ثابت کرنا چاہیئے کہ اِس مفتریانہ عادت پر برابر تئیس برس گذر گئے۔ ہمیں حافظ محمد یوسف صاحب کی بہت کچھ واقفیت نہیں مگر یہ بھی امید نہیں۔ خدا اُن کے اندرونی اعمال بہتر جانتا ہے۔ اُن کے دو قول تو ہمیں یاد ہیں۔ سنا ہے کہ اب وہ ان سے انکار کرتے ہیں (۱) ایک یہ کہ چند سال کا عرصہ گذرا ہے کہ بڑے بڑے جلسوں میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مولوی عبد اللہ غزنوی نے میرے پاس بیان کیا کہ آسمان سے ایک نور قادیان پر گرا اور میری اولاد اس سے بے نصیب رہ گئی۔ (۲) دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے متمثل کے طور پر ظاہر ہو کر اُن کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے کیوں لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حافظ صاحب ان دو واقعات سے اب انکار کرتے ہیں جن کو بار بار بہت سے لوگوں کے پاس بیان کر چکے ہیں تو نعوذ باللہ بے شک انہوں نے خدا تعالیٰ پر افترا کیا ہے* کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مر بھی جائے تب بھی انکار نہیں کر سکتا

۲۰

* میں ہرگز قبول نہیں کروں گا کہ حافظ صاحب ان ہر دو واقعات سے انکار کرتے ہیں۔ ان واقعات کا گواہ صرف میں ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت گواہ ہے اور کتاب ازالہ اوہام میں ان کی زبانی مولوی عبد اللہ صاحب کا کشف درج ہو چکا ہے۔ میں تو یقیناً جانتا ہوں کہ حافظ صاحب ایسا کذب صریح ہرگز زبان پر نہیں لائیں گے گو قوم کی طرف سے ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔ اُن کے بھائی محمد یعقوب نے تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکر کر سکے۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ منہ

تحفہ گولڑویہ [ضمیمہ] ص 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 56 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 60 پر درج ہے

حوالہ نمبر 108

صـ۲۹

لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ نخواہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں اور وہ حقیقت جو الیاس نبی کو دوبارہ آنے کی تھی جو خود حضرت عیسیٰ کے بیان سے کھل گئی* اس سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے۔ اُس کا اُنہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور اُمتی بھی۔ مگر کیا مریم کا بیٹا اُمتی ہو سکتا ہے؟ کون ثابت کریگا کہ اُس نے براہِ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے درجۂ نبوت پایا تھا؟ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ اور ہزار کوشش کی جائے اور تاویل کی جائے یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہو کہ جب لوگ نماز کیلئے مساجد کیطرف دوڑیں تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا۔ اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف مُنہ کرینگے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پیئے گا اور سؤر کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھیگا۔ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختمِ نبوت کی مُہر کو توڑ دے گا۔ اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا۔

*حاشیہ: حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لئے گھڑا تھا کیونکہ اُن کی پہلی آمد میں اُن کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ کمزوری دکھلاتے رہے۔ پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ آمدِ ثانی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی کسریں نکالیں گے۔ تا اس طرح پر پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے۔ مگر اب وہ زمانہ آتا جاتا ہے کہ خود عیسائی ایسے عقائد سے منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جب اُنکی عقلیں ترقی کرینگی تو وہ بہت آسانی سے اِس عقیدے کو چھوڑ دینگے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا تیار ہو کر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا اسی طرح وہ بھی مشیمۂ حجاب اور جہل سے باہر آجائیں گے۔ منہ

حاشیہ حقیقت الوحی ص29 مندرجہ روحانی خزائن ص31 ج22 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 60 پر درج ہے

حوالہ نمبر 109

اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی کو ہمارے مقابلہ کیلئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سُنا ہے کہ وہ بھی دُوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہ تا کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ اُتار کر خاتم الانبیاء بناویں۔ بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں اور اُنکو بُرا معلوم ہوتا ہے کہ سُورہ نور کی منشاء کے موافق اور صحیح بخاری کی حدیث امامکم منکم کے مطابق اور مسلم کی حدیث امّکم منکم کے رُو سے اِسی اُمّت مرحومہ میں سے مسیح موعود پیدا ہو۔ تا موسوی سلسلہ کے مسیح کے مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہوکر نبوّت محمدیہ کی شان کو دُنیا میں چمکا دے۔ بلکہ یہ مولوی صاحب اپنے دُوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وہی ابن مریم جس کو خدا بنا کر قریباً پچاس کروڑ انسان گمراہی کے دلدل میں ڈوبا ہوا ہے دوبارہ فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہُوئے اُترے اور ایک نیا نظارہ خدائی کا دِکھلا کر پچاس کروڑ کے ساتھ پچاس کروڑ اور ملا دے۔ کیونکہ آسمان پر چڑھتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا تھا وُہی مقولہ تھا کہ پیراں نمے پرند مُریداں مے پرانند۔ مگر اب تو ساری دُنیا فرشتوں کیساتھ اُترتے دیکھے گی۔ اور پادری لوگ آکر مولویوں کا گلا پکڑ لیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ یہی خدا ہے۔ اُس منحوس دِن میں اِسلام کا کیا حال ہوگا۔ کیا اسلام دُنیا میں ہوگا؟ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ جو شخص کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں مدفون ہے۔ اُس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دُنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دُنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا جانتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر عیسائیوں کو مدد پہنچ چکی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا بلکہ یہانتک کہ جس قدر پہلے اِس سے حضرت مسیح کی نسبت اطراء کیا گیا ہے وُہ بھی خدا کو سخت ناگوار گذرا ہے۔ اور اِسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا۔ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ[1] اب آسمان کیطرف

ملا

[1] المائدۃ: ۱۱۷

دافع البلاء ص19 مندرجہ روحانی خزائن ج18 ص235 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 61 پر درج ہے

حوالہ نمبر 110

ازالہ اوہام حصہ دوم

نور افشاں مطبوعہ ۲۳ اپریل کا اعتراض

پرچہ نور افشاں میں مسیح کے صعود کی نسبت یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ مسیح کے صعود کی نسبت گیارہ شاگرد چشم دید گواہ موجود ہیں جنہوں نے اُسے آسمان کو جاتے حد نظر سے جاتے دیکھا۔ چنانچہ معترض صاحب نے اپنے دعوے کی تائید میں رسولوں کے اعمال باب اول کی یہ آیتیں پیش کی ہیں

(۳) اُن پر (یعنی اپنے گیارہ شاگردوں پر) اُس نے (یعنی مسیح نے) اپنے مرنے کے پیچھے آپ کو بہت سی قوی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک انہیں نظر آتا رہا اور خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا۔ اور اُن کے ساتھ ایک جا ہو کے حکم دیا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ..... اور وہ یہ کہہ کے اُن کے دیکھتے ہوئے اوپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُن کی نظروں سے چھپا لیا۔ اور اس کے جاتے ہوئے جب وے آسمان کی طرف تک رہے تھے دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ہوئے اُن کے پاس کھڑے تھے (۱۱) اور کہنے لگے اے جلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اُسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا۔

اب پادری صاحب صرف اس عبارت پر خوش ہو کر سمجھ بیٹھے ہیں کہ درحقیقت اسی جسم خاکی کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اُٹھایا گیا لیکن انہیں معلوم ہو کہ یہ بیان لوقا کا ہے جس نے نہ مسیح کو دیکھا اور نہ اُس کے شاگردوں سے کچھ سُنا پھر ایسے شخص کا بیان کیونکر قابل اعتبار ہو سکتا ہے جو شہادت رویت نہیں اور نہ کسی دیکھنے والے کے نام کا اُس میں حوالہ ہے۔ ماسوا اس کے یہ بیان سراسر غلط فہمی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ بلکہ اسی باب کی تیسری آیت ظاہر کر رہی ہے

ازالہ اوہام صفحہ 473 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 353 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 61 پر درج ہے

ٹائٹل پیج طبع اوّل

الحمد لله الذی وفقنا لتالیف رسالتنا هذه التی الفت
لافحام المولوی رسل بابا الامرتسری وتبکیته وفصلنا فیه
کل امر لتبکیته وسمیت

اتمام الحجة

علی الذی لج وزاغ

عن المحجة

وطبعت فی مطبع گلزار محمدی فی بلدة لاهور سنة ۱۳۱۱ھ

تعداد جلد ۵۰۰ — قیمت فی جلد ۲ر

حوالہ نمبر 111

جیسے جلیل الشان امام قائل وفات ہو گئے اور امام بخاری جیسے مقبول الزمان امام حدیث نے محض وفات کے ثابت کرنے کے لئے دو متفرق مقامات کی آیتوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ ابن قیم جیسے محدث نے مدارج السالکین میں وفات کا اقرار کر دیا۔ ایسا ہی علامہ شیخ علی بن احمد نے اپنی کتاب سراج منیر میں اُن کی وفات کی تصریح کی۔ معتزلہ کے بڑے بڑے علماء وفات کے قائل گذر گئے۔ پر ابھی تک ہمارے مخالفوں کی نظر میں حضرت عیسےٰ کی حیات پر اجماع ہی رہا۔ بخوب اجماع ہے۔ خدا تعالیٰ اِن لوگوں کے حال پر رحم کرے یہ تو حد سے گذر گئے۔ جو باتیں اللہ اور رسول کے قول سے ثابت ہوتی ہیں اُنہیں کو کلمات کفر قرار دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اَب ہم اس تقریر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے اور نہ ہم جتلانا چاہتے ہیں کہ مولوی رسل بابا صاحب کا رسالہ حیات المسیح کس قدر بے بنیاد اور واہیات باتوں سے پُر ہے لیکن نہایت ضروری امر جسکے لئے ہم نے یہ رسالہ لکھا ہے یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ میں محض عوام کا دِل خوش کرنے کے لئے یہ چند لفظ بھی مُنہ سے نکال دیئے

یصل الی یافا بیوم ولیلۃ ومنہا الی القدس ساعۃ فی الوریل والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ادام اللہ وجودکم وحفظکم وایدکم ونصرکم علی اعدائکم۔ امین۔

کتبہ خادمکم محمد السعیدی الطرابلسی عفا اللہ عنہ

ترجمہ اے حضرت مولانا و امامنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپکو شفا بخشے۔ (میری بیماری کی حالت میں یہ خط شامی صاحب کا آیا تھا) جو کچھ آپنے عیسےٰ علیہ السلام کی قبر اور دوسرے حالات کے متعلق سوال کیا ہے سو میں آپکی خدمت میں مفصل بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں تین کوس کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور ابتک موجود ہے اور اُسپر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اسکے اندر حضرت عیسےٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور بنی اسرائیل کے عہد میں بلدہ قدس کا نام یروشلم تھا اور اسکو اورشلم بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسےٰ کے فوت ہونے کے بعد اس شہر کا نام ایلیا رکھا گیا اور پھر فتوح اسلامیہ کے بعد اسوقت تک اس شہر کا نام

صفحہ ۲۱

اتمام الحجہ ص 27 روحانی خزائن ج 8 ص 299 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 61 پر درج ہے

ذات کی نسبت منسوب کر لیا جیسا کہ وہ آیت حضرت عیسٰی علیہ السلام کیطرف منسوب تھی اور منسوب کرنے کے وقت یہ نہ فرمایا کہ اس آیت کو جب حضرت عیسٰی کی طرف منسوب کریں تو اسکے اور معنے ہونگے اور جب میری طرف منسوب ہو تو اسکے اور معنے ہیں۔ حالانکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت میں کوئی معنوی تغییر و تبدیل ہوتی تو رفع فتنہ کے لئے یہ عین فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تشبیہ و تمثیل کے موقعہ پر فرما دیتے کہ میرے اس بیان سے کہیں یوں نہ سمجھ لینا کہ جس طرح میں قیامت کے دن فلما توفیتنی کہکر جناب الٰہی میں ظاہر کرونگا کہ بگڑنے والے لوگ میری وفات کے بعد بگڑے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی فلما توفیتنی کہکر یہی کہیں گے کہ میری وفات کے بعد میری اُمت کے لوگ بگڑے کیونکہ فلما توفیتنی سے میں تو اپنا وفات پانا مراد رکھتا ہوں لیکن مسیح کی زبان سے جب فلما توفیتنی نکلیگا تو اس سے وفات پانا مراد نہیں ہوگا بلکہ زندہ اُٹھایا جانا مراد ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرق کر کے نہیں دکھلایا جس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں موقعوں پر ایک ہی معنے مراد لئے ہیں۔ پس اب ذرہ آنکھ کھولکر دیکھ لینا چاہیئے کہ جبکہ فلما توفیتنی کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسٰے دونوں شریک ہیں گویا یہ آیت دونوں کے حق میں وارد ہے تو اس آیت کے خواہ کوئی معنے کرو دونوں اس میں شریک ہوں گے۔ سو اگر تم یہ کہو کہ اس جگہ توفی کے معنے زندہ آسمان پر اُٹھایا جانا مراد ہے تو تمہیں اقرار کرنا پڑے گا کہ اس زندہ اُٹھائے جانے میں حضرت عیسٰی کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ آیت میں دونوں کی مساوی شراکت ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ آسمان پر نہیں اُٹھائے گئے بلکہ وفات پا گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ کی قبر مبارک موجود ہے تو پھر اس سے تو بہرحال ماننا پڑا کہ حضرت عیسٰی بھی وفات پا گئے ہیں۔ اور لطف تو یہ کہ حضرت عیسٰی کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی کے لئے اس جگہ حاشیہ میں اخویم حبی فی اللہ سیّد مولوی محمد السعیدی طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدود میں حضرت

یہ حوالہ صفحہ 61 پر درج ہے

اتمام الحجہ صفحہ 24 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 296 از مرزا غلام احمد صاحب

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۸

حوالہ نمبر 113

موافق پوری کر دینی چاہیئے اور خدا تعالیٰ خود بھی سامان مہیا کر دیتا ہے جیسا کہ مجھ کو بیمار کر دیا تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کر دے جیسا کہ ایک دفعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کسریٰ کا ملک فتح ہوا۔ تو حضرت عمرؓ نے اس کو سونے کے کڑے جو لُوٹ میں آئے تھے، پہنائے حالانکہ سونے کے کڑے یا کوئی اور چیز سونے کی مردوں کے لئے ایسی ہی حرام ہے جیسا کہ اور حرام چیزیں۔ لیکن چونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ بات نکلی تھی اس لئے پُوری کی گئی۔ اسی طرح ہر ایک دوسرے انسان کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کو پُورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

فرمایا کہ

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اُترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اُوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بَول۔ ہمارے مخالف مولوی اس کے معنے یہ کرتے ہیں۔ کہ وہ سچ مچ جوگیوں کی طرح دو چادریں اوڑھے ہوئے آسمان سے نیچے اُتریں گے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ چونکہ معبروں نے ہمیشہ زرد چادر کے معنے بیماری کے ہی لکھے ہیں۔ ہر ایک شخص جو زرد چادر دیکھے یا کوئی اور زرد چیز تو اس کے معنے بیماری کے ہی ہوں گے اور ہر ایک شخص جو ایسا دیکھے آزما سکتا ہے کہ اس کے معنے یہی ہیں۔

دو عورتوں کے جھگڑے پر فرمایا کہ

یہ حوالہ صفحہ 62 پر درج ہے

ملفوظات جلد 8 صفحہ 445 از مرزا غلام احمد صاحب

ٹائیٹل طبع اول

الهدیٰ

والتبصرة لمن یریٰ

۱۲ جون سنہ ۱۹۰۲ء

۶

الثمن فی جلد	محصولڈاک	وی پی
۱۲/	۱/	۱/

طبع فی دار الامان قادیان المطبع ضیاء الاسلام

باہتمام الحکیم فضل دین البھیروی

تعداد اشاعت ۶۰۰

حوالہ نمبر 114

من الضربۃ۔ فلا تھنوا ولا تحزنوا وان اللہ معکم ان کنتم معہ بالصدق والطاعۃ۔ ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ۔ والآن اعید الیکم البدر فی المرۃ الثانیۃ۔ وان الفتح قریب ولکن لا بالسیف والملحمۃ۔ بل بالتضرعات وعقد الھمۃ والادعیۃ۔ فلا تظنوا ظن السوء واسعوا الیّ کالصحابۃ۔ ولا تموتوا الا وانتم مسلمون وصلوا علی محمد خیر البریۃ۔ وان ھذہ مائۃ کلیلۃ البدر عدۃ۔ وکلیلۃ القدر مرتبۃ فابشروا ببدارکم وانتظروا ایام النصرۃ۔

ص ۹۷

فی ذکر اھل الجرائد والاخبار

لعلک تقول بعد ذالک ان اھل الجرائد والاخبار۔ یستحقون ان یُصلحوا مفاسد البلدان والدیار۔ فاقول رحمک اللہ انہ خطاء فی الافکار۔ اتُبرء من ھؤلاء امراض النفوس۔ ووساوس القسوس۔ نعم لا شک ان ھذہ الصناعات تفید قوماً لو رعوہ حق المراعات۔ و تکون کھلکو الی مجاھل۔ وتقود الی مناھل۔ وتکون کناصر للدینیات۔ وان الجرائد مرآۃ تُری الغائب کالمشھود۔ والغابر کالموجود۔ وتکون الوصلۃ الی بعض الخفایا۔ بل قد تعین علی فصل القضایا۔ وتری

ﷺ الحاشیۃ۔ اقول بلدۃ باب من المنائی فیھا اسمھا لدھیانہ۔ وھی اول ارض قامت الاشرار فیھا للاھانۃ۔ فما کانت بیعۃ المخلصین۔ حربۃ لقتل الدجال اللعین۔ باشاعۃ الحق المبین۔ اشیر فی الحدیث ان المسیح یقتل الدجال علی باب اللّد بالضربۃ الواحدۃ۔ فاللّد مقتضب من لفظ لدھیانہ کما لا یخفی علی ذوی الفطنۃ۔ منہ

الہدیٰ ص 97 حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 341 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 62 پر درج ہے

حوالہ نمبر 115

اب سمجھنا چاہیئے کہ گو اجمالی طور پر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیرہ دین کا اور طریقہ عبادات وغیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے اور اگر احادیث کو ہم بکلی ساقط الاعتبار سمجھ لیں تو پھر اس قدر بھی ثبوت دینا ہمیں مشکل ہوگا کہ درحقیقت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما و عثمان ذوالنورینؓ اور جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اور امیر المومنین تھے اور وجود رکھتے تھے صرف فرضی نام نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے کسی کا نام نہیں۔ ہاں اگر کوئی حدیث قرآن شریف کی کسی آیت سے صریح مخالف و مغائر پڑے مثلاً قرآن شریف کہتا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا اور حدیث یہ کہے کہ فوت نہیں ہوا تو ایسی حدیث مردود اور ناقابل اعتبار ہوگی لیکن جو حدیث قرآن شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔ پس یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور بھاری غلطی ہے کہ یک لخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیشگوئیوں کو جو خیر القرون میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مسلّمات میں سے سمجھی گئی تھیں بمد موضوعات داخل کردیں۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کرلیتے ہیں۔ قانون قدرت بے شک حق اور باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش کا اسی پر مدار نہیں۔

ازالہ اوہام صفحہ 557 خزائن جلد 3 صفحہ 400 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 62 پر درج ہے

درین زمان برکت نشان بعون خالق کون و مکان

کتاب مستطاب

مسمّٰی بہ

عسلِ مصفّٰی

جس میں حضرت مسیح ناصری کی وفات اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کو

بدلائل عقلیہ و نقلیہ بوضاحت تمام ثابت کیا گیا ہے

از تالیف

ابو العطاء مرزا خدا بخش احمدی قادیانی یکے از کمترین خادمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء مطابق غرہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۸ھ

در مطبع اسلامیہ واقع لاہور طبع گردید

حوالہ نمبر 116

ہمراہ مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض نے اپنی زبان سے خود ہی مجددیت کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا۔ صرف بعض لوگوں نے انکو اپنے اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم کر لیا ہے۔ ہم انکے نام صدی وار لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ لوگ انکے اسمائے مبارک سے ناواقف اور ناآشنا ہیں۔ اچھی طرح سے واقف ہو جائیں۔

پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں

(۱) عمر بن عبد العزیز (۲) سالم (۳) قاسم (۴) مکحول۔ علاوہ ان کے اور بھی اس صدی میں مجدد مانے گئے ہیں۔ چونکہ جو مجدد جامع صفات حسنہ ہوتا ہے۔ وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی مجدد فی نفسہ مانا جاتا ہے۔ اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا۔ تو دوسرے اسکے تابع ہو کر کارروائی کرتے تھے۔ چنانچہ صدی اول کے مجدد متصف بجامع صفات حسنی حضرت عمر بن عبد العزیز تھے دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۹۔ وقرۃ العیون ومجالس الابرار۔

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام محمد ادریس ابو عبد اللہ شافعی (۲) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (۳) یحییٰ بن معین بن عون مطفانی (۴) اشہب بن عبد العزیز بن داؤد قیس (۵) ابو عمرو مالکی مصری (۶) خلیفہ مامون رشید بن ہارون (۷) قاضی حسن بن زیاد حنفی (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی (۹) سہل بن ابی سہل بن ریحلہ شافعی۔ (۱۰) بقول امام شعرانی حارث بن اسعد محاسبی ابو عبد اللہ صوفی بغدادی۔ (۱۱) اور بقول قاضی القضات علامہ عینی۔ احمد بن خالد الخلال ابو جعفر حنبلی بغدادی۔ دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۱۴۔ قرۃ العیون ومجالس الابرار۔

تیسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی (۲) ابو الحسن اشعری متکلم شافعی۔ (۳) ابو جعفر طحاوی ازدی حنفی (۴) احمد بن شعیب (۵) ابو عبد الرحمٰن نسائی (۶) خلیفہ مقتدر باللہ عباسی

عسل مصفیٰ صفحہ 117 تا 120 از مرزا خدا بخش صاحب

یہ حوالہ صفحہ 63 پر درج ہے

(۷) حضرت شبلی صوفی (۸) عبیداللہ بن حسین (۹) ابوالحسن کرخی صوفی حنفی (۱۰) امام بقی بن مخلد قرطبی مجدد اندلس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام ابوبکر باقلانی (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی (۳) ابوحامد اسفرائنی (۴) حافظ ابو نعیم (۵) ابوبکر خوارزمی حنفی (۶) بقول شاہ ولی اللہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری (۷) امام بیہقی۔ (۸) حضرت ابوطالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیا سے ہیں (۹) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغداد (۱۰) ابو اسحاق شیرازی (۱۱) ابراہیم بن ہلال بن یوسف فقیہ و محدث۔

پانچویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن محمد ابوحامد امام غزالی (۲) بقول عینی و کرمانی حضرت راعولی حنفی (۳) خلیفہ مستظہر بالدین مقتدی باللہ عباسی (۴) عبداللہ بن محمد انصاری ابو اسمٰعیل ہروی (۵) ابوطاہر سلفی (۶) محمد بن احمد ابوبکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عمر ابوعبداللہ فخر الدین رازی (۲) علی بن محمد (۳) عزالدین ابن کثیر (۴) امام رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفا (۵) یحییٰ بن حبش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی شہید امام طریقت (۶) یحییٰ بن اشرف بن حسن محی الدین لوذی۔ (۷) حافظ عبدالرحمٰن ابن جوزی۔

ساتویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) احمد بن عبدالحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (۲) تقی الدین ابن دقیق السعید (۳) شاہ شرف الدین مخدوم بہاری سندی (۴) حضرت معین الدین چشتی (۵) حافظ

عسل مصفی صفحہ 117 تا 120 از مرزا خدا بخش صاحب	یہ حوالہ صفحہ 63 پر درج ہے

ابن القیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی دعی دمشقی حنبل (۶) عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابو محمد عفیف الدین یافعی شافعی (۷) قاضی بدرالدین محمد بن عبداللہ الشبلی حنفی دمشقی۔

آٹھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی (۲) حافظ زین الدین عراقی شافعی (۳) صالح بن عمر بن اسلان قاضی بلقینی (۴) علامہ ناصر الدین شاذلی ابن سنت میلی۔

نویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) عبدالرحمٰن بن کمال الدین شافعی معروف بامام جلال الدین سیوطی (۲) محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی شافعی (۳) سید محمد جون پوری مہدی۔ اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد ہیں

دسویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) ملا علی قاری (۲) محمد طاہر فتنی گجراتی محی الدین محی السنۃ (۳) حضرت علی بن حسام الدین معروف بعلی متقی ہندی مکی۔

گیارہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) عالمگیر بادشاہ غازی اورنگ زیب (۲) حضرت آدم بنوری صوفی (۳) شیخ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی معروف بامام ربانی مجدد الف ثانی

بارھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (۲) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (۳) سید عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکبانی (۴) حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (۵) امام شوکانی (۶) علامہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر یمن (۷) محمد حیات بن ملا لازیہ

بعض کے نزدیک حضرت امیر ضیور بادشاہ بھی مجدد ہیں۔

یہ حوالہ صفحہ 63 پر درج ہے	عسل مصفیٰ صفحہ 117 تا 120 از مرزا خدا بخش صاحب

سندھی ۔ نی)

تیرھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) سید احمد بریلوی (۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۳) مولوی محمد اسمٰعیل شہید دہلوی (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (۵) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے ۔ ہم اسکا انکار نہیں کر سکتے ۔ کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جنکو مجدد مانا گیا ہو ۔ اور ہمیں انکی اطلاع نہ ملی ہو ۔ وجہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جامع جمیع صفات انسانی تھے ۔ کوئی کامل انسان ایسا نہیں ہو سکتا تھا ۔ کہ شریعت اسلامی کے تمام محکمجات کی خدمات کو سر انجام دے سکتا ۔ اسلئے ضروری بلکہ اشد ضروری تھا ۔ کہ شریعت حقہ اسلام کے ہر پہلو اور ہر محکمہ کے ضعف اور کمزوری کو دور کرنے کے لئے الگ الگ افراد اس خدمت پر مامور ہوتے اور مشاہدہ اور تجربہ گواہی دیتا ہے کہ ایسا ہی ہوتا رہا ۔ چنانچہ فہرست مجددین سے واضح ہوتا ہے ۔ کہ کوئی مجدد فقیہ ہے کوئی محدث ہے ۔ کوئی مفسر ہے کوئی صوفی یعنی متکلم ہے ۔ اور کوئی بادشاہ ہے ۔ الغرض جن کاموں کو ایک ذات جامع جمیع صفات انسانی بحسن وخوبی سر انجام دیتی تھی ۔ اب مختلف زمانوں میں مختلف افراد مختلف پہلوؤں میں ان خدمات کو بجا لاتے رہے ۔ اور اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا ۔

جب یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا ۔ کہ ہر صدی کے سر پر کسی مجدد کا آنا ضروری ہے ۔ تو اب کوئی وجہ نہیں کہ چودھویں صدی کے سر پر کوئی مجدد۔ **حوالہ نمبر ۲** مجدد کا آنا نہایت ہی ضروری ہے ۔ خاص کر ایسے پر فتن زمانہ میں جبکہ اسلام پر ہر پہلو اور ہر طرف سے مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں ۔ اور اسلام ایسے نرغہ میں پھنس گیا ہے ۔ کہ جس سے جانبری نہایت ہی مشکل ہو گئی ہے ۔

اں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر صدی میں جو مجدد آیا ہے ۔ اسکا کام یہی ہوتا تھا ۔ کہ اسلام پر جس پہلو سے حملہ کیا گیا ۔ یا جس بات میں اسلام ضعیف ہو گیا اسی حملہ یا نقص کے دور کرنے کے لئے وہ مجدد کھڑا ہوا اور مجدد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام

یہ حوالہ صفحہ 63 پر درج ہے	عسل مصفی صفحہ 117 تا 120 از مرزا خدا بخش صاحب

سُنَنُ الدَّارَقُطْنِي

تأليف

شيخ الاسلام حافظ عصره . الفذ في علم الحديث ومعرفة علله ورجاله

الإمام الكبير علي بن عمر الدارقطني

المولود سنة ٣٠٦ والمتوفى سنة ٣٨٥ هجرية

وبذيله

التعليق المغني على الدارقطني

تأليف

المحدث العلامة

أبي الطيب محمد شمس الحق العظيم آبادي

الجزء الأول

عالم الكتب

بيروت

الطبعة الرابعة
١٤٠٦ هـ - ١٩٨٦ م

بيروت - المزرعة - بناية الإيمان - الطابق الأول - ص.ب. ٨٧٢٣
تلفون : ٣٠٦١٦٦ - ٣١٥١٤٢ - ٣١٣٨٥٩ - برقياً : نابعلبكي - تلكس : ٢٣٣٩٠

حوالہ نمبر 117

دينار الطاحى عن يونس عن الحسن ، عن أبي بكرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم « إن الله عز وجل إذا تجلى لشيء من خلقه خشع له » تابعه نوح بن قيس عن يونس ابن عبيد

١٠ — حدثنا أبو سعيد الأصطخرى ثنا محمد بن عبد الله بن نوفل ثنا عبيد بن يعيش ، ثنا يونس بن بكير عن عمرو[٧] بن شمر عن جابر ، عن محمد بن على قال . إن لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السماوات والأرض ، ينكسف القمر لأول ليلة من رمضان ، وتنكسف الشمس فى النصف منه ، ولم تكونا منذ خلق الله السماوات والأرض .

١١ — حدثنا ابن أبي داود ثنا أحمد بن صالح ومحمد بن سلمة قالا نا ابن وهب ، عن عمرو ابن الحارث أن عبد الرحمن بن القاسم حدثه عن أبيه ، عن عبد الله[٨] بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : « إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا ينخسفان لموت أحد ولا لحياته ، ولكنهما آيتان من آيات الله ، فإذا رأيتموها فصلوا » .

الأخيرة أعنى : ولكن الله إذا تجلى لشيء الخ وإنما فى سنن النسائى من حديث قبيصة الهلالى ومن حديث النعمان بن بشير ولفظه : إن الله عز وجل إذا بدا لشيء من خلقه خشع له ، وقد أطال الحافظ ابن القيم الكلام فى معنى هذه الزيادة فى كتابه مفتاح دار السعادة بما لا مزيد عليه . قوله : عمرو[٧] بن شمر عن جابر ، كلاهما ضعيفان لا يحتج بهما . قوله : عن عبد الله[٨] ابن عمر ، الحديث أخرجه الشيخان ، واعلم أنه ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم فى الكسوف والخسوف فى كل ركعة بركوع ، وفى كل ركعة ركوعان ، وفى كل ركعة ثلاث ركوعات ، وأربعة ركوعات ، وخمسة ركوعات . قال الحافظ فى فتح البارى : وجمع بعضهم بين هذه الأحاديث بتعدد الواقعة ، وأن الكسوف وقع مراراً فيكون كل من هذه الأوجه جائزاً ، وإلى ذلك ذهب إسحاق بن راهويه ، لكن لم يثبت عنده الزيادة على أربع ركوعات ، وقال ابن خزيمة وابن المنذر والخطابى وغيرهم : يجوز العمل بجميع ما ثبت من ذلك ، وهو من الاختلاف المباح ، وقواه النووى فى شرح مسلم . والله أعلم .

سنن دارقطنی از امام علی بن عمر الدارقطنی جلد اول ص 65 مطبوعہ بیروت	یہ حوالہ صفحہ 63 پر درج ہے

حوالہ نمبر 118

ایسا ہی ذرہ انصاف کرنا چاہئیے کہ کس قوت اور چمک سے کسوف اور خسوف کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ۔ اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی۔ اے پلید دجال! پیشگوئی تو پوری ہوگئی لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ پیشگوئی کے اصل لفظ جو امام محمد باقر سے دارقطنی میں مروی ہیں یہ ہیں۔ "ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ الخ۔ یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادّعا کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات۔ اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لئے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس غرض سے نہیں تھا کہ وہ خسوف کسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے۔ بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے مہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو۔ اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف کسوف ہوا ہو۔ پس ان مولویوں کو چاہئیے تھا۔ کہ اگر اس پیشگوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے بحوالہ کسی کتاب کے پیش کرتے جس میں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے۔ اور اس کے وقت میں ایسا خسوف کسوف بھی ہو چکا ہے مگر اس طرف تو انہوں نے رخ بھی نہیں کیا۔ اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کے یہ معنی ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگیگا۔ اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ لاحول ولاقوۃ۔ ان احمقوں نے یہ معنی کس لفظ سے سمجھ لئے۔ اے نادانو! آنکھوں کے اندھو! مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو!

انجام آتھم ضمیمہ ص46 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص330 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 64 پر درج ہے

وذمی ہذا بیان بعض العلماء و اما صاحب الانسان الکامل عبدالکریم

یہ تو بعض علماء کا قول ہے مگر صاحب کتاب انسان کامل عبدالکریم نے

الذی ہو من المتصوفین فبلغ الامر الی النہایۃ وقال ان التثلیث

جو متصوفین میں سے ہے اس بارے میں حد ہی کر دی اور کہا کہ تثلیث

بمعنے حق ولا حرج فیہ وان عیسٰے کذا وکذا بل اشار الی انہ لیس

ایک معنی کے رو سے حق ہے اور اسمیں کچھ حرج نہیں اور عیسٰے ایسا ہوا اور ایسا ہو بلکہ اس طرف اشارہ کر دیا کہ

بمخلوق ومنہم من اعتدی فی کذبہ وقال بسم اللہ الاب والابن و

وہ خدا تعالٰی کی مخلوق میں سے نہیں ہوا اور بعض آدمی جھوٹ بولنے میں بہت بڑھ گئے اور یہ کہا کہ بسم اللہ الاب والابن

روح القدس کذلک ایدوا الفریۃ ونصروہا وکان الکذب فی اول الامر

روح القدس اسی طرح انہوں نے جھوٹ کی تائید کی اور جھوٹ کو مدد دی اور جھوٹ پہلے پہلے تو

قلیلا ثم من جاء بعد کاذب الحق بکذبہ کذبا اٰخر حتی ارتفعت منہ

تھوڑا تھا پھر جو شخص ایک جھوٹے کے بعد آیا اس نے کچھ اپنی طرف سے بھی پہلے جھوٹ پر زیادہ کیا یہاں تک کہ جھوٹ کی

عمارۃ الکذب وجعل ابن عجوزۃ ابن اللہ وبعد ذلک جعل اللہ العٰلمین

عمارت بہت اونچی ہو گئی اور ایک بڑھیا عورت کا بچہ خدا کا بیٹا بنایا گیا اور پھر خدا کر کے مانا گیا خبردار ہو کہ

الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ان عیسٰے الا نبی اللہ کانبیاء اٰخرین وان

جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ عیسٰی صرف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ

ہو الا خادم شریعۃ النبی المعصوم الذی حرم اللہ علیہ المراضع حتی

اس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھیں یہانتک کہ

اقبل علی ثدی امہ وکلمہ ربہ علی طور سینین وجعلہ من المحبوبین ہذا ہو موسٰی

اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچایا گیا اور اسکا خدا کوہ سینا میں اس سے ہمکلام ہوا اور اسکو پیارا بنایا یہ وہی موسٰی

---

* (الفائدۃ) کلم اللہ موسٰے علٰے جبل وکلم الشیطن عیسٰے علٰے جبل فانظر الفرق بینہما ان کنت من الناظرین منہ

خدا ایک پہاڑ پر موسٰی سے ہمکلام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان عیسٰے سے ہمکلام ہوا اسی لئے دونوں قسم کے

مکالمہ میں غور کر اگر غور کرنے کا مادہ ہے۔

یہ حوالہ صفحہ 66 پر درج ہے

نور الحق حصہ اول ص 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 68،69 از مرزا غلام احمد صاحب

فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الیٰ حیاتہ و فرض علینا ان نؤمن

مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہوگیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں

انہ حیٌّ فی السّماء و لم یمُتْ ولیس من المیتین۔

کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مُردوں میں سے نہیں۔

و امّا نزول عیسیٰ من السّماء فقد اثبتنا بطلانہ فی کتابنا الحمامۃ

مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہونگے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ

وخلاصتہ انا لانجد فی القرآن شیئاً فی ھذا الباب من غیر خبر وفاتہ

میں بخوبی ثابت کر دیا ہوا اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ہم قرآن میں بغیر وفات حضرت عیسیٰؑ کے اور کچھ ذکر نہیں پاتے اور

الذی نجدھا فی مقامات کثیرۃ من الفرقان الحمید نعم جاء لفظ النزول

وفات کا ذکر نہ ایک جگہ بلکہ کئی مقامات میں پاتے ہیں ہاں بعض احادیث میں نزول کا

فی بعض الاحادیث ولکنہ لفظ قد کثر استعمالہ فی لسان العرب

لفظ آیا ہو لیکن وہ لفظ ایسا ہے کہ زبان عرب میں اکثر استعمال اس کے

علی نزول المسافرین اذا نزلوا من بلدۃ ببلدۃ او من ملک بملک

مُسافروں کے حق میں ہے جب وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں وارد ہوں یا ایک ملک سے دوسرے

متغربین و النزیل ھو المسافر کما لا یخفی علی العالمین۔

ملک میں سفر کر کے آویں اور نزیل تو مسافر کو ہی کہتے ہیں جیسا کہ جاننے والوں پر پوشیدہ نہیں۔

و امّا لفظ التوفی الذی یوجد فی القرآن فی حق المسیح وغیرہ

مگر توفی کا لفظ جو قرآن میں حضرت مسیح اور دوسروں کے حق میں پایا جاتا ہے سو اسکیں بغیر معنے مارنے کے

من بنی آدم فلا سبیل فیہ الیٰ تاویل اخریٰ بغیر الاماتۃ واخذنا

اور کوئی تحویل نہیں ہو سکتی اور یہ معنے مارنے کے ہم نے

معناہ من النبی و من اجل الصحابۃ لا من عند انفسنا و انت تعلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے بزرگ صحابہ سے لئے ہیں یہ نہیں کہ اپنی طرف سے گھڑے ہیں اور تو جانتا ہے کہ

ص ۵۱

یہ حوالہ صفحہ 66 پر درج ہے

نور الحق حصہ اول ص 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 68، 69 از مرزا غلام احمد صاحب

جس سے ظاہر ہے کہ مسیح کے ماننے والوں (خواہ حقیقی طور پر پیرو ہوں یا برائے نام) کا جب
کبھی منکران مسیح سے مقابلہ ہوا۔ تو متبعان مسیح ان منکران مسیح پر غالب رہے۔ حالانکہ حقیقت
عیسائی مسیح کے پیرو نہیں بلکہ صرف اسمی طور پر اسکی طرف منسوب ہیں اگر پیشگوئی کا تعلق صرف
حقیقی متبعین سے ہوتا تو عیسائیوں کا غلبہ ہرگز نہ ہوتا۔ پس برائے نام پیروؤں کا غلبہ ثبوت
ہے اس بات کا کہ پیشگوئی کا تعلق اسم سے ہوتا ہے ہمیشہ جب تک موجودہ مدعیان اسلام اسمی
طور سے مسلمان کہلاتے ہیں اور عیسائیوں اور یہودیوں میں مل نہیں جاتے اسوقت تک اگر وہ
مکہ مدینہ پر قابض رہیں تو پیشگوئی کے صدق پر کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ اعتراض
تو غیر احمدیوں کی طرف سے ہوسکتا ہے خلافت کے منکرین کی طرف سے نہیں ہوسکتا کیونکہ خلافت
کے منکرین کے لیئے تو اتنا سوچنا ہی کافی ہے کہ مکہ مدینہ کے علماء کی طرف سے بھی مسیح موعود پر کفر کا
فتویٰ لگ چکا ہے پس وہ تکفیر کی وجہ سے کافر بن چکے ہیں اور تکفیر کا مسئلہ منکرین خلافت
کے نزدیک بھی مسلّم ہے۔ فتدبروا

گیارھواں اعتراض یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اچھا اگر حضرت مسیح موعود واقعی اپنے
منکروں کو کافر سمجھتے تھے تو کیوں آپ نے ان سے وہ سلوک روا رکھا جو کافروں سے جائز
نہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا اعتراض کرنا معترض کی ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے
کیونکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز
رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔
غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا ان کے
جنازے پڑھنے سے روکا گیا اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر سکتے ہیں دو
قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ
عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے سو یہ دونوں
ہمارے لیئے حرام قرار دے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں
کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام

یہ حوالہ صفحہ 70 پر درج ہے

کلمۃ الفصل صفحہ 169، 170 از مرزا بشیر احمد ایم اے

کیوں کہا جاتا ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی سلام نہیں کہا اور نہ انکو سلام کہنا جائز ہے غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعودؑ نے غیروں سے الگ کیا ہے اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔ اسجگہ یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ بات ہے تو کیوں ایسی احمدی عورت کا نکاح فسخ نہیں قرار دیا جاتا جس کا خاوند غیر احمدی ہے یا کیوں ایک احمدی باپ کا ورثہ غیر احمدی بیٹے کو جاتا ہے حالانکہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کے احکام دو قسم کے ہیں ایک وہ جو ہر ایک انسان کے لیئے ہیں اور ایک وہ جو صرف حکومت کے لیئے ہیں مثلاً نماز پڑھنا ہر ایک کا فرض ہے لیکن چور کے ہاتھ کاٹنا ہر ایک کا فرض نہیں بلکہ حکومت کا فرض ہے اسی طرح روزہ رکھنا ہر ایک مسلمان کے لیئے فرض ہے مگر زانی کو سنگسار کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض نہیں بلکہ صرف اسلامی حکومت کا فرض ہے اب اگر اس اصل کے ماتحت غیر احمدیوں اور احمدیوں کے تعلقات پر نظر ڈالی جاوے تو سارے جھگڑے کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ چونکہ نماز الگ کرنے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اس لیئے اسپر عملدرآمد کا حکم دیا گیا یہی حال جنازوں اور رشتے اور ناطوں کا ہے لیکن وراثت اور نکاح فسخ ہو جانے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لیئے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا اگر آپ کو حکومت دی جاتی تو آپ انکے متعلق بھی حکم جاری فرماتے پس مسئلہ وراثت کے متعلق ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہاں اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے جو حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اور پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق فیصلہ نہیں فرمایا تو اسکو پیش کیا جاوے ورنہ یہ کہنا کہ غیر احمدیوں کے ساتھ بعض اسلامی سلوک جائز رکھے گئے ہیں ایک دعویٰ ہے جسکی کوئی بھی دلیل نہیں۔ فتدبروا

بارھواں اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو عبدالحکیم کو خط لکھا ہے اس میں آپ نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جسکو تیری دعوت پہنچی ہے اور اس نے تجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ کم از کم وہ لوگ کافر

یہ حوالہ صفحہ 70 پر درج ہے	کلمۃ الفصل صفحہ 169، 170 از مرزا بشیر احمد ایم اے

۱۸۹۹ء "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔"

(از خط حضرت اقدس بنام بابو الہٰی بخش صاحب ۱۶ جون ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۲۷۰۔ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۷)

۳۰ جون ۱۸۹۹ء "۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا:

پہلے بیہوشی۔ پھر غشی۔ پھر موت

ساتھ ہی اس کے یہ تفہیم ہوئی کہ یہ الہام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سُنایا گیا اور الحکم نمبر ۲۳ جلد ۳۔ ۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا۔

پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑے خاں اسسٹنٹ سرجن یک ناگہانی موت سے قصور میں گذر گئے۔ اوّل بیہوش رہے پھر بعد غشی طاری ہو گئی۔ پھر اس ناپائیدار دنیا سے کوچ کیا۔ اور اُن کی موت اور اِس الہام میں صرف بیس۲۰ بائیس۲۲ دن کا فرق تھا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

۱۸۹۹ء "صبح حضرت اقدس کو یہ رؤیا ہوئی ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند سلمہا اللہ تعالیٰ گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رؤیا میں عاجز راقم عبد الکریم کو جو اس وقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیئے۔ اِس رؤیا کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرتِ الٰہی شامل ہوئی چاہتی ہے۔"[1]

(از خط مولانا عبد الکریم صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

---

[1] اِس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی ..... وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقہ میں یوز آسف نبی کا چبوترہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چبوترہ کے نام ہے ... ...اس خط سے حضرت اقدس اِس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا "اللہ تعالیٰ گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لا دیتا تو میں کبھی اِتنا خوش نہ ہوتا جیسا اِس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے"...... خدا کا علم اور قدرت دیکھئے ظہر کے وقت

حوالہ نمبر 122

۱۸۸۸ء

"اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔"

(مکتوب حضرت اقدس اگست ۱۸۸۸ء مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

۱۸۸۸ء

"یہ بات کُھل کُھل الہام الٰہی نے ظاہر کر دی کہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے وہ بے فائدہ نہیں آیا تھا بلکہ اُس کی موت اُن سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہوئی جنہوں نے محض للہ اُس کی موت سے غم کیا اور اُس ابتلاء کی برداشت کر گئے کہ جو اُس کی موت سے ظہور میں آیا۔"

(سبز اشتہار صفحہ ۱۶، ۱۷ حاشیہ۔ تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۱۲۶، ۱۲۷۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۶۹)

۱۸۸۸ء

"اس[1] موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ قَالُوْا تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَکُوْنَ مِنَ الْھَالِکِیْنَ۔ شَاھَتِ الْوُجُوْہُ فَتَوَلَّ عَنْھُمْ حَتّٰی حِیْنٍ۔ اِنَّ الصَّابِرِیْنَ یُوَفّٰی اَجْرُھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

اب خدا تعالیٰ نے اِن آیات میں صاف جتلا دیا کہ بشیر کی موت لوگوں کی آزمائش کے لئے ایک ضروری امر تھا۔ جو کچے تھے وہ مصلح موعود کے ملنے سے نا اُمید ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ قریب مرگ ہو جائے گا یا مر جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ ایسوں سے اپنا منہ پھیرے جب تک وہ وقت پہنچ جائے اور بشیر کی موت پر جو ثابت قدم رہے اُن کے لئے بے اندازہ اجر کا وعدہ ہوا۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور کوتاہ بینوں کی نظر میں حیرت ناک۔"

(مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۴۹، ۵۰)

۱۸۸۸ء

"اِنَّ[2] لِیْ کَانَ اِبْنًا صَغِیْرًا وَّکَانَ اسْمُہٗ بَشِیْرًا تَوَفَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرَّضَاعِ۔ وَاللّٰہُ خَیْرٌ

---

[1] یعنی بشیر اوّل کی موت۔ (مرتب)

[2] (ترجمہ از مرتب) میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہو گیا اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیتِ الٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہو اُن کی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اس کا مثیل عطا ہو گا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا کیا)۔

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 130 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 70 پر درج ہے

جس زمانہ میں ان مولویوں اور اُن کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بد زبانی کے حملے شروع کئے اُس زمانہ میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے میرے ساتھ تھے۔ اور اِس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ستر ہزار کے

بقیہ حاشیہ ٹھیرایا ہے اور پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوت عالیہ کی کسرِ شان نہ ہو اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظلی طور پر نبوت محمدی اس میں رکھ دی تا ایک معنے سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ خدائے حکیم علیم نے وضع دنیا دوری رکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہیں نیک نیکوں کے مشابہ اور بد بدوں کے مشابہ مگر یہ امر مخفی ہوتا ہے اور زور شور سے ظاہر نہیں ہوتا لیکن آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا تا یہ اُمت مرحومہ دوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اُس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے اُس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدم ابراہیم نوح موسیٰ داؤد سلیمان یوسف یحییٰ عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس اُمت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے اُن کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا چنانچہ قرآن شریف میں انہی کی طرف اشارہ کرتا ہوا وہ فرماتا ہے

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین[1]

پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اس اُمت کے بعض افراد کو گذشتہ نبیوں کا کمال دیا جائے گا اور نیز یہ کہ گذشتہ کفار کی عادات بھی بعض منکروں کو دی جائیں گی اور بڑی شد و مد سے

[1] الفاتحۃ: ۶-۷

نزول المسیح (حاشیہ) ص 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 382 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 70 پر درج ہے

حوالہ نمبر 124

میں عذاب دینا چاہوں وہ عذاب میں گرفتار ہو اور جس کو میں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ رہے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء " آخَّرَهُ اللّٰهُ إِلٰى وَقْتٍ مُّسَمًّى "[1]

فرمایا۔ چھوٹے زلزلے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاخیر ڈال گئی ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ بدر جلد ۲ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء "میں پچاس یا ساٹھ اور نشان دکھلاؤں گا۔"[2]

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء " چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا۔

إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّكَ۔[3]

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء " خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے۔"

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد مندرجہ رسالہ "الذکر الحکیم" نمبر ۴ صفحہ ۲۴ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد۔ الفضل جلد ۲۲ نمبر ۸۵ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۸)

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈال دی ہے وقت مقررہ تک۔

[2] الحکم میں یہ الفاظ ہیں "میں پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھلاؤں گا۔"

[3] (ترجمہ السلام) "ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۹)

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 519 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 71 پر درج ہے

حوالہ نمبر125

اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے

فند بردا۔ پھر حضرت صاحب کا یہ الہام بھی چھپ چکا ہے کہ۔ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ اس الہام میں تو صریح کافر کا لفظ موجود ہے۔ یہ الہام بھی حضرت مسیح موعودؑ کو بہت دفعہ ہُوا کہ:۔ وامتازوا الیوم ایھا المجرمون یعنی اے مجرمو! تم بہت مُدت سے اسلام کا نام لے رہے ہو آج کے دن سے تم کو الگ کر دیا جاتا ہے۔ پھر ایک اور الہام ہے جس میں انکار کی گنجائش باقی رہتی ہی نہیں سوائے اسکے کہ الہام کا انکار کر دیا جاوے اور وہ الہام یہ ہے قل یا ایھا الکفار انی من الصّٰدقین (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۲) اب کہاں ہیں وہ لوگ جن کا یہ قول ہے کہ مسیح موعودؑ کو نا ماننا جزو ایمان نہیں وہ دیکھیں کہ خدا مسیح موعودؑ کو حکم دیتا ہے کہ تو کہہ اے کافرو میں صادقین میں سے ہوں یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ اس الہام میں مخاطب ہر ایک ایسا شخص ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کو صادق نہیں سمجھتا کیونکہ فقرہ انی من الصّٰدقین اس کی طرف صاف طور پر اشارہ کر رہا ہے۔ پس ثابت ہُوا کہ ہر ایک جو آپ کو صادق نہیں جانتا اور آپکے دعاوی پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔ پھر اسکے ساتھ یہ الہام بھی قابل غور ہے کہ فقطع دابر القوم الذین لا یؤمنون۔ اس میں حضرت مسیح موعودؑ کے منکروں کو قوم لا یؤمنون کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۷ پر حضرت صاحب کا یہ الہام درج ہے کہ۔

چو دور خسروی آغاز کردند ٭ مسلماں را مسلماں باز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان تو اس لیئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جاوے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے مگر ان کے اسلام کا اسلیئے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ انکو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جاوے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور الہام ہے جو آپ کو اپنی وفات سے چند دن پہلے

کلمۃ الفصل ص 143 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 71 پر درج ہے

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق

آئینہ صداقت

جسمیں

امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

نے

مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے معدودے چند رفقاء کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی کے

اسباب صحیح واقعات اور سچے حالات کا انکشاف اور سیاست سے پیدا ہو سکنے والی

غلط فہمیوں کا سدباب فرمایا ہے

تاریخ اشاعت ۲۶ دسمبر ۱۹۲۱ء
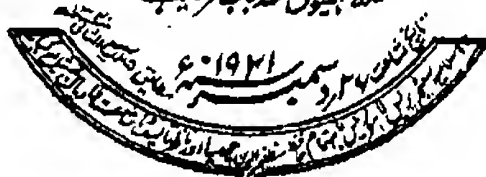
باب اوّل

اُن غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے اختلاف سلسلہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیلِ عقیدہ کے متعلق مجھ پر بے جا الزام

سیبیوں سے غلط طور پر ہماری مشابہت بتانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک تاریخ بیان کی ہے۔ جس میں انھوں نے اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد بعض اقوام سے متاثر ہو کر میں نے (یعنی اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے۔

تعداد عقائد

یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین اُمور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوّم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہٗ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورۂ صف آیت) کے مصداق ہیں۔ سوّم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سُنا۔ وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

ہر سہ عقائد کا بیان

میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد اختیار کئے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں آگے ثابت کروں گا۔ ان میں سے اول الذکر اور آخر الذکر حضرت مسیح موعود کے وقت سے ہیں۔ اور ثانی الذکر عقیدہ جیسا کہ خود میں نے اپنے لیکچروں میں بیان کیا ہے۔ جو چھپ بھی چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت استاذی المکرم خلیفۃ المسیح اول رضہ سے گفتگو اور انکی تسلیم کا نتیجہ ہے

آئینہ صداقت صفحہ 35 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 71 پر درج ہے

انوارِ خلافت

(مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ 1915ء)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

حوالہ نمبر 127

نے کہا آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں میں یہ نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں یہ سنکر وہ حیران سا ہو گیا۔ لیکن جب اس سے یہ پوچھا گیا کہ آپ جس مسیح کے آنے کے منتظر ہیں اس کے منکروں کو کیا کہتے ہیں۔ تو کہنے لگا بس بس میں سمجھ گیا بے شک آپ کا حق ہے کہ ہم کو کافر سمجھیں۔

پس تم لوگ دین کو اپنی جگہ پر رکھو اور دنیا کو اپنی جگہ پر۔ اور جہاں دین کا معاملہ آئے وہاں فوراً الگ ہو جاؤ۔ وہ لوگ جو اس بات سے چڑتے ہیں کہ ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے۔ ان سے پوچھو کہ جب تمہارا مسیح آئے گا اور جو لوگ اسے نہیں مانیں گے ان کو کیا کہو گے۔ یہی نا کہ ان کی گردن اڑا دو۔ لیکن ہم تو کسی کی گردن نہیں اڑاتے ہم تو شریعت کا فتویٰ استعمال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کہو اگر تمہارے خیال میں ہم ایک جھوٹے مسیح کو مانتے ہیں تو پھر ہمارے جنازہ پڑھنے سے تمہارے مردہ کو فائدہ کیا ہو گا کیا جس صورت میں کہ ہم مسلمان ہی نہیں ہماری دعا سے آپ کا مردہ بخشا جا سکتا ہے۔ پس اگر ان باتوں پر کوئی غور کرے تو کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہو سکتا۔

اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے۔ تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعودؑ کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ پھر میں کہتا ہوں بچہ تو گنہگار نہیں ہوتا اس کو جنازہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پسماندگان کے لئے اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے بچہ کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔

باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت صاحب کو تو سچا مانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور اسی حالت میں مر گیا ہے اس کو ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی

یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے	انوار خلافت صفحہ 38 مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 150 از مرزا بشیر الدین محمود

www.iqbalkalmati.blogspot.com

316

حوالہ نمبر 128

جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کریں یعنی اللہ پر ایمان لے آئیں اور رسولوں کو نہ مانیں یا کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں بھی مانتے اور چاہتے ہیں کہ کوئی بین بین کی راہ نکالیں یہی لوگ پکے کافر ہیں اور اللہ نے کافروں کے لیئے ذلیل کرنیوالا عذاب تجویز کیا۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کھلے الفاظ میں ان لوگوں کا رد کیا ہے جو تمام رسولوں کا ماننا جزو ایمان نہیں سمجھتے۔ پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لیئے اولئک ھم الکافرون حقاً فرمایا۔ فتدبروا

اور اگر یہ کہا جاوے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کا سوال ہے مسیح موعود کا کوئی ذکر نہیں تو یہ ایک ظلم عظیم ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مسیح موعود کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ فرمایا "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا" یا جیسے فرمایا یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر یا جس طرح فرمایا انی مع الرسول اقوم اور مسیح موعود نے بھی اپنی کتابوں میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (دیکھو بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) یا جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اسوقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں" (دیکھو خط حضرت مسیح موعودؑ بطرف ایڈیٹر اخبار عام لاہور) یہ خط حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات سے صرف تین دن پہلے یعنی ۲۳۔ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا اور آپ کا یوم وصال ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں شائع ہوا۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے سرتاج محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آنیوالے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا جیسا کہ صحیح مسلم سے

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے	کلمۃ الفصل صفحہ 110 از مرزا بشیر احمد ایم اے

حوالہ نمبر 129

من جملتها هذا الالهام، أعني يا عيسى انى متوفيك ورافعك اليّ ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة، وان الله قد سمانى فى هذا: عيسٰى؛ ومن جملتها الهام آخر خاطبني ربي فيه وقال انى خلقتك من جوهر عيسٰى وانك وعيسٰى من جوهر واحد وكشيئ واحد؛ ومن جملتها الهام سمى فيه كل من خالفني من العلماء اليهود والنصارىٰ. ثم ما ألهمت الى عشر سنين بمثل هذه الالهامات وما كنت أدرى انى أومر بعد هذه المدة الطويلة وأسمّٰى مسيحا موعودا من الله تعالٰى بل كنت خلت ان المسيح نازل من السماء كما هو مركوز فى مدارك القوم؛ ولكني كنت اقول فى نفسي تعجبا ان الله لِمَ سمانى عيسى ابن مريم فى الهامه المتواتر المتتابع ولِمَ قال انك وانه من جوهر واحد، ولِمَ سمى المخالفين اليهود والنصارىٰ؛ فظهرت عليّ معانى تلك الالهامات والاشارات بعد

مثلہ

وعن ابن مسعود لا يأتى مائة سنة وعلى الارض نفس منفوسة اليوم رواه مسلم؛ وهكذا ذكر البخارى فى صحيحه والمضمون واحد لا حاجة الى الاعادة. فوجب من هذا على كل مؤمن ان يؤمن بموت الدجال بعد المائة من زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم الا فكيف يمكن التخلف فيما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوحى من الله تعالى مؤكدا بقسمه، والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تأويل فيه ولا استثناء والا فأي فائدة كانت فى ذكر القسم؛ فتدبر كالمفتشين المحققين. واما تطبيق هذين الحديثين فلا يمكن الا بعد تأويل حديث الدجال وجعله من قبيل الاستعارات؛ فنقول ان حديث خروج الدجال يدل على خروج طائفة الكذابين فى آخر الزمان من قوم النصارىٰ، وفى الحديث اشارة الى انهم يشابهون آباءهم المتقدمين فى مكرهم وخديعتهم وانواع فتنتهم وحرصهم على اضلال الناس كانهم هم، الا ان آباءهم كانوا مقيدين بالسلاسل والاغلال ولكن هؤلاء يخرجون من ذلك السجن ويضع الله عنهم اغلالهم فيعيثون يمينا وشمالا ويفسدون فى الارض

حمامۃ البشریٰ صفحہ 14 روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

پیغامِ صلح

رقم فرمودہ

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

حوالہ نمبر 130

سے نظر آوے اور کوئی کسی کونہ سے ۔ یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی ۔ بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں ۔ اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے ۔ اور اس کے ساتھ جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں ۔ وہ ہر ایک نشان چراغ ہے ۔ اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے ۔ وُہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے ۔ میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گذرا ہے ۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دُوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اُس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو ۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا ۔ اور یہ قول میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان شخص ہوں ۔ بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں گواہی دُوں ۔ اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں ۔ بلکہ ایسے وقت میں جب کہ دُنیا میں مذاہب کی کشتی شروع ہے ۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے ۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا ۔ کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں ۔ بلکہ میں وُہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے ۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے ۔ کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دُنیا میں پھیل جائے یا بُدھ مذہب دُنیا پر حاوی ہو جائے ۔ مگر وُہ اس خیال میں غلطی پر ہیں ۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی ۔ جب تک وُہ بات آسمان پر قرار نہ پائے ۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے ۔ کہ آخر اسلام کا مذہب دِلوں کو فتح کریگا ۔ اس مذہبی جنگ میں مجھے حکم ہے کہ میں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں ۔ اور میری مثال اُس شخص کی ہے ۔ کہ جو ایک خطرناک ڈاکوؤں کے گروہ کی خبر دیتا ہے ۔ جو ایک گاؤں کی

(حاشیہ: ۱۳)

پیغام صلح صفحہ 63 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 485 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 74 پر درج ہے

حوالہ نمبر 131

۱۲؍جنوری ۱۹۰۶ء (۱) لَا يُقْبَلُ عَمَلٌ مِّثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ غَيْرِ التَّقْوٰى[1] (۲) زَلْزَلَةُ السَّاعَةِ وَنُهْدِمُ مَا يَعْمُرُوْنَ (۳) عَفَتِ الدِّيَارُ كَذِكْرٰى (۴) قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۵۴)

۱۴؍جنوری ۱۹۰۶ء (۱) "كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (۲) سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (۳) ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۵۵)

(ترجمہ) خدا نے ابتداء سے مقدر کر چھوڑا ہے کہ وہ اور اس کے رسول غالب رہیں گے (۲) خدائے رحیم کہتا ہے کہ سلامتی ہے یعنی خائب و خاسر کی طرح تیری موت نہیں ہے۔ اور یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں، اس کے یہ معنی ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی۔ جیسا کہ وہاں دشمنوں کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائیں گے۔ دوسرے یہ معنے ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی۔ خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے۔ فقرہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ مکی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور فقرہ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ مدینہ کی طرف۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲ مورخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

۱۵؍جنوری ۱۹۰۶ء "تزلزل در ایوانِ کسریٰ فتاد"[2]

(بدر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳ مورخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

---

[1] (ترجمہ از مرتب) (۱) کوئی عمل تقویٰ کے بغیر ذرہ بھر قبول نہیں کیا جائے گا (۲) قیامت والا زلزلہ۔ اور جو عمارتیں بنائے جائیں گے ہم ان کو گراتے جائیں گے (۳) گھر مٹ جائیں گے جیسا کہ میں بتا چکا ہوں (۴) کہہ دے کہ میرے رب کو تمہاری پرواہ ہی کیا ہے۔ اگر تم دعا نہیں کرو گے۔

[2] (ترجمہ از مرتب) شاہِ ایران کے محل میں تزلزل پڑ گیا۔

(نوٹ از مرتب) چنانچہ اس الہام کے بعد بالکل خلافِ توقع ایران میں جلد ہی شورِ بغاوت برپا ہوا اور مرزا محمد علی شاہ ایران نے مجبوراً بتاریخ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء روس کے سفارت خانہ میں پناہ لی۔ آخر وہ تخت سے معزول کیا گیا اور پارلیمنٹ بنائی گئی۔ مفصل دیکھئے "دعوۃ الامیر" تصنیف حضرت سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اردو ایڈیشن نمبر ۹ صفحہ ۲۰۴، ۲۰۵۔ فارسی ایڈیشن صفحہ ۲۲۶ تا ۲۲۹ میں دوسری پیشگوئی۔

یہ حوالہ صفحہ 74 پر درج ہے	تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص503 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب

پھر ماسوا اس کے اگر اس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خارق عادت ہے۔ تو کیا بموجب اصول آریوں کے وید کے بعد الہام الٰہی ہونا یہ خارق عادت امر نہیں ہے پس جبکہ لیکھرام کی موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برخلاف وید کے مقرر کردہ قانون قدرت کے الہام کرتا ہے تو وید کا سارا قانون قدرت دریا برد ہوگیا اس صورت میں وید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا اور اگر لیکھرام والی پیشگوئی سے تسلی نہیں ہوئی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی صدہا الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں غرض ویدکا قانون قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی وید کو بھی لے ڈوبا۔ پھر اسی بناء پر اعتراض کرنا حیا سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ وید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوتِ تکلّم ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ وید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے الہام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محال اور قانون قدرت کے برخلاف ہے وہ سراسر جھوٹ اور خلاف حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو الہام کرتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بار بار اُسی وید کو پیش کرنا جس کے قانون قدرت کا نمونہ تم دیکھ چکے ہیں کس قدر خلاف حیا و شرم ہے۔

ص۲۲۳ غرض لیکھرام کی موت نے ثابت کر دیا کہ وید کی یہ تعلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد الہام نہیں ہے تو پھر وید کے مقرر کردہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالیٰ کے کروڑ ہا قانون قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں اگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں پتھر میں سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمام پتھر کو پانی بنا سکتا ہوں تو اُس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی الفور آمنّا و صدّقنا کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اُس کو نہیں مانتے۔

یہ حوالہ صفحہ 74 پر درج ہے	چشمہ معرفت ص 222 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 231 از مرزا غلام احمد صاحب

ٹائٹل بار اول

الحمد للہ والمنۃ کہ یہہ رسالہ

موسومہ

ایام الصلح

قیمت فی جلد عمر

تعداد اشاعت ۷۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب

بھیروی مالک مطبع کے مطبوع ہوا

یکم جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

ایام الصلح

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى[1] - اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسٰے اور حضرت موسٰے مکتبوں میں بیٹھے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی اُستاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔ غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا خدا آپ ہی اُستاد ہوُا۔ اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِقْرَءْ کہا۔ یعنی پڑھ۔ اور کسی نے نہیں کہا۔ اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا۔ سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا۔ اور قرآن اور حدیث میں کسی اُستاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ مَیں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسّر یا محدّث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور اسرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔ اور جس طرح مذکورہ بالا وجہ سے آنے والا مہدی کہلائے گا اسی طرح وہ مسیح بھی کہلائیگا کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہٰذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی کہلائیگا اور جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے اپنے خاصہ مہدیت کو اس کے اندر پھونکا۔

۱۴۸

✱ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذلّ ہے اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عجب نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے۔ اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مور

حاشیہ:۔ یہ مرتبہ عبودیت کا وہ انسان ہے جو اپنی عملی تکمیل محض خدا تعالیٰ کی طرف سے دیکھے بجز اس مہدی کامل کی جس کی عملی تکمیل تمام و کمال محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو میسر نہیں آ سکتا کیونکہ اپنی جدوجہد اور کوشش کا اثر خود ایک ایسا خیال پیدا کرتا ہے کہ جو عبودیت تامہ کے منافی ہے۔ اس لئے مرتبہ عبودیت کاملہ بھی بوجہ اس کے جو مرتبہ مہدویت کا طرح کے تابع ہے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو بوجہ کمال حاصل نہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فاشهدوا انا نشهد ان محمداً عبد الله ورسوله۔ منہ

[1] الضحیٰ: ۸

ایام الصلح ص 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 394 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 74 پر درج ہے

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن
بماہ
جنوری ۱۸۹۸ء
کتاب البریۃ
مع
آیات رب البریۃ
مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپی
تعداد جلد ۷۰۰

حوالہ نمبر 134

کیونکہ بٹالہ اور گورداسپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیوں خاص کر میرے پاس آیا ہے رجب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقیہ ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانے پر آیا ہوں جب ہم نے اس سے پوچھا کہ تم نے کرایہ ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلا نہ سکا۔ ان باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معاملہ سمجھا اور یہ میرے دل میں گذرا کہ اس کے بیانات لیکھرام کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصہ مذکور کیا۔ اس شخص نے واقفیت دین عیسوی سے ظاہر کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی۔ اس نے کہا کہ قادیان میں ایک عیسائی بٹالہ کا رہنے والا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا سائیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مطالعہ کیا کرتا تھا جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس نوجوان کو مہاں سنگھ گیٹ والے شفاخانہ میں بھیج دیا۔ کہ وہاں طالب علموں کے پاس رہے اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو تو تلوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ اوّل اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالےٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اُن سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا

کتاب البریہ حاشیہ صفحہ 162 تا 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 180 تا 181 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 75 پر درج ہے

کے حق میں بہت ہی برا بکتا تھا۔ دوئم وہ بپتسمہ لینے کی ازحد خواہش رکھتا تھا۔ اور سوم وہ بلا وجہ اور بلا طلبی ہمارے کوٹھی پر آکر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا۔ اور باوجود یکہ ۲۵ سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور نانکوں سے ناواقف تھا۔ اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص سے اُس نے اپنے دوست ایسرداس نام کو بجائے کرپارام کے بتلایا۔ بعد انقضائے پانچ روز ہم نے اپنے سپتال واقع بیاس پر اُسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے ہی اس نے ایک خط مولوی نورالدین کے نام جو میرزا صاحب کا داہنے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھا یہ اسی شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرنگ ڈاک میں ڈالا۔ اور مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے بپتسمہ کا وقت ہو۔ وہ خط

اتفاق ہوا۔ اِن کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز اُن کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ

کتاب البریہ حاشیہ صفحہ 162 تا 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 180 تا 181 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 75 پر درج ہے

ٹائٹل بار اول

حوالہ نمبر 135

کہ دروغگو کو اس کے گھر تک پہنچا دیں کیونکہ مکاروں اور خیانت پیشوں کی سزا واجبی یہی ہے کہ اُن کے خیانت کے
طریقوں کو پوشیدہ نہ رکھا جائے اور راست اور ناراست کو نکھار دیا جائے اسی غرض سے ہم نے اس رسالہ کو
لکھا ہے تا غلط بیانی کے بیجا الزام کا فیصلہ ہو جائے کیونکہ یہ تین بدزبانیاں جو میری نسبت کی گئیں اور کہا گیا کہ
یہ شخص غلط بیان اور قدیمی متعصب اور خبیث النفس ہے یہ ایسا خباثت سے بھرا ہوا بہتان ہے کہ کوئی
صادق آدمی اس پر صبر نہیں کر سکتا اور نیز اس پر خاموش رہنے سے خلق اللہ کو ضرر پہنچتا ہے عام پبلک دھوکا
کھاتی ہے غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے

کہ جو نہ خدا سے ڈریں اور نہ خلقت کے لعن و طعن کی پروا رکھیں اور چونکہ ناحق ان لوگوں نے گالیاں دیکر اور یہ وہ

میرے خیال میں جو انسانی شرم نے ان کو اجازت نہیں دی اور جب میرے بعض مخلصوں نے اُن کو وہ مقام پڑھ
کر سنایا تو پھر دوسرا عذر یہ پیش ہوا کہ یہ طریق اس حالت میں ہے کہ جب خاوند ہرگز عورت کے پاس جا نہ سکے۔
پھر جب کھول کر بتلایا گیا کہ ستیارتھ پرکاش میں یہ صاف لکھا ہے کہ ایسا نامرد جو کہ قابل اولاد ہو نہیں اسی میں
وہ نامرد بھی داخل ہیں جو صحبت کرنے پر تو پورے قادر ہیں مگر منی قابل اولاد نہیں مثلاً منی میں کیڑے نہیں یا کچی
ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ ایسا ہو کہ ہرگز صحبت نہ کر سکتا ہو بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ اگر وہ قابل اولاد ہو مگر لڑکیاں
ہی پیدا ہوتی ہوں تب بھی نیوگ ہوگا تو یہ جواب سنکر وہ لوگ خاموش ہو گئے اور ان میں سے ایک
پشیمان سا ہو کر بولے کہ بے شک ایسی حالتوں میں بھی نیوگ کرا دیا کچھ مضائقہ نہیں اور ہم ایسے نیوگ پر راضی
ہیں۔ غرض اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عام ہدایت وید کی یہی ہے کہ آریہ لوگ ضرورتوں کے وقت اپنی بیویوں
اور بہو بیٹیوں سے نیوگ کرایا کریں مگر ظاہر ہے کہ انسانی کانشنس اس کو قبول نہیں کرتا اور شرافت ان کی
فطرتی غیرت اور حمیت ہزار ہزار لعنت اس کام پر بھیجتی ہے اور انسان تو انسان ایک مرغ بھی اپنی
مرغیوں کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ سو ماحصل کلام یہ ہے کہ اگر اس بارہ میں کوئی آریہ صاحب بحث
کرنا چاہتے ہوں تو ہم اپنے خرچ سے اُن کو اُن کی درخواست پر قادیان میں بلا سکتے ہیں اور ۱۵ ستمبر
۱۸۹۵ء تک مہلت ہے۔

۱۰ جولائی ۱۸۹۵ء قادیان ضلع گورداسپور

راقم
میرزا غلام احمد

آریہ دھرم صفحہ 10 روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 13 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 75 پر درج ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(ٹائٹل پیج طبع بار ثانی)

الحمد للہ و المنت کہ رسالہ طیبہ مبارکہ

المسماۃ بہ

شہادۃ القرآن

علےٰ

نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

منشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھپا

حوالہ نمبر 136

یہ چند احکام بطور نمونہ ہم نے لکھے ہیں اس میں ایک تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی سوچ سکتا ہے کہ بظاہر یہ تمام خطاب صحابہ کیطرف ہیں لیکن درحقیقت تمام مسلمان ان احکام پر عمل کرنے کے لئے مامور ہیں نہ یہ کہ صرف صحابہ مامور ہیں وبس۔ غرض قرآن کا اصلی اور حقیقی اسلوب جس سے سارا قرآن بھرا پڑا ہے یہ ہے کہ اسکے خطاب کے مورد حقیقی اور واقعی طور پر تمام وہ مسلمان ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے گو بظاہر صورت خطاب صحابہ کیطرف راجع معلوم ہوتا ہے پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ وعدہ یا وعید صحابہ تک ہی محدود ہے وہ قرآن کے عام محاورہ سے عدول کرتا ہے اور جب تک پورا ثبوت اس دعویٰ کا پیش نہ کرے تب تک وہ ایسے طریق کے اختیار کرنے میں ایک ملحد ہے۔ کیا قرآن صرف صحابہ کے واسطے ہی نازل ہوا تھا۔ اگر قرآن کے وعد اور وعید اور تمام احکام صحابہ تک ہی محدود ہیں تو گویا جو بعد میں پیدا ہوئے وہ قرآن سے بکلی بے تعلق ہیں۔ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھٰذِہِ الْخُرَافَاتِ۔

اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہے کہ خلافت تیس سال تک ہوگی عجیب فہم ہے جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ[1] تو پھر اس کے مقابل پر کوئی حدیث پیش کرنا اور اسکے معنی مخالف قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے اُن حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاصکر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اسکی نسبت آواز آئیگی کہ ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیُّ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی ہے علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہے اور اسکی صحت میں کلام ہے کیا معترض نے غور نہیں کی جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی خبریں دیگئی ہیں کہ حارث آئیگا مہدی آئیگا آسمانی خلیفہ آئیگا۔ یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں۔ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے تین ہیں۔

[1] الواقعۃ: ۴۰-۴۱

شہادت القرآن ص 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب | یہ حوالہ صفحہ 75 پر درج ہے

القمر والشمس فی رمضان۔ لیکون آیتین لی من ربی الرحمٰن ثم انزل الطاعون
لعل الناس یتفکرون۔ فما لکم لا تنظرون الی ای الله او تعامت عیونکم ما
تنظرون۔ ایها الناس عندی شهادات من الله فهل انتم تؤمنون۔
ایها الناس عندی شهادات من الله فهل انتم تسلمون۔ وان تعدوا
شهادات ربی لا تحصوها فاتقوا الله ایها المستعجلون۔ افکلما جاءکم
رسول بما لا تهوی انفسکم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون انا نصرنا من ربنا
ولا تنصرون من الله ایها الخائنون۔ اقتلتمونی بفتاوی القتل او دعاوی
رفعتموها الی الحکام ثم لا تتندمون کتب الله لاغلبن انا ورسلی ولن تعجزوا
الله ایها المحاربون۔ ووالله انی صادق ولست من الذین یختلقون۔ انکرونی
وقد تمت علیکم الحجة الا تردون الی الله او انتم کمسیحکم خالدون۔ الا
تتدبرون سورة النور والتحریم والفاتحة او تکرهون قراءتها او
علی انفسکم تحرمون۔ وهذه رسالة منی اهدیتُ لکم یا اهل الندوة
لعلکم تفتحون عیونکم او تتم علیکم حجة الله فلا تعتذرون بعدها ولا
تختصمون وانی سمیتها

تُحفَةَ النَّدوَة

وانی اُرسل الیکم رسلی وانظر کیف یرجعون
وانی ادعو الله ان یجعلها مبارکة لقوم لا یستکبرون۔ ربِّ اشهد انی بلّغت
ما امرت فاکتبنی فی الذین یبلغون رسالاتک ولا یخافون۔ اٰمین ثم اٰمین۔

حوالہ نمبر 137

کام بھی انہیں مولویوں میں سے بعض سے ظہور میں آئے۔ میرے پر جھوٹی مخبریاں بھی کی گئیں اور بخواہ نخواہ گورنمنٹ کو خلاف واقعہ باتوں کے ساتھ اکسایا گیا۔ مگر کچھ خبر ہے کہ اسکا نتیجہ آخرکار کیا ہوا؟ یہی ہوا کہ میں ترقی کرتا گیا۔ جب یہ لوگ میری تکفیر اور تکذیب کے لئے کھڑے ہوئے اور خود بخود پیشگوئیاں کیں کہ جلد تر ہم اس شخص کو نابود کر دینگے۔ اُس وقت میرے ساتھ کوئی بڑی جماعت نہ تھی بلکہ صرف چند آدمی تھے جن کو انگلیوں پر گن سکتے تھے۔ بلکہ براہین احمدیہ کے زمانہ میں جب براہین احمدیہ چھپ رہی تھی۔ مَیں صرف اکیلا تھا۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ اُس وقت میرے ساتھ کوئی ایک تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جبکہ خدائے تعالیٰ نے پچاس سے زیادہ پیشگوئیوں میں مجھے خبر دی تھی کہ اگرچہ تُو اس وقت اکیلا ہے مگر وہ وقت آتا ہے کہ تیرے ساتھ ایک دُنیا ہوگی۔ اور پھر وہ وقت آتا ہے جو تیرا اس قدر عروج ہوگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کیونکہ تُو برکت دیا جائیگا۔ خدا پاک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلائیگا اور انہیں برکت دیگا اور بڑھائیگا اور اُنکی عزت زمین پر قائم کریگا جب تک کہ وہ اسکے عہد پر قائم ہونگے۔ اب دیکھو کہ براہین احمدیہ کی ان پیشگوئیوں کا جن کا ترجمہ لکھا گیا وہ زمانہ تھا جبکہ میرے ساتھ دُنیا میں ایک بھی نہیں تھا جبکہ خدا نے مجھے یہ دُعا سکھلائی کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ[1] یعنی اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو سب سے بہتر وارث ہے۔ یہ دُعا الہامی براہین میں درج ہے۔ غرض اُس وقت کے لئے تو براہین احمدیہ خود گواہی دے رہی ہے کہ مَیں اُس وقت ایک گمنام آدمی تھا۔ مگر آج باوجود مخالفانہ کوششوں کے ایک لاکھ سے بھی زیادہ میری جماعت مختلف مقامات میں موجود ہے۔ پس کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں کہ میری مخالفت اور میرے گرانے میں ہر قسم کے فریب خرچ کئے۔ منصوبے کئے مگر یہ سب مولوی اور اُنکے رفیق چھوٹے بڑے سب کے سب نامراد رہے۔ اگر یہ معجزہ نہیں تو پھر معجزہ کی تعریف خدا کے جنبہ پوش خود ہی کریں کہ کس چیز کا نام ہے۔ اگر میں صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مُردہ رُوحوں میں نہیں بٹھا دیا تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے سورۂ نور میں نہیں کہا کہ اس اُمت کے خلیفے اسی اُمت میں سے

[1] الانبیاء: ۹۰

یہ حوالہ صفحہ 76 پر درج ہے	تحفۃ الندوہ ص 5 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 97، 98 از مرزا غلام احمد صاحب

ہونگے تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔ اے فانی انسانو! ہشیار ہو جاؤ۔ اور سوچو کہ بجز اسکے معجزہ کیا ہوتا ہے کہ اس قدر مخالفوں کے جنگ و جدل کے بعد آخر براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئیاں سچی نکلیں جو آج سے بائیس برس پہلے کی گئی تھیں۔ تم ثابت نہیں کر سکتے کہ اس زمانہ میں ایک فرد انسان بھی میرے ساتھ تھا مگر اسوقت اگر میری جماعت کے لوگ ایک جگہ آباد کئے جاویں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شہر امرتسر سے بھی کچھ زیادہ ہوگا۔ حالانکہ براہین کے زمانہ میں جب یہ پیشگوئی کی گئی میں صرف اکیلا تھا۔ پھر اگر مولویوں کی مزاحمت درمیان نہ ہوتی۔ تو براہین احمدیہ کی پیشگوئی پر دوہرا رنگ نہ چڑھتا۔ لیکن اب تو مولویوں اور انکے تابعداروں کی مخالفانہ کوششوں نے اس اعجاز پر دوہرا رنگ چڑھا دیا اور بجائے اسکے کہ حسب مضمون اِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ مجھے صرف صادق ہونے کی وجہ سے اس آیت کی مقرر کردہ علامت سے بریت مل جاتی۔ اب تو اسکے علاوہ براہین احمدیہ کی عظیم الشان پیشگوئیاں جو اس زمانہ سے بائیس برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں وہ پوری ہو گئیں اور ہزارہا اہل فضل و کمال میرے ساتھ ہو گئے۔ اب دوسرا جزو اس آیت کا دیکھو وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ[1] یہ معیار بھی کیسا اعجازی رنگ میں پورا ہوا۔ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ انی مهين من اراد اهانتك ہر ایک شخص جو تیری اہانت کریگا وہ نہیں مریگا جبتک وہ اپنی اہانت نہ دیکھ لے۔ اب ان مولویوں سے پوچھو کہ انہوں نے میرے مقابل خدا کے حکم سے کوئی ذلت بھی دیکھی ہے یا نہیں۔ اب کون میری توہین کرنیوالا بول سکتا ہے کہ قرآن کی یہ پیشگوئی جو يصبكم بعض الذي يعدكم ہے میری تائید کیلئے ظہور میں نہیں آئی بلکہ قرآن شریف نے بعض کے لفظ سے جتلا دیا کہ وعید کی پیشگوئی کیلئے بعض کا نمونہ کافی ہے اور اس جگہ نمونے تھوڑے نہیں۔ کیا مخالفوں کی اس میں کچھ تھوڑی ذلت ہے کہ غلام دستگیر اپنی کتاب فتح رحمانی میں یعنی صفحہ ۲۷ میں میرے پر عام لفظوں میں بددعا کرکے یعنی فریقین میں سے کاذب پر بددعا کرکے خود ہی چند روز کے بعد مرگیا۔ محمد حسن[2]

[1] دیکھو کیا یہ معجزہ نہیں کہ جس مولوی نے مکہ کے بعض نادان ملاؤں سے میرے پر فتویٰ کفر کا لکھوا دیا تھا۔ وہ مباہلہ کرکے خود ہی مرگیا۔ منہ

[1] المومن: ۲۹

تحفۃ الندوہ ص5 مندرجہ روحانی خزائن ج19 ص97-98 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 76 پر درج ہے

حوالہ نمبر138

نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت ہے کیا تعجب کہ وہ لڑکا دے۔ اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابھی لکھتا ہوں دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے۔ اس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کریں گے بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر۲ سے کر پوچھا جائے۔ اور حافظ نور احمد سخت مخالف ہے مگر نمونہ نمبر۲ کی قسم اس کو بھی سچ بولنے پر مجبور کرے گی۔	
تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اُسکو یہ الہام سُنایا۔ جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سُنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ بکرٌ و ثیّبٌ۔ جس کے یہ معنے اُن کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پُورا ہوگیا۔ اور اسوقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔ میں نہیں یقین کر سکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدتِ عناد و تعصب اس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقفیت بیان کر سکے۔ لیکن اگر حلف مطابق نمونہ نمبر۲ دیجائے تو اِس صورت میں اُمید ہے کہ سچ بول دے۔	۱۰
تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ میں نے شیخ حامد علی اور لالہ شرمپت کھتری ساکن قادیان اور لالہ ملاوامل کھتری ساکن قادیان اور جان محمد مرحوم ساکن قادیان اور بہت سے اور لوگوں کو یہ خبر دی تھی کہ خدا نے اپنے الہام سے مجھے اطلاع دی ہے کہ	۱۱

ص۳۵

تریاق القلوب ص73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 201 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 76 پر درج ہے

حوالہ نمبر 139

نہایت نجیب اور شریف اور عالی نسب ..... بزرگوار خاندان سادات سے بہ تعلق قرابت اس عاجز کو پیدا ہوا اور اس نکاح کے تمام ضروری مصارف تیاری مکان وغیرہ تک ایسی آسانی سے خدا تعالیٰ نے بہم پہنچائے کہ ایک ذرہ بھی فکر کرنا نہ پڑا اور اب تک اسی اپنے وعدہ کو پورے کئے چلا جاتا ہے۔" (شحنہ حق صفحہ ۴۳، ۴۴۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۸۲، ۳۸۳)

۱۸۸۱ء (قریباً)

"اس پیشگوئی کو دوسرے الہامات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ اس شہر کا نام بھی لیا گیا تھا جو دہلی ہے اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو سنائی گئی تھی ..... اور جیسا کہ لکھا گیا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ بغیر سابق تعلقات قرابت اور رشتہ کے دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سیادت میں میری شادی ہو گئی ..... سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۶۴، ۶۵۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۳، ۲۷۵)

۱۸۸۱ء (تخمیناً)

"تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ

بِکْرٌ وَّ ثَیِّبٌ

جس کے یہ معنے ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار[1] ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۳۴۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۱)

---

[1] خاکسار کی رائے میں یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت اماں جان کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے جو بکر یعنی کنواری آئیں اور ثیّب یعنی بیوہ رہ گئیں۔ واللہ اعلم۔ (مرتب)

تذکرہ مجموعہ الہامات صفحہ 31 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 77 پر درج ہے

حوالہ نمبر 140

چشمۂ معرفت — دوسرا حصہ

پھر ماسوا اس کے اگر اس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خارق عادت ہے تو کیا بموجب اصول آریوں کے وید کے بعد الہام الٰہی ہونا یہ خارق عادت امر نہیں ہے پس جبکہ لیکھرام کی موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برخلاف وید کے مقرر کردہ قانون قدرت کے الہام کرتا ہے تو وید کا سارا قانون قدرت دریا برد ہو گیا اس صورت میں وید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا اور اگر لیکھرام والی پیشگوئی سے تسلی نہیں ہوئی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا تعالٰے کی صدہا الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں۔ غرض وید کا قانون قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی وید کو بھی لے ڈوبا۔ پھر اسی بناء پر اعتراض کرنا حیا سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ وید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوت تکلم ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ وید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے الہام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محال اور قانون قدرت کے برخلاف ہے وہ سراسر جھوٹ اور خلاف حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو الہام کرتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بار بار اسی وید کو پیش کرنا جس کے قانون قدرت کا نمونہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ کس قدر خلاف حیا و شرم ہے۔

صـ۲۲۳ غرض لیکھرام کی موت نے ثابت کر دیا کہ وید کی یہ تعلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد الہام نہیں ہے تو پھر وید کے مقرر کردہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالٰے کے کروڑہا قانون قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں اگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں پتھر میں سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمام پتھر کو پانی بنا سکتا ہوں تو اس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی الفور آمنّا و صدّقنا کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اس کو نہیں مانتے۔

"چشمہ معرفت" ص 222 مندرجہ روحانی خزائن ص 231 ج 23 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 77 پر درج ہے

مجموعۂ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

الناشر
الشركة الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ

(۲۷۶)

مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ھو قل ای و ربی انہ لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری

مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 578 تا 580 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ [illegible] پر درج ہے

زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین. مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں اُن کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دُنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دُنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مُفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دُنیا سے اُٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت

یہ حوالہ صفحہ 79 78 77 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ 578 تا 580 از مرزا غلام احمد صاحب

بیماری جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ امین

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید

مرقومہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

مرزا حکیم رحمت اللہ و جماعت احمدیہ کی طرف سے دوبارہ چھاپا گیا ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ عیسوی

سول اینڈ ملٹری گزٹ پریس لاہور (یہ اشتہار ۱۸×۲۲ کے نصف صفحہ پر ہے)

(۲۷۷)

اعلان

جلد دوم

(وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ)

افسوس کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا ملہم ہونے کا دم مارتے ہیں جب خدا تعالیٰ کا کلام ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ افترا ہے۔ انہیں لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے میں نے کتاب حقیقۃ الوحی تالیف کی ہے۔ کب تک یہ لوگ ایسا کریں گے۔ ہر ایک فیصلہ کے لئے

مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 578 تا 580 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 77، 78، 79 پر درج ہے

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۹

حوالہ نمبر 142

شامت اعمال کے سبب اسی طرح ہلاک ہوئے تھے جیسے کہ اب ہو رہے ہیں. دین اسلام کی خاطر اگر اس وقت تلوار چلی تھی تو اس وقت بھی دین اسلام ہی کی خاطر تلوار چل رہی ہے.

ثناء اللہ

فرمایا:-

یہ زمانہ کے عجائبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اجیب دعوۃ الداع[1] صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں

خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تسلی

احمد صاحب جو کہ مدراس سے بیعت کے واسطے آئے ہیں۔ ان کے متعلق عرب صاحب ابو سعید نے ذکر کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ قادیان میں آنے سے پہلے میں نے رؤیا میں یہ سارا نقشہ ہو بہو دیکھا تھا۔ یہ تمام مکانات وغیرہ مجھے بعینہٖ دکھائے گئے تھے۔

حضرت نے فرمایا:-

خدا تعالیٰ تسلی دینے کے واسطے یہ باتیں دکھلا دیتا ہے اور اس کی تسلی بے نظیر ہوتی ہے۔ دیکھو مشرقاً غرباً تمام زمین پر کسی کو یہ تسلی نہیں دی گئی کہ انی احافظ کل من فی الدار یہ تسلی فقط ہم کو اس گھر کے متعلق عطا فرمائی گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے عجیب کام ہیں۔

[1] البقرۃ : ۱۸۷

ملفوظات جلد 9 صفحہ 268 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 79 پر درج ہے

حوالہ نمبر 143

سو وہی ہے جو پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

از انجملہ ایک یہ ہے کہ مسیح کے نزول کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ فرشتوں کے پروں پر

۴۷۵

اس نے اپنی ہتھیلیاں رکھی ہوئی ہوں گی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا دایاں اور بایاں

ہاتھ جو تحصیل علوم عقلی اور انوار باطنی کا ذریعہ ہے آسمانی موکلوں کے سہارے پر ہوگا اور وہ کتب اور

کتابوں اور مشائخ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے علم لدنی پائے گا اور اس کی ضروریات زندگی کا

بھی خدا ہی متولی اور متکفل ہوگا جیسا کہ عرصہ دس سال سے براہین احمدیہ میں اس عاجز کی نسبت

یہ الہام چھپ چکا ہے کہ انک باعیننا سمیتک المتوکل وعلمنٰہ من لدنا علمًا

یعنی تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ہم نے تیرا نام متوکل رکھا اپنی طرف سے علم سکھلایا ہوا ہے

کہ اجنحہ سے مراد جو حدیث میں ہے صفات اور قویٰ ملکیہ ہیں جیسا کہ صاحب لمعات شارح مشکوٰۃ

نے حدیث مندرجہ ذیل کی شرح میں یہی معنے لکھے ہیں عن زید ابن ثابت قال قال

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم طوبیٰ للشام قلنا لای ذالک یا رسول اللّٰہ قال لان

ملائکۃ الرحمٰن باسطۃ اجنحتہا علیہا رواہ احمد والترمذی۔ یہ بات بہت سی

۴۷۶

حدیثوں اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جو شخص کامل انقطاع اور کامل توکل کا مرتبہ پیدا کر لیتا

ہے تو فرشتے اس کے خادم کئے جاتے ہیں اور ہر یک فرشتہ اپنے منصب کے موافق اس کی

خدمت کرتا ہے وقال اللّٰہ تعالیٰ ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل

علیہم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون[1]

ایسا ہی خدا تعالیٰ فرماتا ہے وحملنٰہم فی البر والبحر[2] یعنی اٹھایا ہم نے انکو جنگلوں

میں اور دریاؤں میں۔ اب کیا اس کے یہ معنے کرنے چاہئیں کہ حقیقت میں خدا تعالیٰ اپنی گود

میں لے کر اٹھائے پھرا۔ سو اسی طرح ملائک کے پروں پر ہاتھ رکھنا حقیقت پر محمول نہیں۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ عاجز ایسی علامت متذکرہ بالا کے ساتھ آیا ہے اور اجنحہ ملائکہ

پر اس عاجز کے دونوں ہاتھ ہیں اور غیبی قوتوں کے سہارے سے علوم لدنی کھل رہے ہیں۔ اگر کوئی

[1] حٰم السجدۃ: ۳۱　[2] بنی اسرائیل: ۷۱

ازالہ اوہام ص 698 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 476 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 80 پر درج ہے

الاسلامية ليكون بلاغًا تامًا للطالبين. فاعلموا يا معشر الكرام

تا برائے طالبان دین تبلیغ بمرتبہ کمال رسد - پس بدانید اے گروہ بزرگان و حیا فہماں صاحبان

اولي الابصار والافهام ان الله قد بعثني مجددًا على راس هذه المائة

بصیرت و فہم کہ خدائے عزوجل مرا بر سر این صدی مجدد مبعوث فرمودہ است و بندہ را برائے مصلحت عامہ

واختص عبده المصالح العامة واعطاني علومًا ومعارف تجب لاصلاح

خاص گردانیدہ است - و مرا آں علوم و معارف بخشید کہ برائے اصلاح این امت از واجبات

هذه الامة ووهب لي من لدنه علمًا حيًّا لاتمام الحجة على الكفرة الفجرة - و

اند - و مرا علم لدنی بخشید تا کہ بر کافران و فاسقان حجت تمام شود. و مرا امرہ کرد از دو

اعطاني ثم اعطاني بالتغذية جياع الملة وكاسًا دهاقًا لعطاشى

تر غذیت کرد تا گرسنگان ملت را غذا دادہ شود - و جامہائے پر بخشید تا تشنگان ہدایت و

الهداية والمعرفة وجعلني امامًا لكل من يريد صلاح نفسه ويحب

معرفت را نوشانیدہ شود - و مرا برائے ہر آں شخصے کہ صلاحیت نفس خود مے جوید و رضائے رب خود مے خواہد

رضاء ربه وجعلني من المكلمين الملهمين. واكمل علي نعمه واتم تفضله

امام گردانید و مرا از آناں گردانید کہ بشرف مکالمہ الٰہیہ مشرف می باشند - و بر من نعمتہائے خود کامل کرد و تفضلات

وسماني المسيح ابن مريم بالفضل والرحمة. وقدر بيني وبينه تشابه الفطرة

خود باتمام رسانید و نام من از فضل خود مسیح ابن مریم نہاد - و در من و مسیح ابن مریم تشابہ فطرت مقدر

كالجوهرين من المادة الواحدة ووهب لي علومًا مقدسة نقية ومعارف

کرد - چنانچہ دو جوہر از یک مادہ می باشند و مرا علوم مقدس و مصفا بخشید و معارف صاف و روشن

صافية جلية وعلمني ما لم يعلم غيري من المعاصرين. وصب في

عطا کرد و مرا چیزہا بیاموخت کہ غیر من از مردم ہم زمانہ من از آں بے خبر اند - و در دل من معارفے

قلبي ما لم يحيطوا بها علمًا. ونورًا لم يمسه احد منهم وجعلني من

ریخت کہ علم آں از ایشاں احدے را نیست و در دل من نورے ریخت کہ ہیچ کس از ایشاں بداں آشنائی ندارد

انجام آتھم ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 75 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 80 پر درج ہے

اور حق پوشی میں حد سے گذر گئے ہیں۔ ہائے افسوس ان کو کیا ہو گیا کہ وہ عمداً صحیح واقعات سے مُنہ پھیر لیتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ملک میں ایک بادشاہ کی حیثیت سے ظہور فرما نہیں ہوئے تھے۔ تا یہ گمان کیا جاتا۔ کہ چونکہ وہ بادشاہی جبروت اور شوکت اپنے ساتھ رکھتے تھے اسلئے لوگ جان بچانے کے لئے اُن کے جھنڈے کے نیچے آ گئے تھے*

پس سوال تو یہ ہے کہ جب کہ آپ کے لئے اپنی غریبی اور مسکینی اور تنہائی کی حالت میں خدا کی توحید اور اپنی نبوت کے بارے میں منادی شروع کی تھی تو اُس وقت کس تلوار کے خوف سے لوگ آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ اور اگر ایمان نہیں لائے تھے تو پھر جبر کرنے کے لئے کس بادشاہ سے کوئی لشکر مانگا گیا تھا۔ اور مدد طلب کی گئی تھی۔ اے حق کے طالبو! تم یقیناً سمجھو کہ یہ سب باتیں اُن لوگوں کی افترا ہیں۔ جو اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ تاریخ کو دیکھو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔ تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا۔ بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا۔ اور اس مصیبت اور یتیمی کے ایام میں بعض لوگوں کی بکریاں بھی چرائیں۔ اور بجز خدا کے کوئی متکفل نہ تھا اور پچیس برس تک پہنچ کر بھی کسی چچا نے بھی آپ کو اپنی لڑکی نہ دی۔ کیونکہ جیسا کہ بظاہر نظر آتا تھا۔ آپ اس لائق نہ تھے کہ خانہ داری کے اخراجات کے متحمل ہو سکیں اور نیز محض اُمّی تھے۔ اور کوئی حرفہ اور پیشہ نہیں جانتے تھے۔ پھر جب آپ چالیس برس کے سن تک پہنچے تو یک دفعہ آپ کا دل خدا کی طرف کھینچا گیا۔ ایک غار مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے جس کا نام حرا ہے۔ آپ اکیلے وہاں جاتے اور غار کے اندر چھپ جاتے۔ اور اپنے خدا کو یاد کرتے۔ ایک دن اُسی غار میں آپ

یہ حوالہ صفحہ 80 پر درج ہے

پیغام صلح ص 28 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 465 از مرزا غلام احمد صاحب

(حوالہ نمبر 146)

کامل تعلق تبھی ثابت ہوتا ہے کہ بظاہر ہر ایک قسم کے تعلقات میں وہ گرفتار ہو۔ بیویاں ہوں اولاد ہو تجارت ہو، ملازمت ہو اور کسی قسم کے اُس پر بوجھ پڑے ہوئے ہوں اور پھر وہ ایسا ہو کہ گویا خدا کے سوا کسی کے ساتھ بھی اُس کا تعلق نہیں۔ یہی کامل انسانوں کے علامات ہیں مگر ایک شخص ایک بن میں بیٹھا ہے نہ اُس کی کوئی جورو ہے نہ اولاد ہے نہ دوست ہیں اور نہ کوئی بوجھ کسی قسم کے تعلق کا اُس کے دامن گیر ہے تو ہم کیونکر سمجھ سکتے ہیں کہ اس نے تمام اہل و عیال اور ملکیت اور مال پر خدا کو مقدم کر لیا ہے اور بے امتحان ہم اُس کے کیونکر قائل ہو سکتے ہیں اگر ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیویاں نہ کرتے تو ہمیں کیونکر سمجھ آ سکتا کہ خدا کی راہ میں جاں فشانی کے موقع پر آپ ایسے بے تعلق تھے کہ گویا آپ کی کوئی بھی بیوی نہیں تھی مگر آپ نے بہت سی بیویاں اپنے نکاح میں لا کر صدہا امتحانوں کے موقع پر یہ ثابت کر دیا کہ آپ کو جسمانی لذات سے کچھ بھی غرض نہیں اور آپ کی ایسی مجردانہ زندگی ہے کہ کوئی چیز آپ کو خدا سے روک نہیں سکتی۔ تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے اور

۲۸۶

آپ نے ہر ایک لڑکے کی وفات کے وقت یہی کہا کہ مجھے اس سے کچھ تعلق نہیں میں خدا کا ہوں اور خدا کی طرف جاؤں گا۔ ہر ایک دفعہ اولاد کے مرنے میں جو لخت جگر ہوتے ہیں یہی منہ سے نکلتا تھا کہ اے خدا ہر ایک چیز پر میں تجھے مقدم رکھتا ہوں مجھے اس اولاد سے کچھ تعلق نہیں کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ بالکل دُنیا کی خواہشوں اور شہوات سے بے تعلق تھے اور خدا کی راہ میں ہر ایک وقت اپنی جان ہتھیلی پر رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک جنگ کے موقع پر آپ کی اُنگلی پر تلوار لگی اور خون جاری ہو گیا تب آپ نے اپنی اُنگلی کو مخاطب کر کے کہا کہ اے اُنگلی تو کیا چیز ہے صرف ایک اُنگلی ہے جو خدا کی راہ میں زخمی ہو گئی۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے گھر میں گئے اور دیکھا کہ گھر میں کچھ اسباب نہیں اور آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چٹائی کے نشان پیٹھ پر لگے ہیں تب عمرؓ کو یہ

یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے	چشمہ معرفت ص 286 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 299 از مرزا غلام احمد صاحب

حوالہ نمبر 147

لحاظ سے اُس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنے ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنے چارشنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ اور پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا عقیقہ ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چارشنبہ چوتھے گھنٹہ میں کئی دن کے امساکِ باراں کے بعد خوب بارش ہوئی۔

یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں خداتعالیٰ نے ہر ایک دفعہ پر مجھے خبر دی اور یہ ہر چہار پیشگوئی نہ صرف زبانی طور پر لوگوں کو سنائی گئیں بلکہ پیش از وقت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ لاکھوں انسانوں میں مشتہر کی گئیں۔ اور پنجاب اور ہندوستان میں بلکہ تمام دنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اوّل تو خداتعالیٰ نے چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاع کر دی کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کیجائیں۔ تمام دنیا میں پھرو۔ اگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اسوقت ہر چہار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خداتعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھدیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۔ اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء دُوسرے کالم کی سطر نمبر ۲۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد یکدفعہ وہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آ گئی۔

اب ناظرین کے یاد رکھنے کے لئے ان ہر چہار پسر کی نسبت یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس کس تاریخ میں ان کے تولّد کی نسبت پیشگوئی ہوئی اور پھر کس کس تاریخ

۴۱۷

تریاق القلوب ص 41 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 218 از مرزا غلام احمد صاحب | یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

حوالہ نمبر 148

سے نظر آوے اور کوئی کسی کونہ سے۔ یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی۔ بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں۔ اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے۔ اور اس کے ساتھ جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں۔ وہ ہر ایک نشان چراغ ہے۔ اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کرنے کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے۔ وہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے۔ میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گذرا ہے۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اُس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قول میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان شخص ہوں۔ بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں گواہی دوں۔ اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں جب کہ دنیا میں مذاہب کی کُشتی شروع ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کُشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا۔ کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بُدھ مذہب دنیا پر حاوی ہو جائے۔ مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی۔ جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے۔ کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کریگا۔ اس مذہبی جنگ میں مجھے حکم ہے کہ میں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اُس شخص کی ہے۔ کہ جو ایک خطرناک ڈاکوؤں کے گروہ کی خبر دیتا ہے۔ جو ایک گاؤں کی

پیغام صلح ص 47 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 485 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 81 پر درج ہے

کہ باوجود صدہا عوائق اور موانع کے محض خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد نے اِس حصّہ کو خلعتِ وجود بخشا۔ چنانچہ اِس حصّہ کے چند اوائل ورق کے ہر ایک صفحہ کے سر پر نصرت الحق لکھا گیا مگر پھر اِس خیال سے کہ تا یاد دلایا جائے کہ یہ وہی براہین احمدیہ ہے جس کے پہلے چار حصّے طبع ہو چکے ہیں بعد اسکے ہر ایک سر صفحہ پر براہین احمدیہ کا حصّہ پنجم لکھا گیا۔ پہلے پچاس حصّے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اسلئے پانچ حصّوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

دوسرا سبب اس التوا کا جو تیئیس برس تک حصّہ پنجم لکھا نہ گیا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ اُن لوگوں کے دلی خیالات ظاہر کرے جن کے دل مرض بدگمانی میں مبتلا تھے اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ اس قدر دیر کے بعد خام طبع لوگ بدگمانی میں بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ بعض ناپاک فطرت گالیوں پر اُتر آئے اور چار حصّے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے تھے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے تھے۔ پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔ اگر وہ اپنی جلد بازی سے ایسا نہ کرتے تو اُن کے لئے اچھا ہوتا۔ لیکن اس قدر دیر سے اُن کی فطرتی حالت آزمائی گئی۔

اِس دیر کا ایک یہ بھی سبب تھا کہ تا خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظاہر کرے کہ یہ کاروبار اُس کی مرضی کے مطابق ہے اور یہ تمام الہام جو براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں لکھے گئے ہیں یہ اُسی کی طرف سے ہیں نہ انسان کی طرف سے۔ کیونکہ اگر یہ کتاب خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہ ہوتی اور یہ تمام الہام اُس کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ امر خدا ئے عادل مقدوس کی عادت کے برخلاف تھا کہ جو شخص

ہشتم بار اول

ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل (سورۃ شوری)

جو شخص مظلوم ہو کے بدلہ لے اس پر کوئی الزام نہیں

ست بچن

آریہ دھرم

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں حکیم فضل دین مالک مطبع

کی اہتمام سے چھپے

حوالہ نمبر 150

بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی پنڈت اُن کو بُرا نہ کہتا۔ اب تو باوا صاحب اِن پنڈتوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں ویسے کے مکذب جو ہوئے۔

قولہ - یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ویدوں کو نہ سُنا نہ دیکھا۔ کیا کریں جو سنتے اور دیکھنے میں آوے تو بُدھ مان لوگ جو کہ ہٹی دھرم گرہے نہیں وے سب سمپرداہی والے بیدمت میں آجاتے ہیں۔ یعنی نانک وغیرہ اس کے سکھوں نے نہ ویدوں کو سُنا نہ دیکھا کیا کریں جو سُننے یا دیکھنے میں آویں تو جو عقلمند متعصب نہیں وہ فوراً اپنی ٹھگ بدیا چھوڑ کر وید کی ہدایت میں آجاتے ہیں۔ **اقول** اس تمام تقریر سے پنڈت صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ باوا نانک صاحب اور اُن کے پیرو ٹھگ ہیں انہوں نے دنیا کے لئے دین کو بگاڑ دیا۔ مگر ہر چند یہ تو سچ ہے کہ باوا نانک صاحب نے وید کو چھوڑ دیا اور اس کو گمراہ کرنے والا طومار سمجھا لیکن پنڈت صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی باوا صاحب کے گرد نہ ہو جاتے اور ٹھگ اور مکار اُن کا نام نہ رکھتے بلکہ اُن کے وہ تمام عقیدے جو گرنتھ میں درج ہیں اور مخالف وید ہیں اپنی کتاب کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر وید کی تعلیمیں درج کرتے تا عقلمند خود مقابلہ کر کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے سچی تعلیم کونسی معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر یک حقیقت مقابلہ کے وقت معلوم ہوتی ہے اور ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔

قولہ - نانک جی بڑے دھناڈ اور رئیس بھی نہ تھے۔ پرنتو اُن کے چیلوں نے نانک چندروے اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے بدھ اور بڑے ایشرج والے لکھے ہیں۔ نانک جی برہما دی سے ملے بڑی بات چیت کی سب نے ان کا مان کیا۔ نانک جی کے دواہ میں گھوڑے۔ رتھ ہاتھی سونا چاندی موتی پنا ادی رتنوں سے جڑے ہوئے پار اوار تھا لکھا ہے۔ بھلا یہ گپوڑے نہیں تو کیا ہے۔ یعنے نانک جی کبھی کے مالدار اور رئیس نہیں تھے۔ مگر اُن کے چیلوں نے پوتھی نانک چندردی اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے دولتمند اور جگت گرو کے لکھا ہے

ست بچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن ج 10 ص 133 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 82 پر درج ہے

چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے وہ ایسا ہے کہ باوجود دُور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ
دُور ہے۔ اور باوجود ایک ہونے کے اُسکی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کیطرف سے جب ایک نئے رنگ
کی تبدیلی ظہور میں آتی ہے تو اُسکے لئے وہ ایک نیا خدا بنجاتا ہے۔ اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اُس سے معاملہ
کرتا ہے۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا
ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے۔ لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف
انسان کے تغیر ہوتے ہیں۔ تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اُس پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت
کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے
وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور
معجزات کی یہی جڑھ ہے۔ یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر
اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اُسکو مقدم رکھو۔ اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اُس کی
راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دُنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اُسکو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اُسکو
مقدم رکھو تا تم آسمان پر اُسکی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔
مگر تم اُس حالت میں اِس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اُس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی
اُسکی مرضی اور تمہاری خواہشیں اُسکی خواہشیں ہو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت
مُراد یابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کروگے تو تم میں
وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اُسکی
رضا کا طالب ہو جائے اور اُسکی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھکر اور بھی قدم آگے رکھو
کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اُسکی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو
اور اُسکے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے
کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو غریب
اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بنجاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے

ص۱۱

یہ حوالہ صفحہ 82 پر درج ہے

کشتی نوح ص 11 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 11 از مرزا غلام احمد صاحب

حوالہ نمبر 152

تو مناسب تھا کہ وہ اس بحث میں اپنے تئیں نہ ڈالتے اور چپ ہی رہتے اور خواہ نخواہ اپنے موجودہ وید کی پردہ دری نہ کراتے۔ جو کچھ وید نے اپنا فلسفہ اور علم طبعی ظاہر کیا ہے وہ یہی ہے کہ ہندوؤں کے پرمیشر کو ایک انسان کا فرزند قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اِندر آریوں کا پرمیشر کشتلیا کا بیٹا ہے۔

اور نیز یہ کہ عناصر اور اجرام سماویہ سب پرمیشر ہی ہیں اور نیز وہ تعلیم دیتا ہے کہ ان تمام چیزوں سے مرادیں مانگی جائیں اور نیز یہ تعلیم جو نہایت گندی اور قابل شرم تعلیم ہے یعنے یہ کہ پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں) ہم یہ نہیں کہتے کہ کسی پہلے زمانہ میں یہی وید تھا۔ بلکہ ہماری رائے یہ ہے کہ یہ ایک محرف مبدل کتاب ہے کچھ تو باعتبار الفاظ کے اور کچھ باعتبار معنوں کے۔ اور ہمارے نزدیک ممکن اور اغلب ہے کہ کوئی اصل کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی پھر کچھ کم کی گئی ہے اور کچھ زیادہ کی گئی۔ اور صورت بدلائی گئی ہے اور موجودہ وید بلاشبہ ایک گمراہ کرنیوالی کتاب ہے۔ جس میں پرمیشر کا کبھی پتہ نہیں لگتا اور اس قدر مخلوق چیزوں کی اس میں پرستش کی تعلیم ہے کہ گویا وہ مخلوق پرستی کی ایک دوکان ہے پس جس جگہ ہم وید پر کوئی حملہ کرتے ہیں یا اُسکی تکذیب کے دلائل پیش کرتے ہیں اُس جگہ یہی موجودہ وید مراد ہے جو سراسر محرف مبدل ہے نہ وہ اصل وید جو کسی زمانہ میں خدا کی طرف سے آیا تھا اور ہم خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور ایسا ہی اس وید پر جو کسی زمانہ میں ملک ہند کے کسی نبی پر نازل ہوا ہوگا مگر موجودہ وید کی نسبت ہم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس قدر گندے فرقے مخلوق پرستوں کے اس ملک میں پھیلے ہوئے ہیں یہ سب وید کی ہی مہربانی ہے اور انسانی پاکیزگی کی نسبت جو کچھ وید نے سکھایا ہے اس کا عمدہ نمونہ نیوگ ہے۔ یہ نیوگ کی ہی پاک کارروائیوں میں سے ہے کہ آریہ قوم میں اس بات کا ثبوت ملنا مشکل ہے کہ کون آریہ صاحب اصل باپ کے نطفہ میں سے ہے۔ اور کون آریہ

یہ حوالہ صفحہ 83 پر درج ہے	چشمۂ معرفت ص 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 114 از مرزا غلام احمد صاحب

حوالہ نمبر 153

ایک† معزز آریہ کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ ویدک رو سے حرام ہے آخر نیوگ
کی ٹھہرتی ہے یار دوست مشورہ دیتے ہیں کہ لالہ صاحب نیوگ کرا لیجئے اولاد بہت ہو جائیگی ایک
بول اٹھتا ہے کہ مہر سنگھ جو اسی محلہ میں رہتا ہے اس کام کے بہت لائق ہے لالہ بہاری لال نے اسی سے
نیوگ کرایا تھا لڑکا پیدا ہو گیا ہے لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سنکر باغ باغ ہو گیا۔ لالہ مہاراج آپ ہی نے
سب کام کرنے ہیں میں تو مہر سنگھ کا واقف بھی نہیں۔ مہاراج شری پتی نفس بولے کہ ہاں ہم سمجھا دیں گے
رات کو آجایا کریگا۔ مہر سنگھ کو خبر دی گئی وہ محلہ میں ایک مشہور قمار باز اول نمبر کا بدمعاش اور حرامکار تھا
سنتے ہی بہت خوش ہو گیا اور انہیں کاموں کو وہ چاہتا تھا بھر اس سے زیادہ اس کو کیا چاہیئے تھا۔ ایک
نوجوان عورت اور پھر خوبصورت شام ہوتے ہی آ موجود ہوا۔ لالہ صاحب نے پہلے ہی دولہا دولہن کی طرح ایک
کوٹھری میں نرم بستر بچھا رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلوا بھی دو برتنوں میں سرہانے کی طاق میں رکھوا دیا تھا تاکہ
بیچارا کو ضعف ہو تو کھا پی لیوے۔ پھر کیا تھا آتے ہی بیچ والا نے اور شہوت کے نام ناموس کا شیشہ توڑ
دیا اور وہ بدبخت عورت تمام رات اس سے منہ کالا کراتی رہی اور اس پلید نے جو شہوت کا مارا تھا جہاں تک
کامل شرم اس عورت سے حرکتیں کیں اور لالہ باہر کے دالان میں سوئے اور تمام رات اپنے کانوں سے بیہودہ ۳۳
کی باتیں سنتے رہے بلکہ کنویں کی درازوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ صبح وہ خبیث چور کی طرح لالہ کی ناک
کاٹ کر کوٹھری سے باہر نکلا لالہ تو منتظر ہی تھے دیکھ کر اس کی طرف دوڑے اور بڑے ادب سے اس پلید
بدمعاش کو کہا سردار صاحب رات کیا کیفیت گذری اس نے مسکرا کر مبارک باد دی اور اشارہ میں جتا
دیا کہ حمل ٹھہر گیا لالہ رنجیت سنکر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ مجھے تو اسی دن سے آپ پر یقین ہو گیا تھا
جبکہ میں نے بہاری لال کے گھر کی کیفیت سنی تھی اور پھر کہا وید حقیقت میں دریا سے بھرا ہوا ہے کیا
عمدہ تدبیر لکھی ہے جو خطا نہ گئی۔ مہر سنگھ نے کہا کہ ہاں لالہ صاحب سب سچ ہے کیا وید کی آگیا بھی خطا
بھی جاتی ہے میں تو انہی باتوں کے خیال سے وید کو ست ودیاؤں کا پستک مانتا ہوں لالہ در اصل
مہر سنگھ ایک شہوت پرست آدمی تھا۔ اس کو کسی وید شاستر اور شرتی شلوک کی پرواہ نہ تھی اور نہ ان

نوٹ: یہ قصہ جو ہم نے لکھا ہے کسی خاص گھر کا نہیں ہے بلکہ کسی کی پردہ دری کرنی ہے اس لئے ہم نے ناموں کو بھی تبدیل کر دیا ہے

آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 اور 75 تا 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34، 75 تا 76

یہ حوالہ صفحہ 83 پر درج ہے

پر کچھ اعتقاد رکھتا تھا اُس نے صرف لالہ دیوث کی حماقت کی باتیں سُن کر اُس کے خوش کرنے کے لئے ہاں
میں ہاں ملا دی مگر اپنے دل میں بہت ہنسا کہ اس دیوث کی پُتر لینے کے لئے کہاں تک نوبت پہنچ گئی
پھر اس کے بعد مہر سنگھ تو رخصت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اُسے یقین تھا کہ اُس کی
استری رام دئی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اُس نے اپنے گمان کے
برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی روئی یہانتک کہ چیخیں نکل گئیں۔
اور ہچکی آنی شروع ہوئی۔ لالہ نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ " ہے بھاگوان آج تو خوشی کا دن
ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیج ٹھہر گیا پھر تو روتی کیوں ہے؟ وہ بولی میں کیوں نہ روؤں تو نے
سارے کنبہ میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی اس سے بہتر تھا کہ
میں پہلے ہی مر جاتی۔ لالہ دیوث بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی وہ
خوشیاں بھی تو تو ہی کرے گی مگر رام دئی شاید کوئی نیک اصل کی تھی اُس نے تُرت جواب دیا کہ حرام
کے بچہ پر کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی منائے لالہ تیز ہو کر بولا کہ ہے ہے کیا کہدیا یہ تو وید آگیا ہے
عورت کو یہ بات سُن کر آگ لگ گئی بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا وید ہے جو بدکاری سکھلاتا اور زنا
کی تعلیم دیتا ہے یوں تو دنیا کے مذاہب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر کبھی نہیں سُنا
کہ کسی مذہب نے وید کے سوا یہ تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک دامن عورتوں کو دوسروں سے ہمبستر کراؤ۔ آخر
مذہب پاکیزگی سکھلانے کے لئے ہوتا ہے نہ بدکاری اور حرامکاری میں ترقی دینے کے لئے۔ جب
رام دئی یہ سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا کہ چُپ رہو اب جو ہوا سو ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ شریک سُن لیں اور
میری ناک کاٹیں۔ رام دئی نے کہا کہ اے بیحیا کیا ابھی تک تیرا ناک تیرے منہ پر باقی ہے ساری رات
تیرے شریک نے جو تیرا ہمسایہ اور تیرا پکا دشمن ہے تیری سہردوں کی بیاہتا اور عزت کے خاندان والی
سے تیرے ہی بستر پر چڑھ کر تیرے ہی گھر میں خرابی کی اور ہر ایک ناپاک حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ
میں نے خوب بدلہ لیا سو کیا اس بے غیرتی کے بعد بھی تو جیتا ہے۔ کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا
اب وہ شریک اور پُر دشمن باتیں بنانے اور ٹھٹھا کرنے سے کب باز رہے گا بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے

آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 اور 75 تا 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34-75 تا 76

یہ حوالہ صفحہ 83 پر درج ہے

کہ میں اس فتح عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو آج وسا وال کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی۔ میں ضرور رام دئی کا سارا نقشہ محلے کے لوگوں پر ظاہر کروں گا سو یاد رکھ کہ وہ ہر ایک مجلس میں تیرا ناک کاٹے گا اور ہر ایک لڑائی میں یہ قصہ تجھے جتنے گا اور اس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعوے کر دے کہ رام دئی میری ہی عورت ہے کیونکہ وہ اشارہ سے یہ کہہ بھی گیا ہے کہ آئندہ بھی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑونگا۔ لالہ ویّیث نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے البتہ یارانہ کا اظہار کرے تو کرے تا ہماری اور بھی رسوائی ہو بہتر تو یہ ہے کہ ہم دیش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا وہ تو ایشر نے دے ہی دیا بیٹے کا نام شنکر۔ عورت زہر خندہ ہنسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا اول تو پیٹ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا کیا بیٹا ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جائے یا لڑکی پیدا ہو۔ لالہ ویّیث بولے کہ اگر حمل خطا گیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی محلہ میں رہتا ہے نیوگ کے لئے بلا لاؤں گا۔ عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کریگا۔ لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ پہلوان دیوزاد سے کم نہیں اس کو بلا لاؤں گا۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو جمیل سنگھ۔ بہنا سنگھ۔ بوٹا سنگھ۔ جیون سنگھ۔ صوبا سنگھ۔ جوالا سنگھ۔ ارجن سنگھ۔ رام سنگھ۔ کشن سنگھ۔ دیال سنگھ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور زور اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں عورت بولی کہ میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بازار میں ہی بٹھا دے تب دن میں کیا ہزاروں لاکھوں آ سکتے ہیں منہ کالا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا مگر یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے بس میں نہیں اور اگر ہوا بھی تو تجھے اس سے کیا جس کا وہ نطفہ ہے آخر وہ اسی کا ہوگا اور اسی کی خو بو لائے گا کیونکہ درحقیقت وہ اسی کا بیٹا ہے اس کے بعد رام دئی نے کچھ سوچ کر پھر رونا شروع کیا اور دور دور تک آواز گئی اور آواز سن کر ایک پنڈت نہال چند نام دوڑا آیا اور آتے ہی کہا کہ لالہ شنکو تیرے گھر کیسی رونے کی آواز آئی۔ لالہ ٹک کٹنا چاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کرے مگر اس خوف سے کہ رام دئی اس وقت غصہ میں ہے اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی کچھ کھسیانا سا ہو کر زبان دبا کر

یہ حوالہ صفحہ 83 پر درج ہے	آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 اور 75 تا 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34، 75 تا 76

کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کیلئے آگیا ہے سو
میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کر لیا تھا مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لئے
مہر سنگھ کو بلا لیا مجھے معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کرم سنگھ کا بیٹا اور نہایت شریر آدمی ہے وہ مجھے
اور میری استری کو ضرور خراب کریگا اور وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شائع کروں گا
نہال چند بولا کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وساوا مل تیری سمجھ پر نہایت ہی افسوس ہے
کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لئے پہلا حق برہمنوں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا
کہ اس محلہ کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کراتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا
ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بلا لیا ہوتا سب کام بند ہو جاتا اور کوئی بات نہ نکلتی
اس محلہ میں اب تک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کرایا ہے مگر کیا کبھی تم نے اس کا ذکر
بھی سنا یہ پردہ کی باتیں ہیں سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا لیکن مہر سنگھ تو ایسا نہیں کریگا
وہ دو چار گھنٹوں تک دیکھنا کہ سارے شہر میں رام دئی کے نیوگ کا شور و غوغا ہوگا۔ لالہ دیوث
بولا کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی اب کیا کروں۔ اس وقت شریر پنڈت نے جو باعث نہ
ہونے رسم پردہ کے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ جوان اور خوش شکل ہے نہایت بیحیائی کا جواب دیا کہ
اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں ذمہ وار ہوتا ہوں کہ مہر سنگھ کے فتنہ کو میں سنبھال
لوں گا اور پہلا حق ایک گھڑی کی بات ہے اب بہرحال یقینی ہو جائے گا تب وساوا مل دیوث تو اس
بات پر بھی راضی ہو گیا مگر رام دئی نے سنکر سخت گالیاں اس کو نکالیں تب وساوا مل نے پنڈت
کو کہا کہ مہاراج اس کا یہی حال ہے ہرگز نیوگ کرنا نہیں چاہتی پہلے بھی مشکل سے کرایا تھا جس کو
یاد کر کے بلک رہی ہے کہ میرا مذہب کالا کیا اسی سے تو اس نے چیخیں ماری تھیں جن کو آپ سنکر
دوڑے آئے تھے تب وہ شہوت پرست پنڈت وساوا مل کی یہ بات سن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور
کہا نہیں بھاگوان نیوگ کو برا نہیں ماننا چاہیئے یہ وید آگیا ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے
ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کر لیتی ہیں سو جیسے طلاق ویسے نیوگ بات ایک ہی ہے

آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 اور 75 تا 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34-75 تا 76

یہ حوالہ صفحہ 83 پر درج ہے

یک بدکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اُسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچ رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریق بند ہے۔ مرض آتشک کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔ جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آتشک بہت پھیلا ہوا ہے اول تو ہمیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اختلاف ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکرگزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لئے یورپین رنڈیاں بہم پہونچائی جاویں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز ہمعصران اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرمادیں گے۔

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے ۔۔۔ دین و دنیا میں ان کی خواری ہے
جس کے دیں میں ہے ایسی بے شرمی ۔۔۔ عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے عار ۔۔۔ اُن کی شیطان نے عقل ماری ہے
بید کی کھل گئی حقیقت کل ۔۔۔ اب تو نا حق کی پردہ داری ہے
جس کے باعث یہ گندگی پھیلی ۔۔۔ وہ تو اک خبث کی پٹاری ہے
دوسرا بیاہ کیوں حرام نہو ۔۔۔ جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم ۔۔۔ اس کے اظہار میں تو خواری ہے
چپکے چپکے حرام کروانا ۔۔۔ آریوں کا اصول بھاری ہے
آدے یہ خبیث اور بد رسم ۔۔۔ بید کے خادموں میں ساری ہے

آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 اور 75 تا 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34، 75 تا 76

یہ حوالہ صفحہ 83 پر درج ہے

زن بیگانہ پہ یہ شیدا ہیں ۔۔۔ جس کو دیکھو وہی شکاری ہے

لائق سوختن ہیں اُن کے مرد ۔۔۔ اُن کی ناری ہر ایک ناری ہے

واہ وا کیا دہرم ہے کیا ایمان ۔۔۔ جس میں واجب حرامکاری ہے

آریو! دل میں غور سے سوچو ۔۔۔ شرم وغیرت کہاں تمہاری ہے

جس کو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ ۔۔۔ ناک کے کاٹنے کی آری ہے

کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم ۔۔۔ کہ یہ پوشیدہ ایک یاری ہے

مرتکب اس کا ہے بڑا دیوث ۔۔۔ اعتقاد اس پہ بد شعاری ہے

غیر مردوں سے مانگنا نطفہ ۔۔۔ سخت خبث اور نابکاری ہے

غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے ۔۔۔ وہ نہ بیوی زن بزاری ہے

ہے وہ چنڈال دشٹ اور پاپی ۔۔۔ جفت اس کی کوئی چماری ہے

ہیں کروڑوں نیوگ کے بچے ۔۔۔ آریہ دیس میں یہ خواری ہے

ایسی اولاد پہ خدا کی مار ۔۔۔ یہ نہ اولاد قہر باری ہے

نام اولاد کے حصول کا ہے ۔۔۔ ساری شہوت کی بیقراری ہے

بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط ۔۔۔ یار کی اس کو آہ و زاری ہے

دس سے کروا چکی زنا لیکن ۔۔۔ پاک دامن ابھی بچاری ہے

لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں ۔۔۔ اُن کی لالی نے عقل ماری ہے

گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو ۔۔۔ ایسی جورو کی پاسداری ہے

اس کے یاروں کو دیکھنے کے لئے ۔۔۔ سربازار اُن کی باری ہے

جورو جی پر فدا ہیں یہ جی سے ۔۔۔ وہ تمیزگی پہ اپنے واری ہے

شرم وغیرت ذرا نہیں باقی ۔۔۔ کس قدر اُن میں بدباری ہے

ہے قوی مرد کی تلاش انہیں ۔۔۔ خوب جورو کی حق گذاری ہے

آریہ دھرم صفحہ 31تا34اور75تا76 مندرجہ روحانی خزائن جلد10 صفحہ 31تا34، 75تا76

یہ حوالہ صفحہ 83 پر درج ہے

کردہ ہیں اس لئے وہ باوجود اپنے طور کے وجد اور رقص اور اشعار خوانی اور سرود وغیرہ کے رحیم خدا کے تعلق سے سخت بے نصیب ہوتے ہیں اور اُس نطفہ کی طرح ہوتے ہیں جو آتشک کی بیماری یا جذام کے عارضہ سے جل جائے اور اس قابل نہ رہے کہ رحم سے تعلق پکڑ سکے۔ پس رحم اور رحیم کا تعلق یا عدم تعلق ایک ہی بناپر ہے صرف روحانی اور جسمانی عوارض کا فرق ہے۔ اور جیسا کہ نطفہ بعض اپنے ذاتی عوارض کی رُو سے اس لائق نہیں رہتا کہ رحم اس سے تعلق پکڑ سکے اور اس کو اپنی طرف کھینچ سکے ایسا ہی حالت خشوع جو نطفہ کے درجہ پر ہے بعض اپنے عوارض ذاتیہ کی وجہ سے جیسے تکبّر اور عُجب اور ریا یا اور کسی قسم کی ضلالت کی وجہ سے یا شرک سے اس لائق نہیں رہتی کہ رحیم خدا اس سے تعلق پکڑ سکے پس نطفہ کی طرح تمام فضیلت روحانی وجود کے اوّل مرتبہ کی جو حالت خشوع ہے رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے جیسا کہ تمام فضیلت نطفہ کی رحم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے۔ پس اگر اس حالت خشوع کو اس رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق نہیں اور نہ حقیقی تعلق پیدا ہوسکتا ہے تو وہ حالت اس گندے نطفہ کی طرح ہے جس کو رحم کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا نہیں ہوسکتا اور یاد رکھنا چاہیئے کہ نماز اور یاد الٰہی میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع میسّر آتی ہے اور وجد اور ذوق پیدا ہوجاتا ہے یا لذّت محسوس ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہوجائے اور لذّت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس نطفہ کو رحم سے تعلق ہوگیا ہے بلکہ تعلق کے لئے علیحدہ آثار اور علامات ہیں۔ پس یاد الٰہی میں ذوق شوق جس کو دوسرے لفظوں میں حالت خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورت انزال پکڑ کر اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ وہ جسمانی عالم میں ایک کمال لذّت کا وقت ہوتا ہے لیکن تاہم فقط اُس قطرہ منی کا اندر گرنا اس بات کو مستلزم نہیں

یہ حوالہ صفحہ 83 پر درج ہے	ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 192 تا 196 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 192 تا 196

کہ رحم سے اس نطفہ کا تعلق بھی ہو جائے اور وہ رحم کی طرف کھینچا جائے۔ پس ایسا ہی روحانی ذوق شوق اور حالتِ خشوع اس بات کو مستلزم نہیں کہ رحیم خدا سے ایسے شخص کا تعلق ہو جائے اور اس کی طرف کھینچا جائے بلکہ جیسا کہ نطفہ کبھی حرامکاری کے طور پر کسی رنڈی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی ویسی ہی لذت نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ۔ پس ایسا ہی بُت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع و خضوع اور حالتِ ذوق و شوق رنڈی بازوں سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور ان لوگوں کا جو محض اغراض دنیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حرامکار عورتوں کے اندام نہانی میں جا کر باعثِ لذت ہوتا ہے۔ بہرحال جیسا کہ نطفہ میں تعلق پکڑنے کی استعداد ہے حالتِ خشوع میں بھی تعلق پکڑنے کی استعداد ہے مگر صرف حالتِ خشوع اور رقت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں جو اس روحانی صورت کے مقابل پر یہی مشاہدہ ظاہر کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اور منی عورت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو اس فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کریگی کہ حمل ضرور ہو گیا ہے۔ پس ایسا ہی خشوع اور سوز و گداز کی حالت گو وہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو خدا سے تعلق پکڑنے کیلئے کوئی لازمی علامت نہیں ہے+ یعنی کسی شخص میں نماز اور یاد الٰہی کی حالت میں خشوع اور سوز و گداز پیدا ہونا مستلزم اس بات کو

+ ابتدائی حالت میں خشوع اور رقت کے ساتھ بہت طرح کے لغو کام بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ بچہ میں رونے کی عادت بہت ہوتی ہے اور بات بات میں رو پڑتا ہے اور خشوع اور انکسار اختیار کرتا ہے مگر باایں ہمہ بچپن کے زمانہ میں ہر ایک انسان بہت سے لغویات میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور سب سے پہلے لغو باتوں اور لغو کاموں کی طرف ہی رغبت کرتا ہے اور اکثر لغو حرکات اور لغو طور پر کودنا اور اچھلنا ہی اس کو پسند آتا ہے جس میں بسا اوقات اپنے جسم کو بھی کوئی صدمہ پہنچا دیتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ انسان کی زندگی کی راہ میں فطرتاً پہلے لغویات ہی آتے ہیں اور بغیر اس مرتبہ کو طے کرنے کے دوسرے مرتبہ تک وہ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ پس طبعاً پہلا زینہ عروج کا بچپن کے لغو امور سے پرہیز کرنا ہے سو اس سے ثابت ہے کہ سب سے پہلا تعلق انسانی سرشت کو لغویات سے ہی ہوتا ہے۔ منہ

شعروں کے سننے اور سرود کی تاثیر سے رقص اور وجد اور گریہ وزاری شروع کر دیتے ہیں اور اپنے رنگ میں لذت اٹھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مل گئے ہیں۔ مگر یہ لذت اُس لذت سے مشابہ ہے جو ایک زانی کو حرامکار عورت سے ہوتی ہے۔

اور پھر ایک اور مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا اور انزال کی صورت پکڑ کر رواں ہو جانا بعینہٖ رونے کی صورت پر ہوتا ہے جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی رونا ہی ہوتا ہے۔ اور جیسے بے اختیار نطفہ اچھل کر صورت انزال اختیار کرتا ہے۔ یہی صورت کمال خشوع کے وقت رونے کی ہوتی ہے کہ رونا آنکھوں سے اچھلتا ہے اور جیسے انزال کی لذت کبھی حلال طور پر ہوتی ہے جبکہ اپنی بیوی سے انسان صحبت کرتا ہے اور کبھی حرام طور پر جبکہ انسان کسی حرام کار عورت سے صحبت کرتا ہے۔ یہی صورت خشوع اور سوز و گداز اور گریہ وزاری کی ہے یعنی کبھی خشوع اور سوز و گداز محض خدائے واحد لاشریک کے لئے ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی بدعت اور شرک کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذت سوز و گداز کی ایک لذت حلال ہوتی ہے مگر کبھی خشوع اور سوز و گداز اور اس کی لذت بدعات کی آمیزش سے یا مخلوق کی پرستش اور بتوں اور دیویوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذت حرامکاری کے جماع سے مشابہ ہوتی ہے۔ غرض مجرد خشوع اور سوز و گداز اور گریہ وزاری اور اس کی لذتیں تعلق باللہ کو مستلزم نہیں بلکہ جیسا کہ بہت سے ایسے نطفے ہیں جو ضائع جاتے ہیں اور رحم اُن کو قبول نہیں کرتا۔ ایسا ہی بہت سے خشوع اور تضرع اور زاری ہیں جو محض آنکھوں کو کھونا ہے اور رحیم خدا ان کو قبول نہیں کرتا۔ غرض حالت خشوع کو جو رُوحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے نطفہ ہونے کی حالت سے جو جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے ایک کھلی کھلی مشابہت ہے جس کو ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں اور یہ مشابہت کوئی معمولی امر نہیں ہے بلکہ صانع قدیم جلّشانہ کے خاص ارادہ سے ان دونوں میں اکمل اور اتم مشابہت ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں بھی لکھا گیا ہے کہ

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 192 تا 196 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 192 تا 196

یہ حوالہ صفحہ 83 پر درج ہے

ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کرلیں۔ ششم ۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ کریں تو مجھ سے

کیا تم میں ایک بھی سوچنے والا نہیں جو اس بات کو سوچے۔ کیا تم میں ایک بھی دل نہیں جو اس بات کو سمجھے۔ زمین نے عزت دی۔ آسمان نے عزت دی اور قبولیت پھیل گئی۔

پانچواں وہ امر جو مباہلہ کے بعد میرے لئے عزت کا موجب ہوا۔ علم قرآن میں اتمام حجت ہے۔ میں نے یہ علم پاکر تمام مخالفوں کو کیا عبدالحق کا گروہ اور کیا بٹالوی کا گروہ۔ غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کے لئے مدعو کیا کہ مجھے علوم حقائق اور معارف قرآن دیا گیا ہے۔ تم لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے۔ سو اس اعلان کے بعد میرے مقابل ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اور اپنی جہالت پر جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے انہوں نے مُہر لگا دی۔ سو یہ سب کچھ مباہلہ کے بعد ہوا۔ اور اسی زمانہ میں کتاب کرامات الصادقین لکھی گئی اس کرامت کے مقابل پر کوئی شخص ایک حرف بھی نہ لکھ سکا۔ تو کیا اب تک عبدالحق اور اس کی جماعت ذلیل نہ ہوئی۔ اور کیا اب تک یہ ثابت نہ ہوا۔ کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت خدا نے مجھے دی۔

چھٹا امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور عبدالحق کی ذلت کا موجب ہوا۔ یہ ہے کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد اشتہار دیا تھا کہ ایک فرزند اُس کے گھر میں پیدا ہوگا۔ اور میں نے بھی خدا تعالیٰ سے الہام پاکر یہ اشتہار انوار الاسلام میں شائع کیا تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے لڑکا عطا کرے گا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہوگیا۔ جس کا نام شریف احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیئے۔ کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پاگیا یا پھر رجعت قہقری کرکے نطفہ بن گیا۔ کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔ اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ چنانچہ ضیاء الحق میں بھی اسی لڑکے کا ذکر لکھا گیا ہے۔

ساتواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور قبولیت کا باعث ہوا خدا کے راستباز بندوں کا وہ مخلصانہ جوش ہے جو انہوں نے میری خدمت کے لئے دکھلایا۔ مجھے کبھی یہ طاقت نہ ہوگی کہ میں خدا کے ان احسانات کا شکر ادا کرسکوں۔ جو روحانی اور جسمانی طور پر مباہلہ کے بعد میرے وارد حال ہوگئے۔ روحانی انعامات کا نمونہ میں لکھ چکا

انجام آتھم صفحہ 311 تا 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311 تا 317

یہ حوالہ صفحہ 83 پر درج ہے

یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے

کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد کونسی عزت دنیا میں پائی۔ کونسی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی۔ کونسے مالی فتوحات کے دروازے اس پر کھلے۔ کون سی علمی فضیلت کی پگڑی اس کو پہنائی گئی۔ صرف فضول گوئی کے طور سے ایک بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تا یہی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بدبختی سے وہ دعوے بھی باطل نکلا۔ اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔ مگر اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے میرے الہام کو پورا کر کے مجھے لڑکا عطا کیا ✦

حاشیہ در حاشیہ

یہ دس برکتیں مباہلہ کی ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔ پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلیھم ان یتدبروا و یتفکروا فی ھذہ العشرۃ الکاملۃ.

بالآخر یہ یاد رہے کہ ہر ایک مخالف مکفر مکذب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً سمجھیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا مجھ پر انعام و اکرام کیا۔ اور اس کو ذلیل کیا۔ اور اس کا بیٹے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا۔ اور کوئی عزت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعاوی کو رد کیا۔ اس سے بڑھ کر ان مباہلوں میں ہوگا۔ میں نے اُس روز بددعا نہیں کی۔ کیونکہ وہ ناسمجھ اور غبی تھا۔ اور اس کی جہالت اس کو قابل رحم ٹھہراتی تھی مگر اب میں بددعا کروں گا۔ سو چاہیئے کہ ہر یک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چھپا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم دس ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کے لئے ہر یک شخص بلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا۔ اس لئے یہ مشقت مخالفوں پر جائز نہیں رکھی گئی کہ وہ دور دراز سفر کر کے پہنچیں بلکہ حسب منطوق وما جعل علیکم فی الدین من حرج. یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجام آتھم میں صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ اور محض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دعا اس اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

دُعا

اے خدائے علیم و خبیر میں جو فلاں ابن فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

✦ عبدالحق غزنوی نے ۱۶ شعبان ۱۳۱۴ھ کو اس لعنت کی سیاہی کو دھونے کیلئے جو اس کے منہ پر جم گئی ہے ایک اشتہار دیا ہے اس اشتہار کا جواب اس ضمیمہ میں کامل طور پر دیا گیا ہے مگر دو باتیں قابل ذکر یہ ہیں ... وہ عربی میں مقابلہ کرنے کیلئے اپنے تئیں تیار ظاہر کرتا ہے۔ بہت خوب۔ یہی نشان دیکھ لے ....

انجام آتھم صفحہ 311 تا 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311 تا 317

یہ حوالہ صفحہ 83 پر درج ہے

نہ اُٹھایا مگر پادریوں کی اطاعت کا جُوا اُٹھالیا۔ پس اِن معنوں کے رُو سے بھی وہ اَبتر ٹھیرا۔ ہم جیساکہ بیان کرچکا ہوں اِن معنوں کے رُو سے بھی اَبتر ہوا کہ اُسوقت سے جو اسکی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ان شانئک ھوالابتر گویا اُسی دم سے خدا تعالیٰ نے اُسکی بیوی کے رحم پر مُہر لگادی اور اُسکو یہ الہام کُھلے کُھلے لفظوں میں سُنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر میں اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ اولاد کا چلے گا اور یقیناً اُس نے اِس الہام کو توڑنے کے لئے اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وہ کوشش ضائع گئی۔ آخر نامُراد مرا۔ اور ابتر کے ہر ایک معنی اُسپر صادق آگئے۔ اور دُوسری طرف جو میری نسبت وہ بار بار بددُعائیں کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہے ہلاک ہوجائیگا اور اولاد بھی مریگی اور جماعت متفرق ہوجائیگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اِس الہام کے بعد یعنے الہام ان شانئک ھوالابتر کے بعد تین لڑکے میرے گھر میں پیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہوگئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پُوری نہیں ہوئی! اور یہ کہنا کہ سعد اللہ کے لڑکے کی عبدالرحیم کی دختر سے نسبت ہوگئی ہے اور شادی ہوجائے گی اور اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہے✠ جو ہنسی کے لائق ہے اور اس کا جواب بھی یہی ہے کہ خدا کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اُس وقت پیش کرنی چاہیئے کہ جب شادی ہوجائے اور اولاد بھی ہوجائے۔ بالفعل تو ایمانداری کا یہ تقاضا ہے کہ اِس بات کو غور سے سوچیں کہ جیساکہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ ان شانئک ھوالابتر

✠ حاشیہ۔ یہ اسی طرح کی امید ہے جیساکہ عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا اثر یہ ظاہر کیا تھا کہ میرا بھائی مرگیا ہے اور اسکی بیوی میں نے نکاح کیا ہے اور اسکو حمل ہوگیا ہے اور اب اسکو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا جائیگا مگر اُس حمل کا انجام یہ ہُوا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہُوا اور اب تک وہ باوجود گذرنے چودہ برس کے نامرادی اور ذلت کی زندگی بُھگت رہا ہے اور برخلاف اسکے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے بیعت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دُنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ میری شہرت ہوگئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مرگئے اور ہزارہا نشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منہ

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 444 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 444 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 84 پر درج ہے

(ٹائیٹل طبع اوّل)

الحمدللہ والمنت کہ بتائید و توفیق آں نعم المولیٰ و نعم النصیر و عنایات
آں ذاتِ جلیل و عظیم و کبیر حصہ اولیٰ کتاب لاجواب موسوم بہ

آئینہ کمالات اسلام

جس کا دوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے

بماہ فروری سنہ ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نور احمد مہتمم
و مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

محدود معین ہیں۔ خاوندوں کی حاجت براری کے بارے میں جو عورتوں کی فطرت میں ایک نقصان پایا جاتا ہے جیسے ایام حمل اور حیض نفاس میں یہ طریق بابرکت اس نقصان کا تدارک تام کرتا ہے اور جس حق کا مطالبہ مرد اپنی فطرت کی رو سے کرسکتا ہے وہ اسے بخشتا ہے۔ ایسا ہی مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کیلئے مجبور ہوتا ہے۔ مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تغیر عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بدشکل ہوجائے تو مرد کی قوت فاعلی جس پر سارا مدار عورت کی کارروائی کا ہے بیکار اور معطل ہوجاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بدشکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مرد کو دی گئی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں اگر مرد اپنی قوت مردی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کے رو سے عورت اس سے طلاق لے سکتی ہے۔ اور اگر پوری پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عذر نہیں کرسکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے۔ کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ دار اور کاربرار نہیں ہوسکتی۔ اور اس سے مرد کا استحقاق دوسری بیوی کرنے کے لئے قائم رہتا ہے۔ جو لوگ قوی الطاقت اور متقی اور پارسا طبع ہیں ان کیلئے یہ طریق نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ بعض اسلام کے مخالف نفس امارہ کی پیروی سے سب کچھ کرتے ہیں مگر اس پاک طریق سے سخت نفرت رکھتے ہیں کیونکہ بوجہ اندرونی بے قیدی کے جو ان میں پھیل رہی ہے ان کو اس پاک طریق کی کچھ پروا اور حاجت نہیں۔ اس مقام میں عیسائیوں پر سب سے بڑھ کر افسوس ہے کیونکہ وہ اپنے مسلّم النبوت انبیاء کے حالات سے آنکھ بند کرکے مسلمانوں پر ناحق دانت پیستے جاتے ہیں۔ شرم کی بات ہے کہ جن لوگوں کا اقرار ہے کہ حضرت **مسیح** کے جسم اور وجود کا خمیر اور اصل جڑھ اپنی ماں کی جہت سے وہی کثرت ازدواج ہے جس کی حضرت **داؤد** (مسیح کے باپ) نے نہ دو نہ تین بلکہ سو بیوی تک نوبت پہنچائی تھی وہ بھی ایک سے زیادہ بیوی کرنا زناکاری کی مانند سمجھتے ہیں اور اس پر خبث کلمہ کا نتیجہ جو حضرت **مریم**

یہ حوالہ صفحہ 84 پر درج ہے	آئینہ کمالات اسلام صفحہ 282 روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 282 از مرزا غلام احمد صاحب

ایڈیشن پنجم بار اول

انوار الاسلام

تعداد اشاعت (۳۰۰۰)

بلکہ برابر سخت دل اور دشمن اسلام رہا اور مسیح کو برابر خدا ہی کہتا رہا۔ پھر اگر ہم اسی وقت بلا توقف دو ہزار روپیہ نہ دیویں تو ہم پر لعنت اور ہم جھوٹے اور ہمارا الہام جھوٹا اور اگر عبد اللہ آتھم قسم نہ کھاوے یا قسم کی سزا میعاد کے اندر دیکھ لے تو ہم سچے اور ہمارا الہام سچا۔ پھر بھی اگر کوئی تحکم سے ہماری تکذیب کرے اور اس معیار کی طرف متوجہ نہ ہو اور ناحق سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے تو بے شک وہ ولد الحلال اور نیک ذات نہیں ہوگا کہ خواہ نخواہ حق سے روگرداں ہوتا ہے اور اپنی شیطنت سے کوشش کرتا ہے کہ سچے جھوٹے ہو جائیں۔

ص۳۰

اب اس سے زیادہ صاف اور کون فیصلہ ہوگا کہ ہم دو ملکوں کے مول میں خود امرت سر میں جا کر دو ہزار روپیہ دیتے ہیں۔ مسٹر عبد اللہ آتھم اگر در حقیقت مجھے کاذب سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ ایک ذرہ بھی اس نے اسلامی عظمت کی طرف رجوع نہیں کیا تو وہ ضرور بلا توقف عبارت مذکورہ بالا کے موافق اقرار کر دے گا کیونکہ اب تو وہ اپنے تجربہ سے جان چکا کہ میں جھوٹا ہوں اور مسیح کی حفاظت کو اس نے مشاہدہ کر لیا پھر اس مقابلہ سے اس کو کیا خوف ہے کیا پہلے پندرہ مہینوں میں مسیح زندہ تھا اور مسٹر عبد اللہ آتھم کی حفاظت کر سکتا تھا اور اب مر گیا ہے اس لئے نہیں کر سکتا جبکہ عیسائیوں نے اپنے اشتہار میں یہ بھی اعلان دیا ہے کہ خداوند مسیح نے مسٹر عبد اللہ آتھم کی جان بچائی تو پھر اب بھی خداوند مسیح جان بچائے گا۔ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اب مسیح کے خداوند قادر ہونے کی نسبت مسٹر عبد اللہ آتھم کو کچھ شک اور تردد پیدا ہو جائے جو پہلے وہ شک نہ ہو بلکہ اب تو بہت یقین چاہیئے کیونکہ اس کی خداوندی اور قدرت کا تجربہ ہو چکا اور نیز ہمارے جھوٹ کا تجربہ۔ لیکن یاد رکھو کہ مسٹر عبد اللہ آتھم اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ یہ سب باتیں جھوٹ ہیں کہ اس کو مسیح نے بچایا جو خود مر چکا وہ کس کو بچا سکتا ہے اور جو مر گیا وہ قادر کیونکر اور خداوند کیسا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ سچے اور کامل خدا کے خوف نے اس کو بچایا اگر اب اور ان عیسائیوں کی تحریک سے بیباک ہو جائے گا تو پھر اس کامل خدا کی طرف سے بیباکی کا مزہ چکھے گا۔ غرض اب ہم نے فیصلہ کی صاف صاف راہ بتا دی اور جھوٹے سچے کے لئے ایک معیار پیش کر دیا۔ اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم اور حیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے

اور حلال زادہ نہیں پس حلال زادہ بننے کے لئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور

یہ حوالہ صفحہ 84 پر درج ہے

انوار اسلام ص 30 مندرجہ روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب

ومنح بی من النعم الظاهرة والباطنة وجعلنی من المجذوبین۔ وکنت شابًا وقد شخت وما استفتحت بابًا الا فتحت۔ وما سألت من نعمة الا اعطیت وما استکشفت من امر الا کشفتُ۔ وما ابتهلت فی دعاءٍ الا اجیبتُ۔ وکل ذالك من حبّی بالقرآن وحبّ سیدی وامامی سید المرسلین۔ اللّٰهم صلّ وسلّم علیه بعدد نجوم السمٰوٰت وذرّات الارضین ومن اجل هذا الحب الذی کان فی فطرتی کان اللّٰه معی من اوّل امری حین ولدت و حین کنت ضریعا عند ظئری وحین کنت اقرء فی المتعلمین۔ وقد حبب الیّ منذ دنوت العشرین ان انصر الدین۔ واجادل البراهمة والقسیسین۔ وقد الفت فی هذه المناظرات مصنفات عدیدة۔ ومؤلفات مفیدة منها کتابی **البراهین**۔ کتاب نادر ما نسج علی منواله فی ایام خالیة فلیقرء من کان من المرتابین۔ قد سلّمت فیه صوارم الحجج القطعیة علی اقوال الملحدین۔ ورمیت بشهبها الشیاطین المبطلین۔ قد خفض هام کل معاند بهذا الشیف السیف المسلول۔ وتبینت فضیحتهم بین ارباب المنقول والمعقول۔ وبین المصنفین۔ فیه دقائق العلوم وشواردها والالهامات الطیبة الصحیحة والکشوف الجلیلة ومواردها۔ ومن کل ما یجلّی دُرر معارف الدین المتین ولی کتب اخری تشابهه فی الکمال۔ منها الکحل والتوضیح والازالة وفتح الاسلام وکتاب آخر سبق کلها الفته فی هذه الایام اسمه دافع الوساوس هو نافع جدًا للذین یریدون ان یروا حسن الاسلام ویکفّون افواه المخالفین۔ تلك کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة وینتفع من معارفها ویقبلنی ویصدق

آئینہ کمالات اسلام ص 547، 548 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 547، 548 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 84 پر درج ہے

دعوتی۔ الاذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علیٰ قلوبھم فھم لا یقبلون۔ ولما
بلغت اشد عمری و بلغت اربعین سنۃ جاء تنی نسیم الوحی بریّا عنایات
ربّی لیزید معرفتی و یقینی و یرتفع حجبی واکون من المستیقنین فاوّل ما
فتح علیّ بابہ ھو الرؤیا الصالحۃ فکنت لا اری رؤیا الا جاءت مثل فلق
الصبح و انی رایت فی تلک الایام رؤیا صالحۃ صادقۃ قریبًا من الفین او
اکثر من ذالک۔ منھا محفوظۃ فی حافظتی وکثیر منھا نسیتھا۔ و لعل
اللہ یکررھا فی وقت اٰخر ونحن من الآملین۔ ورایت فی غلواء شبابی
وعند دواعی التصابی کانی دخلت فی مکان وفیہ حفدتی وخدمی فقلت
طھروا فراشی فان وقتی قد جاء ثم استیقظت و خشیت علیٰ نفسی
وذھب وھلی الی انی من المائتین۔ ورایت ذات لیلۃ و انا غلام
حدیث السن کانی فی بیت لطیف نظیف یذکر فیھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلّم فقلت ایّھا الناس این رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشاروا
الی حجرۃ فدخلت مع الداخلین۔ فبشّ بی حین وافیتہ۔ وحیانی باحسن
ما حییتہ وما انسی حسنہ وجمالہ وملاحتہ وتحننہ الی یومی ھذا۔ شغفنی
حبّا وجذبنی بوجہ حسین قال ما ھذا بیمینک یا احمد فنظرت فاذا
کتاب بیدی الیمنی وخطر بقلبی انہ من مصنفاتی قلت یا رسول اللہ
کتاب من مصنفاتی قال ما اسم کتابک فنظرت الی الکتاب مرۃ اخریٰ
وانا کالمتحیّرین۔ فوجدتہ یشابہ کتابا کان فی دار کتبی و اسمہٗ
قطبی قلت یا رسول اللہ اسمہ قطبی قال ارنی کتابک القطبی فلما

آئینہ کمالات اسلام ص 547، 548 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 547، 548 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 84 پر درج ہے

حوالہ نمبر 160

(۴۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے گورداسپور جاتے ہوئے بٹالہ ٹھیرے وہاں کوئی مہمان جو آپ کی تلاش میں قادیان سے ہوتا ہوا بٹالہ واپس آیا تھا آپ کے پاس کچھ پھل بطور تحفہ لایا۔ پھلوں میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور کھائے۔ اور فرمایا انگور میں ترشی ہوتی ہے۔ مگر یہ ترشی نزلہ کے لیئے مضر نہیں ہوتی۔ پھر آپ نے فرمایا ابھی میرا دل انگور کو چاہتا تھا۔ سو خدا نے بھیج دیئے۔ فرمایا۔ کئی دفعہ میں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اللہ اُسے مہیا کر دیتا ہے۔ پھر ایک واقعہ سُنایا۔ کہ میں ایک سفر میں جا رہا تھا۔ کہ میرے دل میں پونڈے گنّے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر وہاں راستہ میں کوئی گنا میسر نہیں تھا۔ مگر اللہ کی قدرت کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص ہم کو مل گیا جس کے پاس پونڈے تھے۔ اس سے ہم کو پونڈے مل گئے۔

(۴۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دی۔ اور وہ دونوں آگئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا۔ اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی اِدھر بھاگتا تھا۔ اور کبھی اُدھر۔ کبھی اپنی پگڑی اُتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا۔ اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا۔ اور گھبراہٹ میں اسکے ہاتھ کانپتے تھے۔

(۴۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دُوسری جگہ ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے

یہ حوالہ صفحہ 85 پر درج ہے	سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 28، 29 از مرزا بشیر احمد ایم اے

احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرا دی۔ تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے۔ تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ پھر فضل احمد باہر سے آ کر ہمارے پاس ہی ٹھیرتا تھا مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پردازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ ادھر جا ملا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ فضل احمد بہت شرمیلا تھا۔ حضرت صاحب کے سامنے آنکھ نہیں اٹھاتا تھا۔ حضرت صاحب اسکے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ فضل احمد سیدھی طبیعت کا ہے۔ اور اس میں محبت کا مادہ ہے۔ مگر دوسروں کے بہکانے سے ادھر جا ملا ہے۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ جب فضل احمد کی وفات کی خبر آئی۔ تو اس رات حضرت صاحب قریباً ساری رات نہیں سوئے۔ اور دو تین دن تک مغموم سے رہے۔ خاکسار نے پوچھا کہ کیا حضرت صاحب نے کچھ فرمایا بھی تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ صرف اس قدر فرمایا تھا۔ کہ ہمارا اسکے ساتھ تعلق تو نہیں تھا۔ مگر مخالف اسکی موت کو بھی اعتراض کا نشانہ بنا لینگے۔ خاکسار عرض

سیرت المہدی جلد اول صفحہ 28، 29 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 85 پر درج ہے

حوالہ نمبر 161

۲۱۹

(۵۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا ؕ

اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین

عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاہِیْمَ حَنِیْفًا

چوں بدندان تو کرمے اوفتاد ؛ آن نہ دندانی بکن ای اوستاد

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصومت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم و الہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب باعث تحریر اشتہار ہٰذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں

یہ حوالہ صفحہ 85 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 219 تا 221 از مرزا غلام احمد صاحب

دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربانی تھا۔ اور رہی اس کو اپنے فضل و کرم
سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار المہام وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت
فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ
اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہیں رہیگا
مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک ندیا۔ اور بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر ان کی
طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے
دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک
میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں
سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اوّل یہ کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا
حملہ ہو۔ اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے
ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہو گی۔ اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے
مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خدا وند قدیر وغیور
اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضایع نہ کریگا۔
اگر سارا جہان مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو تھام لے گا۔
کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ
ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قولی اور فعلی طور پر اس
مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدلُ
جان منظور رکھی۔ سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا
کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔
سو جبکہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا

یہ حوالہ صفحہ 85 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 219 تا 221 از مرزا غلام احمد صاحب

کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو۔ لہذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی ۱۸۹۱ء ہے۔ عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا۔ اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا۔ اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی۔ اور کسی نیکی۔ بدی۔ رنج راحت شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی۔ کیونکہ انہوں نے آپ تعلق توڑ دیئے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔

چوں نہ بود خویش را دیانت و تقوٰی ۔ قطع رحم بہ از مودت قربیٰ

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشـــــــــــــــــــــــــــــتہر

مرزا غلام احمد لودیانہ

۲ مئی ۱۸۹۱ء

حقانی پریس لدھیانہ

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 219 تا 221 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 85 پر درج ہے

أتحصون بغيا من أتى من مليككم ‏ ‏ وقد تمت الأخبار والآي تبهر

کیا تم محض بغاوت کی رو سے اس شخص کی نافرمانی کرتے ہو جو تمہارے بادشاہ کی طرف سے آیا ہوا اور خبریں پوری ہوگئیں اور نشان چمک اٹھے

وقد قيل منكم يأتين إمامكم ‏ ‏ وذلك في القرآن نبأ مكرر

اور تم سُن چکے ہو کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا اور یہ خبر تو قرآن میں کئی مرتبہ آچکی ہے۔

أتاني كتاب من كذوب يزور ‏ ‏ كتاب خبيث كالعقارب يأبر

مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔

فقلت لك الويلات يا أرض جولر ‏ ‏ لعنت بملعون فأنت تدمر

پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی

تكلم هذا النكس كالزمع شاتما ‏ ‏ وكل امرء عند التخاصم يسبر

اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزمایا جاتا ہے۔

أتزعم يا شيخ الضلالة أنني ‏ ‏ تقولت فاعلم أن ذيلي مطهر

کیا تو اے گمراہی کے شیخ یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے یہ جھوٹ بنالیا ہے پس جان کہ میرا دامن جھوٹ سے پاک ہے

أتنكر حقا جاء من خالق السما ‏ ‏ سيبدي لك الرحمن ما أنت تنكر

کیا تو اس حق سے انکار کرتا ہے جو آسمان سے آیا۔ خدا عنقریب تیرے پر ظاہر کریگا جس چیز کا تو نے انکار کیا۔

إذا ما رأينا أن قلبك قد غسا ‏ ‏ ففاضت دموع العين والقلب يضجر

جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہوگیا۔ تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل بیقرار تھا۔

أخذتم طريق الشرك مركز دينكم ‏ ‏ أهذا هو الإسلام يا متكبر

تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔ کیا یہی اسلام ہے اے متکبر۔

وما أنا إلا نائب الله في الورى ‏ ‏ ففروا إلي وجانبوا البغي واحذروا

اور میں مخلوق کے لئے خدا کا نائب ہوں۔ پس میری طرف بھاگو اور نافرمانی چھوڑ دو اور ڈرو

وإن قضاء الله يأتي من السما ‏ ‏ وما كان أن يطوى ويلقى ويحجر

اور خدا کی تقدیر آسمان سے آئے گی۔ اور ممکن نہیں ہوگا کہ وہ رکی جائے اور باطل کی جائے اور روک دیا جائے۔

اعجاز احمدی ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 89 پر درج ہے

علیٰ مثلها لم نطلع فی مکلّم

ان تمام مصیبتوں کیلئے دوسری جگہ نظیر نہیں پائی جاتی۔

ففکّر أهذا کلّه کان باطلاً

پس سوچ کیا یہ تمام کارروائی باطل تھی۔

الا لائمی عار النساء ابا الوفا

لے عورتوں کے عار ثناء اللہ

أردتّ الهوی من بعد ستّین حجّة

کیا میں نے ساٹھ برس کی عمر کے بعد ہوا پرستی کو اختیار کیا

أریناك آیاتٍ فلا عذر بعدها

ہم تجھے [1] نشان دکھلا چکے ہیں اور اسکے بعد کوئی عذر باقی نہ رہیگا

أردتّ بمُدٍّ ذلّتی فرأیتها

تو نے مقام مدّ میں میری ذلّت کو چاہا پس خود ذلّت اٹھائی۔

وکأیّن* من الآیات قد مرّ ذکرها

اور بہت سے نشان ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔

فعنّ لنا بعد التجارب حیلة

پس ہمارے لئے بہت تجاربکے بعد ایک حیلہ ظاہر ہوا۔

فهذا هو التبکیت من فاطر السما

پس اس ذریعہ سے تمہارا منہ خدا بند کرنا چاہتا ہے۔

وان کان عیسیٰ او من الرسل آخر

خواہ عیسیٰ ہو یا کوئی اور نبی ہو

وما کان شیٔ الناس شیئاً بُغیّر

اور شرک کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کو بدلایا جائے

الامَ کفتیان الوغی تتنمّر

کب تک مردان جنگ کی طرح پلنگی دکھلائیگا

وذلك رأی لا یراه المفکّر

یہ تو کسی عقلمند کی رائے نہ ہوگی۔

وان خلتها تخفی علی الناس تظهر

اور اگر تو خیال کرے کہ وہ پوشیدہ ہے تو وہ ہرگز پوشیدہ نہ رہیگا

ومن لا یوقّر صادقاً لا یوقّر

اور جو شخص صادق کی بے عزتی کرتا ہے وہ خود بے عزت ہو جائیگا

رأیتم فاعرضتم وقلتم تزوّر

تم نے دو نشان دیکھے اور انکار کیا اور کہا کہ جھوٹ بولتا ہے

لنکتب اشعاراً بها الآی تشعر

تاہم یہ چند شعر لکھیں جن سے تمہیں یہ نشان معلوم ہوجائیں

وهذا هو الافحام منّی ففکّروا

اور یہی میری طرف سے اتمام حجّت ہے۔

[1] سہو کاتب سے کئی کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ اصل ترجمہ یوں ہوگا: "ہم تجھے کئی ایک نشان دکھلا چکے ہیں" (شمس)

* یُستعمل لفظ کأیّن کما یُستعمل کأیّ فی لسان العرب۔ منہ

اعجاز احمدی ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 89 پر درج ہے

حوالہ نمبر 164

ومن المعترضين المذكورين۔ شيخ ضال بٹالوی۔ دجال غوی۔ يقال له
ویکے از اعتراض کنندگان شیخ گمراہ ساکن بٹالہ است کہ ہمسایہ گمراہ است۔ او را

محمد حسين۔ وقد سبق الكل فى الكذب والمين۔ وانه أبى
محمد حسین مے گویند۔ واز ہمہ در دروغ و نا راستی سبقت بردہ است۔ و او انکار کرد

واستكبر۔ واشاع الكبر واظهر حتى قيل انه امام المستكبرين۔ ورئيس
وتکبر نمود۔ وتکبر را شائع کردہ وظاہر ساخت تا آنکہ گفتہ شد کہ او امام متکبرین است۔ ورئیس

المعتدين۔ ورئس الغاوين۔ هو الذى كفرنى قبل ان يكفر الاخرون۔ واعترض
تجاوز کنندگان۔ وسر گمراہان است۔ او ہماں شخص است کہ پیش از ہمہ مرا کافر گفت۔ و بر کتابہائے

على كتبى واظهر جهله المكنون۔ فقال ان تلك الكتب مشحونة من الاغلاط
من اعتراض کرد۔ و جہل خود ظاہر نمود۔ پس گفت کہ ایں کتابہا از غلطی پُر ہستند و در گل

وساقطة فى وحل الاخطاط۔ وليست كماء معين۔ وان هذا الرجل من
انحطاط فرو افتادہ اند۔ و بجو آب صافی نیست۔ و ایں شخص از جاہلان است

الجاهلين۔ وكلما يوجد فى كتبه من لحها وقيا فيها۔ فليس قريحته حجر
و ہر چہ از کلمات نمکین و قافیہ ہا در کلام او یافتہ مے شود۔ پس آن طبعزاد او

اثافيها بل تلك كلم خرجت من اقلام الاخرين۔
و سنگ طبیعت او نیست بلکہ ایں کلمات از قلمہائے دیگران برآمدہ اند۔

فقلت يا شيخ النوكى۔ وعدو العقل والنهى۔ ان كتبى مبرءة مما
پس گفتم کہ اے شیخ احمقان و دشمن عقل و دانش۔ بتحقیق کتاب ہائے من آنچہ گمان کردی

زعمت۔ ومنزهة عما ظننت۔ الا سهو الكاتبين۔ او زيغ القلم بتغافل منى[*] لا
بری ہستند۔ و از آنچہ زعم تست منزہ ہستند۔ مگر سہو کاتب یا کجی قلم از تغافل من نہ از جہل جاہلان

[*] من سهو الكاتب والصواب منزهة۔ منه

انجام آتھم ص 242,241 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 89 پر درج ہے

حوالہ نمبر 165

ثم اعلم ایها الشیخ الضال ۔ والدجال البطال ۔ ان الثمانیة الذین هم

اے شیخ گمراہ و دجال بطال بدانکہ آن ہشت کہ

ثمار عودك ۔ ووقود وقودك ۔ الذین ادخلوا فی التسعة المخاطبین ۔ فمنهم

میوہ ہائے شاخ تو ۔ و ہیزم آتش افروختہ تو ہستند ۔ آنانکہ در نہ مخاطبین داخل اند ۔ پس یکے از آنہا

شیخك الضال الكاذب نذیر المبشرین ثم الدهلوی عبد الحق

شیخ گمراہ و دروغگوئے تست کہ نذیر حسین است کہ بشارت یافتگان را می ترساند ۔ باز عبد الحق دہلوی کہ

رئیس المتصلفین ۔ ثم عبد الله التونكی ثم احمد علی السهارنپوری من المقلدین

رئیس لاف زنان است ۔ باز عبد اللہ ٹونکی ۔ باز مولوی احمد علی سہارنپوری از مقلدان

ثم سلطان المتكبرین ۔ الذی اضاع دینه بالكبر والتوهین ۔ ثم الحسن

باز مولوی سلطان الدین جیپوری است کہ از تکبر و توہین دین خود را ضائع کرد ۔ باز محمد حسن

الامروهی الذی اقبل علی اقبال من لبس الصفاقة ۔ وخلع الصداقة

امروہی کہ سوئے من بیکو بے حیایان متوجہ شد ۔ و از راستی خود را دور افگند ۔

+ الحاشیه ۔ هذا الرجل لا یحسب العربیة المباركة ام الالسنة ۔ بل هی

این شخص عربی مبارک را ام الالسنہ نمی پندارد ۔ بلکہ عربی

عنده مستخرجة من العبریة ۔ التی هی لها كالفضلة ۔ ویستیقن ان اثبات

نزدیک او از عبرانی خارج کردہ شدہ است ۔ حالانکہ عبرانی عربی را مثل فضلہ است ۔ و این شخص یقین می کند

هذه الخطة عقدة مستصعبة الافتتاح ۔ او كزندة مستحسرة الاقتداح ۔ معانا

کہ عربی را ام الالسنہ قرار دادن کارے مشکل است کہ نتواند شد ۔ یا مثل سنگے است کہ از آن آتش بیرون نتواند آمد

فرغنا من فتح هذا المیدان ۔ فی كتابنا منن الرحمن ۔ وسوف

حالانکہ ما از فتح این میدان فراغت یافتیم ۔ و این فراغت در کتاب

یہ حوالہ صفحہ 90 پر درج ہے

انجام آتھم ص 251 سن طبع روحانی خزائن جلد 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب

ولعلقت اظفاره بعرضی کالذیاب ۔ ومخلبه بثوبی کالکلاب ۔ ونطق بکلم

و ناخن ہائے اوہمچو گرگان بآبروئے من آویخت ۔ و پنجہ او ہمچو سگان بجامہ من درآویخت ۔ وسخنانے بر زبان خود

لا ینطق بمثلها الا شیطان لعین ۔ وآخرهم الشیطان الاعمٰی ۔ والغول الاغوٰی ۔

آورد کہ بجز شیطان لعین ہیچکس بدان گونہ تکلم نکند ۔ واز ہمہ آخر شیطان کوراست و دیو گمراہ

یقال له رشید الجنجوهی ۔ وهو شقی کالامروهی ۔ ومن الملعونین ۔

کہ او را رشید احمد گنگوہی مے گویند ۔ واو ہمچو محمد حسن امروہی بدبخت است وزیر لعنت خدا تعالیٰ است ۔

فهؤلاء تسعة رهط کفروا وسبونا وکانوا مفسدین ۔ ونذکر منهم الشیخین

پس این نہ شخص اند کہ تکفیر ما کردند و دشنامہا دادند ۔ واز مفسدان ہستند ۔ وما از ایشان دو مشہور شیخ را

المشهورین ۔ یعنی الشیخ اله بخش التونسوی والشیخ غلام نظام الدین

نیز ذکر می کنیم ۔ یعنی شیخ الہ بخش تونسوی وشیخ غلام نظام الدین بریلوی

یشاع فی الدیار والبلدات ۔ فیومئذ تسود وجوه المنکرین ۔ وانا نموتا فی افکارنا ۔

ملی الرحمٰن شدہ است ۔ وعنقریب این کتاب در شہرہا شائع کردہ خواہد شد ۔ پس بدان روز روئے منکران سیاہ

وایدنا فی انظارنا ۔ من الله رب العالمین ۔ ودسنا فیه کل دَرَن ۔ الذین یقولون

خواہد گردید ۔ وما در فکرہائے خود ونظرہائے خود از خدا تعالیٰ تائید یافتیم ۔ وما آنان را کہ میگویند کہ عربی

ان العربیة ما سبق غیره بخوس ۔ بل هی کاللباس المستبذل او الوعاء

در حسن خود بر غیر خود سبقت نبردہ است ۔ بلکہ آن مثل لباس کار آمدہ یعنی کہنہ وظرف مستعمل یعنی

المستعمل وکشیء هو سقط صلفة غیر معین ۔

بیکار است ومثل چیزے ردی بے سود است کہ ہیچ نفع نہ بخشد ۔ در آن کتاب بخوبی پامال کردیم ۔

وانا اثبتنا دعونا حق الاثبات ۔ واریناالامر کالبدیهیات ۔ مسیبین غیر مستقلین ۔

وما دعویٰ خود را چنانکہ حق ثابت کردن است ثابت کردیم ۔ وامر مقصود را مثل بدیہیات نمودیم ۔ و

(حاشیہ: شیخ … سے … شیخ)

یہ حوالہ صفحہ 90 پر درج ہے

انجام آتھم ص 252 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 252 از مرزا غلام احمد صاحب

حوالہ نمبر 167

ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آگئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائی کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اُسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ اِنّ شانئک ھو الابتر جس کو آجتک بارہ[1] برس گذر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعد اللہ پر بند کیا گیا اور اُس کی بد دُعاؤں کو اُسی کے مُنہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑہا انسانوں میں مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعد اللہ چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو۔ پس خدا تعالیٰ نے اِس آرزو میں اُسکو نامراد رکھکر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اُسکی زندگی میں ہی اُسکو دکھلا دیا کہ ایک جہان میری مدد کیلئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صد ہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزارہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اُسکی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اُسکو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کئے۔ پس یہ موت اُسکی بڑی نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہوئی۔ اور یہی پیشگوئی میں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئی۔

صفحہ ۱۳

اور وہ پیشگوئی جس میں میں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ میرے رُوبرو وہ مرے گا۔ وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے:۔

وَمِنَ اللّئامِ اَریٰ رُجیلًا فاسقًا	غولًا لعینًا نطفۃَ السُّفھاءِ
اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں	کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ
شکسٌ خبیثٌ مفسدٌ ومزوّرٌ	نحسٌ یُسمّی السّعد فی الجُھلاءِ
بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا	منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے

[1] میں لکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعر اُس وقت محض نیت سے لکھے گئے تھے جبکہ بد قسمت سعد اللہ کی بد زبانی حد سے زیادہ گذر گئی تھی۔ منہ

حقیقۃ الوحی تتمہ ص 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 90 پر درج ہے

حوالہ نمبر 168

بدی کی گئی۔ مگر جو کوئی عفو کرے اور اس عفو میں کوئی اصلاح مقصود + ہو تو اس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ مگر انجیل میں بغیر کسی شرط کے ہر ایک جگہ عفو اور درگذر کی ترغیب دی گئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو جن پر تمام سلسلہ تمدن کا چل رہا ہے پامال کر دیا ہے اور انسانی قویٰ کے درخت کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کی رعایت قطعاً ترک کر دی گئی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بد دعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس قدر بد زبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بُرے بُرے ان کے نام رکھے۔ اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔ پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟ پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کبھی تو عفو اور درگذر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرین مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے۔ پس درحقیقت قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانون قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں۔ یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے۔ نہ

+ قرآن شریف نے بے فائدہ عفو اور درگذر کو جائز نہیں رکھا کیونکہ اس سے انسانی اخلاق بگڑتے ہیں اور تہذیبی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے بلکہ اس عفو کی اجازت دی ہے جس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ منہ

چشمہ مسیحی ص 12 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 346 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 90 پر درج ہے

کرائی بھی اور بٹالوی کی کوئی بدگوئی میاں صاحب کو مکروہ معلوم نہ ہوئی اور میاں صاحب کے
مکان میں بیٹھ کر ایک اور اشتہار تکبر کا بھرا ہوا بٹالوی نے لکھا جسمیں اس عاجز کی نسبت یہ فقرہ
مندرج تھا کہ یہ میرا شکار ہو کہ بدقسمتی سے پھر دہلی میں میرے قبضہ میں آگیا اور میں خوش قسمت ہوں
کہ بھاگا ہوا شکار پھر مجھے مل گیا۔ ناظرین!! انصافاً کہو کہ یہ کیسے سفلہ پن کی باتیں ہیں۔ میں
سچ سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے مہذب ڈوم اور نقال بھی تھوڑا بہت حیا کو کام میں لاتے ہیں اور
پُشتوں کے سفلے بھی ایسا کمینگی اور شیخی سے بھرا ہوا تکبر اپنے حقیقت شناس کے سامنے زبان پر
نہیں لاتے۔ اگر میں بٹالوی صاحب کا شکار ہوتا تو اُسکے اُستاد کو دہلی میں کیوں جا پکڑتا۔ کیا شاگرد
اُستاد سے بڑا ہو۔ جب اُستاد ہی چڑیا کی طرح میرے پنجہ میں گرفتار ہوگیا تو پھر ناظرین سمجھ لیں کہ
کیا میں بٹالوی کا شکار ہوا یا بٹالوی میرے شکار کا شکار۔ بٹالوی کی شوخیاں انتہا کو پہنچ گئی ہیں
اور اُسکی کھوپری میں ایک کیڑا ہو جسکو ضرور ایک دن خدائے تعالیٰ نکال دیگا افسوس کہ آجکل
ہمارے مخالفوں کا جھوٹ اور بہتانوں پر ہی گذارہ ہو اور فرعونی رنگ کے تکبر سے اپنی عزت
بنانی چاہتے ہیں۔ فرعون اس روز تک جو معہ اپنی لشکر کے غرق ہوگیا یہی سمجھتا رہا کہ موسیٰ
اُسکا شکار ہو آخر رود نیل نے دکھا دیا کہ واقعی طور پر کون شکار تھا۔ میں نادم ہوں کہ نا اہل
حریف کے مقابلہ نے کسی قدر مجھے درشت الفاظ پر مجبور کیا ورنہ میری فطرت اس سے دور ہے
کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔ میں کچھ بھی بولنا نہیں چاہتا تھا مگر بٹالوی اور اُسکے اُستاد نے
مجھے بلایا۔ اب بھی بٹالوی کیلئے بہتر ہے کہ اپنی پالیسی بدل لیوے اور منہ کو لگام دیوے ورنہ
ان دنوں کو رو رو کے یاد کریگا۔ با درد کشاں ہر کہ در افتاد در افتاد وما علینا الا البلاغ المبین۔

۵ گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافات عمل غافل مشو

جو لوگ اُن جھوٹے اشتہارات پر خوش ہو رہے ہیں جنمیں میاں نذیر حسین کی مصنوعی فتح کا ذکر ہے
میں خالصاً للہ اُنکو نصیحت کرتا ہوں کہ اس دروغگوئی میں ناحق کا گناہ اپنے ذمہ نہ لیں۔ میں
۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء کے اشتہار میں مفصل بیان کر چکا ہوں کہ میاں صاحب ہی بحث کرنے سے
گریز کر گئے یہ کیا شرارت اور بےحیائی کا بہتان ہے کہ میری نسبت اڑایا گیا ہو کہ گویا میں میاں
نذیر حسین سے ڈر گیا نعوذ باللہ میں ہرگز اُن سے نہیں ڈرا اور کیونکر ڈرتا میں اُس بصیرت کے

آسمانی فیصلہ ص 10 مندرجہ روحانی خزائن ج 4 ص 320 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 90 پر درج ہے

ممن افتری علی اللہ کذبا ۔ تنزیل من اللہ العزیز الرحیم۔ لتنذر قوماً ما انذر اباءھم ولتدعو قوماً اٰخرین ۔ عسی اللہ ان یجعل بینکم و بین الذین عادیتم مودۃ ۔ یخرّون علی الاذقان سجدا ربنا اغفرلنا انا کنّا خاطئین ۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم ۔ و ھو ارحم الراحمین ۔انی انا اللہ فاعبدنی ولا تنسنی واجتھد ان تصلنی واسئل ربک وکن سئولا ۔ اللہ ولیّ حنّان ۔علّم القراٰن ۔فبای حدیث بعدہ تحکمون ۔ نزّلنا علی ھٰذا العبد رحمۃ ۔ وما ینطق عن الھوی ۔ان ھو الا وحی یوحٰی ۔ دنٰی فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی ۔ ذرنی والمکذبین انّی مع الرسول اقوم ۔ان یومی لفصل عظیم ۔ وانک علی صراط مستقیم ۔ وانا نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک ۔ وانی رافعک الیّ ۔ ویاتیک نصرتی ۔ انی انا اللہ ذوالسلطان ۔ ترجمہ :۔اور کہتے ہیں کہ یہ بناوٹ ہے اور یہ شخص دین کی بیخ کنی کرتا ہے ۔کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا ۔کہہ اگر یہ امر خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو تم اس میں بہت سا اختلاف پاتے یعنی خدا تعالیٰ کی کلام سے اس کے لئے کوئی تائید نہ ملتی اور قرآن جو راہ بیان فرماتا ہے یہ راہ اس کے مخالف ہوتی اور قرآن سے اس کی تصدیق نہ ملتی اور دلائل حقہ میں سے کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہوسکتی اور اس میں ایک نظام اور ترتیب اور علمی سلسلہ اور دلائل کا ذخیرہ جو پایا جاتا ہے یہ ہرگز نہ ہوتا اور آسمان اور زمین میں سے جو کچھ اس کے ساتھ نشان جمع ہو رہے ہیں ان میں سے کچھ بھی نہ ہوتا ۔ اور پھر فرمایا خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق ...... اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا ۔ ان کو کہہ دے کہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو

اربعین نمبر 3 ص 84 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 426 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 90 پر درج ہے

حوالہ نمبر171

اور کچھ نصائح (جو اللہ تعالیٰ سمجھائے) کروں۔ لیکن آخر کار میری توجہ اس طرف پھری کہ جہاں نصیحتوں اور دیگر باتوں کی ضرورت ہے۔ وہاں یہ بھی ضرورت ہے کہ احباب کو ان مسائل سے بھی واقف کیا جائے جن سے انہیں روز مرہ واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ ان کو بھی مختصراً بیان کر دوں۔

پیغامیوں کی بد زبانی

اس وقت جماعت احمدیہ میں اختلاف کی وجہ سے بہت جھگڑا پیدا ہو گیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فریق ثانی نے تہذیب اور شرافت کو بالکل ترک کر دیا ہے اور ہمیں اس قدر گالیاں دی ہیں کہ غیر احمدی اخباروں نے بھی آج تک نہیں دی تھیں۔ میری نسبت اس وقت تک جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ تو ایک بہت بڑی فہرست ہے جس کا اس مختصر وقت میں بیان کرنا مشکل ہے لیکن ان میں سے کسی قدر میں بتاتا ہوں۔ وہ عام طور پر اور کثرت سے مجھے نوحؑ کا بیٹا کہتے ہیں یعنی وہ جو حضرت نوحؑ کے کشتی پر سوار ہونے کے وقت باوجود حضرت نوحؑ کے بلانے کے ان کے پاس نہ آیا اور ان کو اس نے قبول نہ کیا اور طوفان میں غرق ہو گیا اور وہ جو کافروں میں سے تھا بلکہ کفار کا سردار تھا اور جو شرارت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اپنے قول کی وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام چونکہ خدا تعالیٰ نے نوحؑ رکھا ہے اور تم ان کے بیٹے ہو پس تم نوحؑ کے بیٹے ہو۔ ہم کہتے ہیں حضرت مسیح موعود کو تو ابراہیم بھی کہا گیا ہے جن کا بیٹا اسماعیل تھا تو اگر تمہاری یہی دلیل درست ہے تو پھر مجھے اسماعیل کیوں نہیں کہتے پھر وہ میری نسبت کہتے ہیں کہ یہ دجال ہے' کذاب ہے' مفتری ہے' خائن ہے لوگوں کے مال کھا جاتا ہے' خدا سے دور ہے' پوپ ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرض یہ اور اسی قسم کے اور بہت سے الفاظ ہیں جو میری نسبت وہ استعمال کرتے ہیں لیکن مجھے ان کے اس طرح کہنے سے کچھ گھبراہٹ نہیں اور میرا دل ذرا بھی ان کی باتوں سے متاثر نہیں ہوتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جب انسان دلائل سے شکست کھاتا اور ہار جاتا ہے تو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے اسی قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔ آپ لوگوں نے کئی دفعہ دیکھا ہو گا کہ ایک کمزور شخص مار تو کھاتا جاتا ہے لیکن گالیاں بھی دے رہا ہوتا ہے تو اب چونکہ ہم ان کو شکست پر شکست دے رہے ہیں اور وہ ہار پر ہار کھاتے چلے جا رہے ہیں اس لئے وہ گالیوں پر اتر آئے ہیں ان کے آدمی ہم میں آکر مل رہے ہیں اور وہ دن بدن کم ہو رہے ہیں۔ ان کے

انوار خلافت ص 20 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 80 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب

یہ حوالہ صفحہ 90 پر درج ہے

حوالہ نمبر 172

بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی پنڈت اُن کو بُرا نہ کہتا۔ اب تو باوا صاحب اِن پنڈتوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں وید کے مکذب جو ہوئے۔

قولہ ۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُنہوں نے ویدوں کو نہ سُنا نہ دیکھا۔ کیا کریں جو سننے اور دیکھنے میں آوے تو بدھ مان لوگ جو کہ ہٹی درو گرہے نہیں وے سب سمپردای والے بیدمت میں آجاتے ہیں۔ یعنی نانک وغیرہ اس کے سکھوں نے نہ ویدوں کو سُنا نہ دیکھا کیا کریں جو سُننے یا دیکھنے میں آویں تو جو عقلمند متعصب نہیں وہ فوراً اپنی ٹھگ بدیا چھوڑ کر وید کی ہدایت میں آجاتے ہیں۔ **اقول** اس تمام تقریر سے پنڈت صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ باوا نانک صاحب اور اُن کے پیرو ٹھگ ہیں اُنہوں نے دنیا کے لئے دین کو بیچ دیا۔ مگر ہر چند یہ تو سچ ہے کہ باوا نانک صاحب نے وید کو چھوڑ دیا اور اس کو گمراہ کرنے والا طومار سمجھا لیکن پنڈت صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی باوا صاحب کے گردنہ ہو جاتے اور ٹھگ اور مکار اُن کا نام نہ رکھتے بلکہ اُن کے وہ تمام عقیدے جو گرنتھ میں درج ہیں اور مخالف وید ہیں اپنی کتاب کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر وید کی تعلیمیں درج کرتے تا عقلمند خود مقابلہ کر کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے سچی تعلیم کونسی معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر ایک حقیقت مقابلہ کے وقت معلوم ہوتی ہے اور ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔

قولہ ۔ نانک جی بڑے دھناڈھ اور رئیس بھی نہ تھے۔ پرنتو اُن کے چیلوں نے نانک چندروے اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے سدھ اور بڑے ایشریہ والے لکھے ہیں۔ نانک جی برہما ادی سے ملے بڑی بات چیت کی سب نے ان کا مان کیا۔ نانک جی کے وواہ میں گھوڑے۔ رتھ ہاتھی سونا چاندی موتی پنا ادی رتنوں سے جڑے ہوئے پار اوار نہ تھا لکھا ہے۔ بھلا یہ گپوڑے نہیں تو کیا ہے۔ یعنے نانک جی کہیں کے مالدار اور رئیس نہیں تھے۔ مگر اُن کے چیلوں نے پوتھی نانک چندروی اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے دولتمند اور جگت کر کے لکھا ہے

ست بچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 133 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 99 پر درج ہے

نمونہ ٹائیٹل بار اول

خدائے کریم کا شکر ہے کہ

لیڈر قادیان کے ٹریکٹ کا جواب ایسا لکھا

گیا ہے جو نہ صرف [illegible] اور بدزبانی کا [illegible] اپنی چہار

میں میرے نشانوں کا مظاہرہ کیا ہے جس کو وہ نہ صرف ہی بلکہ سارا

دنیا بھی کو دیکھ چکی ہے اور اس رسالہ کا نام ہے

قادیان کے آریہ اور ہم

سلسلہ احمدیہ

باہتمام منیجر صاحب میگزین پریس

قادیان میں طبع ہو کر شائع ہوا

۲۰ فروری ۱۹۰۷ء

تعداد یکہزار جلد

قیمت فی جلد ۲/

حوالہ نمبر 173

اس راہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں — دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے

دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ — دیوانہ مت کہو تم عقلِ رسا یہی ہے

اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی — مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے

فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جانکنی ہے — عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے

تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری — طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے

تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے — ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے

ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا — پر تو ہے فضل والا ہم پر کھلا یہی ہے

اے میرے دل کے درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں — کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے

اک دیں کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھ کو — سینہ پہ دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے

کیونکر تبہ وہ ہووے کیونکر فنا وہ ہووے — ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے

ایسا زمانہ آیا جس نے غضب ہے ڈھایا — جو پیستی ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے

شادابی و لطافت اس دیں کی کیا کہوں میں — سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے

آنکھیں ہر ایک دیں کی بے نور ہم نے پائیں — سرمہ ہے معرفت کا اک سرمہ سا یہی ہے ۲۱

لعلِ یمن بھی دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے — سب جوہروں کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے

انکار کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم — بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے

پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئیں ہیں ایسی — وہ گالیوں پہ اُترے دل میں پڑا یہی ہے

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزباں ہے — جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے

قادیان کے آریہ اور ہم۔ از مرزا غلام احمد ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 458 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 99 پر درج ہے

حوالہ نمبر 174

المھلۃ منا ثلثۃ اشھر للمعارضین فان لم یبارزوا ولن یبارزوا فاعلموا
تین مہینہ مہلت ہے اور اگر مقابل پر نہ آویں اور ہرگز نہ آوینگے پس یقیناً جانو
انھم کانوا من الکاذبین۔
کہ وہ جھوٹے ہیں۔

واعلموا ان ھذا الانعام فی صورۃ اذا اتوا برسالۃ کمثل رسالتنا وعجالۃ
اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب بالمقابل رسالہ بعینہٖ ہمارے اس رسالہ کے
کمثل عجالتنا واثبتوا انفسھم کمماثلین ومشابھین۔ واما اذا ابوا وولوا
مشابہ ہو اور مماثلت اور مشابہت کو ثابت کریں۔ لیکن اگر بنانے سے انکار کریں
الدبر کالثعالب ما استطاعوا علی ھذہ المطالب وما ترکوا اعادۃ توھین القرآن
اور لومڑیوں کی طرح پیٹھیں دکھلادیں اور ان مطالب پر قدرت نہ پاسکیں اور نہ توہین قرآن شریف کی
وما امتنعوا من قدح کتاب اللہ الفرقان وما تابوا من ان یسموا انفسھم مولویین
عادت کو چھوڑیں اور کتاب اللہ کی جرح وقدح سے باز نہ آویں

وما ازدجروا من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین وما ازدجروا
اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں اور نہ اس بیہودگی سے اپنے تئیں
من قولھم ان القرآن لیس بفصیح وما ترکوا سبیل التحقیر والتوھین فعلیھم
روکیں کہ قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ توہین اور تحقیر کے طریق کو چھوڑیں پس ان پر خدا تعالیٰ
من اللہ الف لعنۃ فلیقل القوم کلھم آمین۔
کی طرف سے ہزار لعنت ہے پس چاہیئے کہ تمام قوم کہے کہ آمین۔

۱ لعنت ۲ لعنت ۳ لعنت ۴ لعنت ۵ لعنت ۶ لعنت
۷ لعنت ۸ لعنت ۹ لعنت ۱۰ لعنت ۱۱ لعنت ۱۲ لعنت
۱۳ لعنت ۱۴ لعنت ۱۵ لعنت ۱۶ لعنت ۱۷ لعنت ۱۸ لعنت
۱۹ لعنت ۲۰ لعنت ۲۱ لعنت ۲۲ لعنت ۲۳ لعنت ۲۴ لعنت

۱۵۸

نور الحق ص 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 158 تا 162 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 100 پر درج ہے

۲۵ لعنت ۲۶ لعنت ۲۷ لعنت ۲۸ لعنت ۲۹ لعنت ۳۰ لعنت ۳۱ لعنت
۳۲ لعنت ۳۳ لعنت ۳۴ لعنت ۳۵ لعنت ۳۶ لعنت ۳۷ لعنت ۳۸ لعنت
۳۹ لعنت ۴۰ لعنت ۴۱ لعنت ۴۲ لعنت ۴۳ لعنت ۴۴ لعنت ۴۵ لعنت
۴۶ لعنت ۴۷ لعنت ۴۸ لعنت ۴۹ لعنت ۵۰ لعنت ۵۱ لعنت ۵۲ لعنت
۵۳ لعنت ۵۴ لعنت ۵۵ لعنت ۵۶ لعنت ۵۷ لعنت ۵۸ لعنت ۵۹ لعنت
۶۰ لعنت ۶۱ لعنت ۶۲ لعنت ۶۳ لعنت ۶۴ لعنت ۶۵ لعنت ۶۶ لعنت
۶۷ لعنت ۶۸ لعنت ۶۹ لعنت ۷۰ لعنت ۷۱ لعنت ۷۲ لعنت ۷۳ لعنت
۷۴ لعنت ۷۵ لعنت ۷۶ لعنت ۷۷ لعنت ۷۸ لعنت ۷۹ لعنت ۸۰ لعنت
۸۱ لعنت ۸۲ لعنت ۸۳ لعنت ۸۴ لعنت ۸۵ لعنت ۸۶ لعنت ۸۷ لعنت
۸۸ لعنت ۸۹ لعنت ۹۰ لعنت ۹۱ لعنت ۹۲ لعنت ۹۳ لعنت ۹۴ لعنت
۹۵ لعنت ۹۶ لعنت ۹۷ لعنت ۹۸ لعنت ۹۹ لعنت ۱۰۰ لعنت ۱۰۱ لعنت
۱۰۲ لعنت ۱۰۳ لعنت ۱۰۴ لعنت ۱۰۵ لعنت ۱۰۶ لعنت ۱۰۷ لعنت ۱۰۸ لعنت
۱۰۹ لعنت ۱۱۰ لعنت ۱۱۱ لعنت ۱۱۲ لعنت ۱۱۳ لعنت ۱۱۴ لعنت ۱۱۵ لعنت
۱۱۶ لعنت ۱۱۷ لعنت ۱۱۸ لعنت ۱۱۹ لعنت ۱۲۰ لعنت ۱۲۱ لعنت ۱۲۲ لعنت
۱۲۳ لعنت ۱۲۴ لعنت ۱۲۵ لعنت ۱۲۶ لعنت ۱۲۷ لعنت ۱۲۸ لعنت ۱۲۹ لعنت
۱۳۰ لعنت ۱۳۱ لعنت ۱۳۲ لعنت ۱۳۳ لعنت ۱۳۴ لعنت ۱۳۵ لعنت ۱۳۶ لعنت
۱۳۷ لعنت ۱۳۸ لعنت ۱۳۹ لعنت ۱۴۰ لعنت ۱۴۱ لعنت ۱۴۲ لعنت ۱۴۳ لعنت
۱۴۴ لعنت ۱۴۵ لعنت ۱۴۶ لعنت ۱۴۷ لعنت ۱۴۸ لعنت ۱۴۹ لعنت ۱۵۰ لعنت
۱۵۱ لعنت ۱۵۲ لعنت ۱۵۳ لعنت ۱۵۴ لعنت ۱۵۵ لعنت ۱۵۶ لعنت ۱۵۷ لعنت
۱۵۸ لعنت ۱۵۹ لعنت ۱۶۰ لعنت ۱۶۱ لعنت ۱۶۲ لعنت ۱۶۳ لعنت ۱۶۴ لعنت
۱۶۵ لعنت ۱۶۶ لعنت ۱۶۷ لعنت ۱۶۸ لعنت ۱۶۹ لعنت ۱۷۰ لعنت ۱۷۱ لعنت
۱۷۲ لعنت ۱۷۳ لعنت ۱۷۴ لعنت ۱۷۵ لعنت ۱۷۶ لعنت ۱۷۷ لعنت ۱۷۸ لعنت
۱۷۹ لعنت ۱۸۰ لعنت ۱۸۱ لعنت ۱۸۲ لعنت ۱۸۳ لعنت ۱۸۴ لعنت ۱۸۵ لعنت
۱۸۶ لعنت ۱۸۷ لعنت ۱۸۸ لعنت ۱۸۹ لعنت ۱۹۰ لعنت ۱۹۱ لعنت ۱۹۲ لعنت
۱۹۳ لعنت ۱۹۴ لعنت ۱۹۵ لعنت ۱۹۶ لعنت ۱۹۷ لعنت ۱۹۸ لعنت ۱۹۹ لعنت
۲۰۰ لعنت ۲۰۱ لعنت ۲۰۲ لعنت ۲۰۳ لعنت ۲۰۴ لعنت ۲۰۵ لعنت ۲۰۶ لعنت
۲۰۷ لعنت ۲۰۸ لعنت ۲۰۹ لعنت ۲۱۰ لعنت ۲۱۱ لعنت ۲۱۲ لعنت ۲۱۳ لعنت
۲۱۴ لعنت ۲۱۵ لعنت ۲۱۶ لعنت ۲۱۷ لعنت ۲۱۸ لعنت ۲۱۹ لعنت ۲۲۰ لعنت
۲۲۱ لعنت ۲۲۲ لعنت ۲۲۳ لعنت ۲۲۴ لعنت ۲۲۵ لعنت ۲۲۶ لعنت ۲۲۷ لعنت
۲۲۸ لعنت ۲۲۹ لعنت ۲۳۰ لعنت ۲۳۱ لعنت ۲۳۲ لعنت ۲۳۳ لعنت ۲۳۴ لعنت
۲۳۵ لعنت ۲۳۶ لعنت ۲۳۷ لعنت ۲۳۸ لعنت ۲۳۹ لعنت ۲۴۰ لعنت ۲۴۱ لعنت
۲۴۲ لعنت ۲۴۳ لعنت ۲۴۴ لعنت ۲۴۵ لعنت ۲۴۶ لعنت ۲۴۷ لعنت ۲۴۸ لعنت
۲۴۹ لعنت ۲۵۰ لعنت ۲۵۱ لعنت ۲۵۲ لعنت ۲۵۳ لعنت ۲۵۴ لعنت ۲۵۵ لعنت
۲۵۶ لعنت ۲۵۷ لعنت ۲۵۸ لعنت ۲۵۹ لعنت ۲۶۰ لعنت ۲۶۱ لعنت ۲۶۲ لعنت

نور الحق ص 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 158 تا 162 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 100 پر درج ہے

مثلاً

۲۶۳ لعنت ۲۶۴ لعنت ۲۶۵ لعنت ۲۶۶ لعنت ۲۶۷ لعنت ۲۶۸ لعنت ۲۶۹ لعنت
۲۷۰ لعنت ۲۷۱ لعنت ۲۷۲ لعنت ۲۷۳ لعنت ۲۷۴ لعنت ۲۷۵ لعنت ۲۷۶ لعنت
۲۷۷ لعنت ۲۷۸ لعنت ۲۷۹ لعنت ۲۸۰ لعنت ۲۸۱ لعنت ۲۸۲ لعنت ۲۸۳ لعنت
۲۸۴ لعنت ۲۸۵ لعنت ۲۸۶ لعنت ۲۸۷ لعنت ۲۸۸ لعنت ۲۸۹ لعنت ۲۹۰ لعنت
۲۹۱ لعنت ۲۹۲ لعنت ۲۹۳ لعنت ۲۹۴ لعنت ۲۹۵ لعنت ۲۹۶ لعنت ۲۹۷ لعنت
۲۹۸ لعنت ۲۹۹ لعنت ۳۰۰ لعنت ۳۰۱ لعنت ۳۰۲ لعنت ۳۰۳ لعنت ۳۰۴ لعنت
۳۰۵ اللعنة ۳۰۶ اللعنة ۳۰۷ اللعنة ۳۰۸ اللعنة ۳۰۹ اللعنة ۳۱۰ اللعنة ۳۱۱ اللعنة
۳۱۲ اللعنة ۳۱۳ اللعنة ۳۱۴ اللعنة ۳۱۵ اللعنة ۳۱۶ اللعنة ۳۱۷ اللعنة ۳۱۸ اللعنة
۳۱۹ اللعنة ۳۲۰ اللعنة ۳۲۱ اللعنة ۳۲۲ اللعنة ۳۲۳ اللعنة ۳۲۴ اللعنة ۳۲۵ اللعنة
۳۲۶ اللعنة ۳۲۷ اللعنة ۳۲۸ اللعنة ۳۲۹ اللعنة ۳۳۰ اللعنة ۳۳۱ اللعنة ۳۳۲ اللعنة
۳۳۳ اللعنة ۳۳۴ اللعنة ۳۳۵ اللعنة ۳۳۶ اللعنة ۳۳۷ اللعنة ۳۳۸ اللعنة ۳۳۹ اللعنة
۳۴۰ اللعنة ۳۴۱ اللعنة ۳۴۲ اللعنة ۳۴۳ اللعنة ۳۴۴ اللعنة ۳۴۵ اللعنة ۳۴۶ اللعنة
۳۴۷ اللعنة ۳۴۸ اللعنة ۳۴۹ اللعنة ۳۵۰ اللعنة ۳۵۱ اللعنة ۳۵۲ اللعنة ۳۵۳ اللعنة
۳۵۴ اللعنة ۳۵۵ اللعنة ۳۵۶ اللعنة ۳۵۷ اللعنة ۳۵۸ اللعنة ۳۵۹ اللعنة ۳۶۰ اللعنة
۳۶۱ اللعنة ۳۶۲ اللعنة ۳۶۳ اللعنة ۳۶۴ اللعنة ۳۶۵ اللعنة ۳۶۶ اللعنة ۳۶۷ اللعنة
۳۶۸ اللعنة ۳۶۹ اللعنة ۳۷۰ اللعنة ۳۷۱ اللعنة ۳۷۲ اللعنة ۳۷۳ اللعنة ۳۷۴ اللعنة
۳۷۵ اللعنة ۳۷۶ اللعنة ۳۷۷ اللعنة ۳۷۸ اللعنة ۳۷۹ اللعنة ۳۸۰ اللعنة ۳۸۱ اللعنة
اللعنة ۳۸۲ اللعنة ۳۸۳ اللعنة ۳۸۴ اللعنة ۳۸۵ اللعنة ۳۸۶ اللعنة ۳۸۷ اللعنة ۳۸۸
اللعنة ۳۸۹ اللعنة ۳۹۰ اللعنة ۳۹۱ اللعنة ۳۹۲ اللعنة ۳۹۳ اللعنة ۳۹۴ اللعنة ۳۹۵
اللعنة ۳۹۶ اللعنة ۳۹۷ اللعنة ۳۹۸ اللعنة ۳۹۹ اللعنة ۴۰۰ اللعنة ۴۰۱ اللعنة ۴۰۲
اللعنة ۴۰۳ اللعنة ۴۰۴ اللعنة ۴۰۵ اللعنة ۴۰۶ اللعنة ۴۰۷ اللعنة ۴۰۸ اللعنة ۴۰۹
اللعنة ۴۱۰ اللعنة ۴۱۱ اللعنة ۴۱۲ اللعنة ۴۱۳ اللعنة ۴۱۴ اللعنة ۴۱۵ اللعنة ۴۱۶
اللعنة ۴۱۷ اللعنة ۴۱۸ اللعنة ۴۱۹ اللعنة ۴۲۰ اللعنة ۴۲۱ اللعنة ۴۲۲ اللعنة ۴۲۳
اللعنة ۴۲۴ اللعنة ۴۲۵ اللعنة ۴۲۶ اللعنة ۴۲۷ اللعنة ۴۲۸ اللعنة ۴۲۹ اللعنة ۴۳۰
اللعنة ۴۳۱ اللعنة ۴۳۲ اللعنة ۴۳۳ اللعنة ۴۳۴ اللعنة ۴۳۵ اللعنة ۴۳۶ اللعنة ۴۳۷
اللعنة ۴۳۸ اللعنة ۴۳۹ اللعنة ۴۴۰ اللعنة ۴۴۱ اللعنة ۴۴۲ اللعنة ۴۴۳ اللعنة ۴۴۴
اللعنة ۴۴۵ اللعنة ۴۴۶ اللعنة ۴۴۷ اللعنة ۴۴۸ اللعنة ۴۴۹ اللعنة ۴۵۰ اللعنة ۴۵۱
اللعنة ۴۵۲ اللعنة ۴۵۳ اللعنة ۴۵۴ اللعنة ۴۵۵ اللعنة ۴۵۶ اللعنة ۴۵۷ اللعنة ۴۵۸
اللعنة ۴۵۹ اللعنة ۴۶۰ اللعنة ۴۶۱ اللعنة ۴۶۲ اللعنة ۴۶۳ اللعنة ۴۶۴ اللعنة ۴۶۵
اللعنة ۴۶۶ اللعنة ۴۶۷ اللعنة ۴۶۸ اللعنة ۴۶۹ اللعنة ۴۷۰ اللعنة ۴۷۱ اللعنة ۴۷۲
اللعنة ۴۷۳ اللعنة ۴۷۴ اللعنة ۴۷۵ اللعنة ۴۷۶ اللعنة ۴۷۷ اللعنة ۴۷۸ اللعنة ۴۷۹
اللعنة ۴۸۰ اللعنة ۴۸۱ اللعنة ۴۸۲ اللعنة ۴۸۳ اللعنة ۴۸۴ اللعنة ۴۸۵ اللعنة ۴۸۶
اللعنة ۴۸۷ اللعنة ۴۸۸ اللعنة ۴۸۹ اللعنة ۴۹۰ اللعنة ۴۹۱ اللعنة ۴۹۲ اللعنة ۴۹۳
اللعنة ۴۹۴ اللعنة ۴۹۵ اللعنة ۴۹۶ اللعنة ۴۹۷ اللعنة ۴۹۸ اللعنة ۴۹۹ اللعنة ۵۰۰

۱۶۰

نور الحق ص 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 158 تا 162 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 100 پر درج ہے

[illegible]

نور الحق ص 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 158 تا 162 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 100 پر درج ہے

اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب جہل اور بے ایمانی
اور ضلالت جو دوسری حدیثوں میں دخان کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے دنیا میں پھیل
جائے گی اور زمین میں حقیقی ایمانداری ایسی کم ہو جائے گی کہ گویا وہ آسمان پر اٹھ گئی ہوگی
اور قرآن کریم ایسا متروک ہو جائے گا کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا ہوگا۔
تب ضرور ہے کہ فارس کی اصل سے ایک شخص پیدا ہو اور ایمان کو ثریا سے لے کر پھر
زمین پر نازل ہو۔ سو یقیناً سمجھ کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ بن مریم
کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب
ٹھہرتا۔ تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا۔ اور تربیت کی کنار میں لیا اور اس اپنے بندے
کا نام ابن مریم رکھا۔ کیونکہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ دیکھا جس کے
ذریعہ سے اس نے قالب اسلام کا پایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے ذریعہ
کے حاصل ہوئی تب وہ وجود روحانی پا کر خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ
نے اپنے ماسوا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھا لیا اور پھر ایمان اور عرفان کے
خزانہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا۔ سو وہ ایمان اور عرفان کا ثریا سے دنیا میں
تحفہ لایا اور زمین جو سنسان پڑی تھی اور تاریک تھی اس کے روشن اور آباد کرنے کے فکر
میں لگ گیا پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا
کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے
سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے؟ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے؟

اور اگر اب بھی تمہیں شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ مسلمانوں کے ساتھ جزئی اختلافات کی
وجہ سے لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔ لیکن ایک طریق بہت
آسان ہے اور وہ درحقیقت قائم مقام مباہلہ ہی ہے جس سے کاذب اور صادق اور مقبول
اور مردود کی تفریق ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے جو ذیل میں موٹی قلم سے لکھتا ہوں۔

ازالہ اوہام حصہ دوم ص 660 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 456 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 100 پر درج ہے

حوالہ نمبر 176

سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہو اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کر لوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اسکے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اسکے لئے جہانتک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ و دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیئے کہ میں اسکی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اسکے لئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیئے کہ میں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بر جبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اسکی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جبتک اسکا دل نرم نہ ہو جبتک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونیکی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اسکی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اسکو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اسکو نیچے گرا دیتا ہے پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اسکو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے پھر میں کس خوشی کی امید سے لوگوں کو جلسہ کیلئے اکٹھے کروں یہ دنیا کے تماشوں میں سے کوئی تماشا نہیں ابھی تک میں جانتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں بجز ایک مختصر گروہ رفیقوں کے جو دوستوں سے کسی قدر زیادہ ہیں جن پر خدا کی خاص رحمت ہے جن میں سے اول درجہ پر میرے خالص دوست اور محب مولوی حکیم نور الدین صاحب اور چند اور دوست ہیں جنکو میں جانتا ہوں کہ وہ صرف خدا تعالیٰ کیلئے میرے ساتھ تعلق محبت رکھتے ہیں اور میری باتوں اور نصیحتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور انکی آخرت پر نظر ہے سو وہ انشاء اللہ دونوں جہانوں میں میرے ساتھ ہیں اور میں انکے ساتھ ہوں۔ میں اپنے ساتھ ان لوگوں کو کیا سمجھوں جنکے دل میرے ساتھ نہیں

× یہ باتیں ہماری طرف سے اپنی عزیز جماعت کیلئے بطور نصیحت کے ہیں دوسرا کوئی مجاز نہیں کہ کسی کا نام لیکر انکا تذکرہ کرے ورنہ وہ سب سے بڑھ کر گناہ اور فتنہ کی راہ اختیار کریگا۔

یہ حوالہ صفحہ 100 پر درج ہے	شہادت القرآن ص 100 (آخر) مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 396 از مرزا غلام احمد صاحب

نگارہ جب تک میں زندہ ہوں، جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۹-۱۸- روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱)

" یہ سب مضمون ابوطالب کے قصہ کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے مگر یہ تمام عبارت الہامی ہے جو خدائے تعالیٰ نے اس عاجز کے دل پر نازل کی۔ صرف کوئی کوئی فقرہ تشریح کے لئے اس عاجز کی طرف سے ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۸، ۱۹ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ حاشیہ)

۱۸۹۱ء

"صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اُتریں گے..... دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اِس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں .... مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے اور خدائے تعالیٰ نے مسیح کے اُترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصل مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رُو سے مسیح سے اور نیز امام حسینؑ سے بھی مشابہت رکھتا ہے کیونکہ دمشق پایۂ تخت یزید ہو چکا ہے اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزارہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ دمشق ہی ہے..... سو خدا تعالیٰ نے اُس دمشق کو جس سے ایسے پُر ظلم احکام نکلتے تھے اور جس میں ایسے سنگ دل اور سیاہ دروں لوگ پیدا ہو گئے تھے اِس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیلِ دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بناتا رہا ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۳ تا ۷۰ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۲-۱۳۶ حاشیہ)

۱۸۹۱ء

" قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ

اُخْرِجَ مِنْهُ الْيَزِيْدِيُّوْنَ

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۲ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۸ حاشیہ)

۱۸۹۱ء

(و) " ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حارث نام یعنی حراثؑ آنے والا جو

ؑ حارث کے معنے زمیندار کے ہیں اور حراث سے مراد بڑا زمیندار ہے اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ (مرتب)

حوالہ نمبر 178

کے لئے ہے۔ لیکن بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی ہے اور دل اس سے غافل بلکہ وہ گرداں ہے بیعت کے معنے بیچ دینے کے ہیں پس جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز اُن میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مُردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ پس مقام خوف ہے۔

اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ سلام علیک یا ابراھیم (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸) یعنی اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بہت برکتیں دی تھیں اور وہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے سلامت رہا۔ پس میرا نام ابراہیم رکھ کر خدا تعالیٰ یہ اشارہ کرتا ہے کہ ایسا ہی اس ابراہیم کو برکتیں دی جائیں گی۔ اور مخالف اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ جیسا کہ اسی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے بورکت یا احمد وکان ما بارک اللّٰہ فیک حقًا فیک یعنی اے احمد! تجھے مبارک کیا گیا اور یہ تیرا ہی حق تھا۔ اور انہیں حصص سابقہ براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے اس قدر برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور جس طرح ابراہیم سے خدا نے خاندان شروع کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میری نسبت فرماتا ہے۔ سبحان اللّٰہ زاد مجدک۔ ینقطع اٰباءک ویبدء منک۔ یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بزرگی کو

یہ حوالہ صفحہ 100 پر درج ہے	براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 87، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 114 از مرزا غلام احمد صاحب

حوالہ نمبر179

خدمت اور جانفشانی کا پیدا کرنا تب تک یہ جلسہ قرین مصلحت معلوم نہیں ہوتا حالانکہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبایعین محض للہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے دیکھنے میں مبایعین کو فائدہ ہے مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے کسی جلسہ پر موقوف نہیں بلکہ دوسرے وقتوں میں وہ فرصت اور فراغت سے باتیں کر سکتے ہیں اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے ورنہ بغیر اس کے ہیچ۔ اور جب تک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہے تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کے لئے اپنے مبایعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علت غائی جس کے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاح خلق اللہ ہے پھر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں سے میرے جیسا اس کا کوئی دشمن نہیں۔ اور اخویم مکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے ابھی تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاکدلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں اور اگرچہ نجیب اور سعید بھی ہماری جماعت میں بہت ہیں۔ بلکہ یقیناً دس سے زیادہ ہی ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو نصیحتوں کو سُن کر روتے اور عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور ان کے دلوں پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے لیکن میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے نفسانی لالچوں پر کیوں ان کے دل گرے جاتے ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے

شہادت القرآن صفحہ ۹۹ مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 101 پر درج ہے

روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 31 اگست 1938ء

یہ حوالہ صفحہ 101 پر درج ہے

حوالہ نمبر 181

تھے۔ مگر حضرت صاحب کے چہرہ پر بالکل اطمینان تھا چنانچہ ہم سب قادیان چلے آئے
بعد میں ہم نے سنا کہ مجسٹریٹ نے سرٹیفکٹ پر بڑی جرح کی اور بہت تلملایا اور ڈاکٹر
کو شہادت کے لیئے بلایا مگر اس انگریز ڈاکٹر نے کہا کہ میرا سرٹیفکٹ بالکل درست ہے
میں اپنے فن کا ماہر ہوں اسپر میرے فن کی رو سے کوئی اعتراض نہیں کر سکتا
اور میرا سرٹیفکٹ تمام اعلیٰ عدالتوں تک چلتا ہے۔ مجسٹریٹ بڑبڑاتا رہا مگر کچھ
پیش نہ گئی۔ پھر اسی وقت میں اس کا گورداسپور سے تبادلہ ہو گیا۔ اور نیز کسی خطا ہزا
نامعلوم وجہ سے اس کا تنزل بھی ہو گیا۔ یعنی ای۔ اے۔ سی سے منصف کر
دیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غالباً اس مجسٹریٹ کا نام چندو لال تھا اور وہ تاریخ
جسپر اس موقعہ پر حضرت صاحب نے پیش ہونا تھا۔ غالباً ۱۶ فروری ۱۸۹۸ء تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایکدفعہ
ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا۔ کہ حضور حدیث میں آتا ہے۔ کہ سب نبیوں
نے بکریاں چرائی ہیں کیا کبھی حضور نے بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ ہاں میں
ایک دفعہ باہر کھیتوں میں گیا۔ وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا اسنے کہا کہ میں
ذرا ایک کام جاتا ہوں آپ میری بکریوں کا خیال رکھیں۔ مگر وہ ایسا گیا کہ بس
شام کو واپس آیا اور اس کے آنے تک ہمیں اسکی بکریاں چرانی پڑیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے
تھے کہ ... فتح اسلام توضیح مرام شایع ہوئیں۔ تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں
... ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اسنے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو
اب میں نور الدین صاحب کو یعنی مجھے مرزا صاحب سے علیحدہ کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ
میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی
ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں اسنے کہا اگر کوئی نبوت کا دعوے کرے۔ تو پھر؟
میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھینگے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر
صادق ہے تو بہرحال اسکی بات کو قبول کرینگے۔ میرا یہ جواب سنکر وہ بولا۔

سیرت المہدی جلد اول صفحہ 98 از بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 102 پر درج ہے

دعوة الامیر

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

جائیں۔

آپ کے دعوے کے دلائل

آپ کے دعوے کو مختصر الفاظ میں بیان کر دینے کے بعد میں اصولاً اس امر کے متعلق کچھ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک مامور من اللہ کے دعوے کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں اور پھر یہ کہ ان دلائل کے ذریعہ سے آپ کے دعوے پر کیا روشنی پڑتی ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ عقل سلیم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کا مامور بھی ہو اور لوگوں کو دھوکا دے کر حق سے دور بھی لے جاتا ہو اگر ایسا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم پر ایک سخت حملہ ہوگا اور ثابت ہوگا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ اس نے اپنے انتخاب میں سخت غلطی کی اور ایک ایسے شخص کو اپنا مامور بنا دیا جو دل کا ناپاک اور گندہ تھا اور بجائے حق اور صداقت کی اشاعت کے اپنی بڑائی اور عزت چاہتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنے نفس کو مقدم کرتا تھا۔

علاوہ اس کے کہ یہ عقیدہ عقل سلیم کے خلاف ہے قرآن کریم بھی اس کو باطل کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ [۱۰] یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کتاب اور حکم اور نبوت دے کر بھیجے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ بسبب اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ کا کلام لوگوں کو سکھاتے اور پڑھتے ہو اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایسا آدمی لوگوں سے یہ کہے کہ فرشتوں یا نبیوں کو رب سمجھ لو کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وہ کوشش کر کے لوگوں کو مسلمان بنائے اور پھر ان کو کافر کر دے۔

غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی

دعوۃ الامیر صفحہ 49، 50 مندرجہ انوار العلوم جلد 7 صفحہ 376، 377 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 103 پر درج ہے

صداقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔

پس میں اسی اصل کے مطابق آپ کے دعوے پر نظر کرنی چاہتا ہوں تاکہ جناب والا کو ان دلائل سے مختصراً آگاہی ہو جائے جن کی بناء پر آپ نے اس دعوے کو پیش کیا ہے اور جن پر نظر کرتے ہوئے لاکھوں آدمیوں نے آپ کو اس وقت تک قبول کیا ہے

پہلی دلیل

ضرورت زمانہ

سب سے پہلی دلیل جس سے کسی مامور کی صداقت ثابت ہوتی ہے وہ ضرورت زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ بے محل اور بے موقع کوئی کام نہیں کرتا جب تک کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اسے نازل نہیں کرتا اور جب کسی چیز کی حقیقی ضرورت پیدا ہو جائے تو وہ اسے روک کر نہیں رکھتا۔ انسان کی جسمانی ضروریات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مہیا نہ کیا ہو چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اس کی پوری کر دی ہے پس جب کہ دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے کا اس نے اس قدر اہتمام کیا ہے تو یہ اس کی شان اور اس کی رفعت کے منافی ہے کہ وہ اس کی روحانی ضروریات کو نظرانداز کر دے اور ان کے پورا کرنے کیلئے کوئی سامان پیدا نہ کرے حالانکہ جسم ایک فانی شے ہے اور اس کی تکالیف عارضی ہیں اور اس کی ترقی محدود ہے اور اس کے مقابلے میں انسانی روح کیلئے ابدی زندگی مقرر کی گئی ہے اور اس کی تکالیف ایک ناقابل شمار زمانے تک ممتد ہو سکتی ہیں اور اس کی ترقی کے راستے انسانی عقل کی حدبندی سے زیادہ ہیں۔

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی صفات پر اس روشنی کی مدد سے نظر ڈالے گا جو قرآن کریم سے حاصل ہوتی ہے وہ کبھی اس بات کو باور نہیں کرے گا کہ بنی نوع انسان کی روحانی حالت تو کسی مصلح کی محتاج ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا سامان نہ کیا جائے جس کے ذریعے سے

دعوۃ الامیر صفحہ 49، 50 مندرجہ انوار العلوم جلد 7 صفحہ 376، 377 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 103 پر درج ہے

مصدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بداندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اندیشہ ہے کہ ان کی ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سر لیپل گرفن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میری اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضائع اور برباد نہ جائیں اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیرخواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کیا جائے کہ جو اختلاف مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی مخبری پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیرخواہ اور خدمت گذار ہیں اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب

مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ 21 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 105 پر درج ہے

حوالہ نمبر 184

۴

ایک ظلم عظیم ہے۔ مَیں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنے پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ ✝ پھر میرے والد صاحب کی وفات

نقل مُراسلہ

(ولسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضےٰ رئیس قادیان حفظہ

عریضہ شما مشعر بر یاددہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب در آمد ماخوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار و فا کیش ثابت قدم ماندہ اید۔ و حقوق شما در اصل قابل قدر اند۔ بہر نہج تسلی و تشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و

Translation of Certificate of J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

یہ حوالہ صفحہ 105 پر درج ہے

کتاب البریہ صفحہ 5,4,3 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ء روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 6,5,4 از مرزا صاحب

۵

کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تموں کے گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی

خدمات شما خورد و توجہ کردہ خواہد شد۔ باید کہ ہمیشہ ہواخواہ و جاں نثار سرکار انگریزی بمانند کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است۔ فقط المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور انارکلی

British Govt. will never forget your family's rights and services which will receive due considera tion when a favourable oppurtuni-ty offers itself.

You must continue to be faithful and devoted objects as in it lies the satisfaction of the Govt. and your wellfare.

11.6.1849 Lahore.

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند۔

کتاب البریہ صفحہ 5,4,3 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ء روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 6,5,4 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 105 پر درج ہے

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

تمنا نامہ کہ بہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ در باب نگاہداشت سواران و بہم رسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہٰذا بجلدوی اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو سو روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔

مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

Translation of
Mr. Robert Cast's Certificate

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horse to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning upto date and thereby gained the favour of Govt. a *Khalat* worth Rs 200/- is presented to you in recognition of good services, and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner as conveyed in his no. 576 dt. 10th August 58. This parvana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fedelity and repute.

کتاب البریہ صفحہ 5,4,3 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897 روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 6,5,4 از مرزا صاحب

یہ حوالہ صفحہ 105 پر درج ہے

ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیئے۔ اجتہادی غلطی نبیوں اور رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے۔ جس پر وہ قائم نہیں رکھے جاتے۔ ذرہ صحیح بخاری کو کھولو اور حدیث ذھب وھلی کو غور سے پڑھو۔ ایسا اعتراض کرنا جو دوسرے پاک نبیوں پر بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وہی اعتراض آئے مسلمانوں اور نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے بلکہ لعنتیوں اور شیطانوں کا کام ہے۔ اگر دل میں فساد نہیں تو قوم کا تفرقہ دُور کرنے کے لئے ایک جلسہ کرو۔ اور مجلس عام میں میرے پر اعتراض کرو کہ فلاں پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر اگر حاضرین نے قسم کھا کر کہہ دیا کہ فی الواقع جھوٹی نکلی اور میرے جواب کو سُنکر مدلل بیان اور شرعی دلیل سے رد کر دیا تو اسی وقت میں توبہ کرونگا۔ ورنہ چاہیئے کہ سب توبہ کرکے اس جماعت میں داخل ہو جائیں اور درندگی اور بدزبانی چھوڑ دیں۔

ص۱۵۵ اے مسلمانوں کی ذریّت! میں نے آپ لوگوں کا کیا گناہ کیا ہے کہ آپ لوگ انواع اقسام کے منصوبوں سے میری ایذا کے درپے ہو گئے تم میں سے جو مولوی ہیں وہ ہر وقت یہی وعظ کرتے ہیں کہ یہ شخص کافر بے دین دجّال ہے اور انگریزوں کی سلطنت کی حد سے زیادہ تعریف کرتا ہے اور رُومی سلطنت کا مخالف ہے۔ اور تم میں سے جو ملازمت پیشہ ہیں وہ اس کوشش میں ہیں کہ مجھے اس محسن سلطنت کا باغی ٹھہرا دیں۔ میں سُنتا ہوں کہ ہمیشہ خلاف واقعہ خبریں میری نسبت پہنچانے کے لئے ہر طرف سے کوشش کی جاتی ہے حالانکہ آپ لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ میں باغیانہ طریق کا آدمی نہیں ہوں۔ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے

تریاق القلوب ص 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 155، 156 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 105 پر درج ہے

جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے معدوم ہوجائیں

پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کرتا۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بدخیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو سخت نادان اور بدقسمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو۔ گالیاں نکالو۔ یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہوسکے سخت بدذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتیرے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ خونی مہدی اور خونی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس معقولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اور زور اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہوسکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اسنے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اسکی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

تریاق القلوب ص 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 155، 156 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 105 پر درج ہے

حوالہ نمبر 186

جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے معدوم ہو جائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اِس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کرتا۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بدخیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو سخت نادان اور بدقسمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو۔ گالیاں نکالو۔ یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بدذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتیرے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک اُن کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ خونی مہدی اور خونی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس معقولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اور زور اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اسنے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اسکی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

تریاق القلوب ص 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 156 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 106 پر درج ہے

حوالہ نمبر 187

اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار ان کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع رہیں اور تمام بنی نوع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی کا سے پیش آویں یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے مہدی ہاشمی قرشی خونی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دے گا میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں۔ ہاں میں اپنے نفس کے لئے اس مسیح موعود کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا اور نرمی اور صلحکاری اور امن کے ساتھ قوموں کو اس سچے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھائے گا جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے۔ میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اوّل یہ کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لئے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنی گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اس کی

* امر جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزارہا آدمیوں کو تعلیم کیا ہے اور کر رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ منہ

یہ حوالہ صفحہ 107 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ 19 از مرزا غلام احمد صاحب

حوالہ نمبر 188,189

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دیدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دُنیوی میں خدا تعالےٰ نے اس قوم میں سے ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہمنے اس گورنمنٹ کے وُہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دُعا کے اور کیا ہے سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اُسکے دشمن کو ذلّت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اُسکا شکر کرنا سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہمنے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دُوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال انکا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دُوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وُہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

شہادت القرآن ص 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 107 پر درج ہے

حوالہ نمبر 190

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

دینی جہاد کی ممانعت کا فتوےٰ مسیح موعود کی طرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

نوٹ:- (ایک زبردست الہام اور کشف) آج ۲۸ جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا۔ اس کی آخری سطر پر لکھا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام اقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ "قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے۔" اس کے یہ معنے مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیں گے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ ان کے لئے باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔
اس کے بعد ۲ جون ۱۹۰۰ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا۔ "کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے۔ جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے۔" یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت پوری ہو گئی کہ ان کیلئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائیگی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

تحفہ گولڑویہ ضمیمہ ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 77,78 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 107 پر درج ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر — کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ — عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا — جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا

پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند — کھیلیں گے بچے سانپوں سے بے خوف و بے گزند

یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا — بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا — وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا

اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے — کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں — کر دے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں — اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں

اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی — وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی

وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی — وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی

وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی — وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی

وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی — خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی

دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی — حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی

حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی — کسل آگیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی

وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی — وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی

دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی — اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی

وہ انس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی — ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی

ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی — نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

تحفہ گولڑویہ ضمیمہ ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 78,77 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 108 پر درج ہے

حوالہ نمبر 191

باوا صاحب کے ہاتھوں کی یادگار ہے۔ اور گرنتھ کے شبد تو بہت پیچھے سے اکٹھے کئے گئے ہیں۔ جس میں محققوں کو بہت کچھ کلام ہے۔ خدا جانے اس میں کیا کیا تصرفات ہوئے ہیں۔ اور کن کن لوگوں کے کلام کا ذخیرہ ہے۔ خیر یہ قصہ اس جگہ کے لائق نہیں ہے۔ ہمارا اصل مطلب تو یہ ہے کہ بنی نوع انسان کا ایمان تازہ رکھنے کیلئے تازہ الہامات کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ اور وہ الہامات اقتداری قوت سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کے سوا کسی شیطان جن بھوت میں اقتداری قوّت نہیں ہو! ور امام الزمان کے الہام سے باقی الہامات کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام الزمان اپنی جبلّت میں قوّت امامت رکھتا ہے اور دست قدرت نے اسکے اندر پیشروی کا خاصہ پھونکا ہوا ہوتا ہے۔ اور یہ سُنّت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرق طور پر چھوڑنا نہیں چاہتا۔ بلکہ جیسا کہ اُس نے نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کر کے سورج کو اس نظام کی بادشاہی بخشی ہے۔ ایسا ہی وہ عام مومنوں کو ستاروں کی طرح حسب مراتب روشنی بخش کر امام الزمان کو اُنکا سورج قرار دیتا ہے اور یہ سُنّت الہٰی یہاں تک اسکی آفرینش میں پائی جاتی ہے کہ شہد کی مکھیوں میں بھی یہ نظام موجود ہے کہ ان میں بھی ایک امام ہوتا ہے جو یعسوب کہلاتا ہے۔ اور جسمانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو۔ اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں۔ اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے حالانکہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ [1] اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے اُنکے مطیع رہیں۔

صفحہ ۲۳

[1] النساء: ۶۰

ضرورۃ الامام ص 23 مندرجہ روحانی خزائن ج 13 ص 493 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 108 پر درج ہے

حوالہ نمبر 192

کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔ جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ و غضب ہو اسکو اختیار ہے کہ وہ اپنے غیظ سے مر جائے۔ مگر خدا نے جو چاہا ہے کیا اور خدا جو چاہتا ہے کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تُو نے کیوں کیا۔

حاشیہ ۱۵۱ — اِس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کیلئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے۔ اِس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کیلئے آیا تھا تو اُس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اُٹھانے کیلئے ضروری تھیں اور وہ معارف اور نشان بھی دیئے گئے ہیں جن کا دیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب وقت تھا۔ مگر ضروری نہ تھا کہ حضرت عیسٰی کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے ✤ کیونکہ اُسوقت اُنکی ضرورت نہ تھی اِس لئے حضرت عیسٰی کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے فرقہ کی اصلاح کیلئے ضروری تھیں اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جسکی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دنیا کیلئے ہے مگر حضرت عیسٰی صرف توریت کے وارث تھے جسکی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے اسی وجہ سے انجیل میں اُنکو وہ باتیں تاکید کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریت میں مخفی اور مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اُس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وُہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔

پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اُسی قدر روحانی قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہود کی اصلاح کیلئے کافی تھیں تو بلاشبہ اُنکے کمالات بھی اُسی پیمانہ کے لحاظ سے ہونگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ[1]۔ یعنی ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر ہم قدر ضرورت

✤ حاشیہ۔ اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام مُردے زندہ کرتے تھے یہ کتنا بڑا نشان اُنکو دیا گیا۔ اسکا جواب یہی ہے کہ واقعی طور پر مُردہ کا زندہ ہونا قرآن شریف کی تعلیم کے برخلاف ہے ہاں جو مُردہ کے طور پر بیمار تھے اگر اُنکو زندہ کیا تو اِس جگہ ہمیں ایسے مُردے زندہ ہو چکے ہیں اور پہلے نبی بھی کرتے رہے ہیں جیسے الیاس نبی۔ مگر عظیم الشان نشان اور ہیں جن کو خدا دکھلا رہا ہے اور دکھلائے گا۔ منہ

[1] الحجر: ۲۲

حقیقۃ الوحی ص 151 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 155 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 109 پر درج ہے

(حوالہ نمبر 193)

اور پھر دوسرا شکر یہ ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا۔ وہ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا۔ اور ابتداء سے زمین کو تاریکی میں پاکر روشن کرتا آیا ہے اُس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ جب دُنیا کو آسمانی روشنی سے دُور پایا۔ تب اُس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منوّر کرے۔ اور نئے نشان دکھائے۔ اور زمین کو روشن کرے۔

سو اُس نے مجھے بھیجا

اور مَیں اُس کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایۂ رحمت کے نیچے جگہ دی۔ جس کے زیر سایہ مَیں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اِس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر مَیں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند

تحفہ قیصریہ ص 31، 32 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 ص 283، 284 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 109 پر درج ہے

کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا۔ کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ کہ

اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایۂ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔

آمین ثم آمین

الملتمس

خاکسار، مرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ پنجاب

پبلشر ہفتم نشر و اشاعت قادیان

تحفہ قیصریہ ص 31، 32 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 ص 283، 284 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 109 پر درج ہے

حوالہ نمبر 194

چکے اور ابھی اسی کتاب میں جسکی اشاعت انکا شبانہ روزی فرض ہے وہ صاف درج کر چکے ہیں* کہ گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم

*حاشیہ **اصل کلام** مؤلف یہ ہے جو اس کتاب کے حصہ سیوم و چہارم سے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

حصہ سیوم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں مسلمانوں پر جن امور کا اپنی اصلاح حال کیلئے اپنی ہمت اور کوشش سے انجام دینا لازم ہے۔ وہ انھیں فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائیں گے حاجت بیان و تشریح نہیں۔ مگر اس جگہ ان امروں میں سے یہ امر قابل تذکرہ ہے جو گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہیں کہ گورنمنٹ ممدوحہ کے دل پر اچھی طرح یہ امر مرکوز کرنا چاہیئے کہ مسلمانان ہند ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض ناواقف انگریزوں نے خصوصاً ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے جو کمیشن تعلیم کے اب پریزیڈنٹ ہیں اپنی ایک مشہور تصنیف میں اس دعویٰ پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیر خواہ نہیں ہیں اور انگریزوں سے جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں گو یہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کرنیکے بعد ہر یک شخص پر محض باطل اور خلاف واقعہ ثابت ہوگا لیکن افسوس کہ بعض کوہستانی اور بے تمیز سفہا کی نالائق حرکتیں اس خیال کی تائید کرتی ہیں اور شاید انہیں اتفاقی مشاہدات سے ڈاکٹر صاحب ممدوح کا وہم بھی مستحکم ہو گیا ہو کیونکہ کبھی کبھی جاہل لوگوں کی طرف سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہیں لیکن محقق پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی تدین سے دور و مہجور ہیں اور ایسے ہی مسلمان ہیں جیسے مکلین عیسائی تھا۔ پس ظاہر ہے کہ انکی یہ ذاتی حرکات ہیں نہ شرعی پابندی سے اور انکے مقابل پر ان ہزارہا مسلمانوں کو دیکھنا چاہیئے جو ہمیشہ خیر خواہی دولت انگلشیہ کی کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں ۱۸۵۷ء میں جو کچھ فساد ہوا اسمیں بجز جہلا اور بدچلن لوگوں کے اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو با علم اور باتمیز تھا ہرگز مفسدہ میں شامل نہیں ہوا بلکہ پنجاب میں بھی غریب غریب مسلمانوں نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مددی چنانچہ ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کم استطاعتی کے اپنے اخلاص اور جوش اور خیر خواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس مضبوط اور لائق سپاہی

شہادت القرآن ص 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 388 تا 393 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

برکتیں ہو خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کیلئے ایک باران رحمت بھیجا ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اُسکا

بقیہ حاشیہ: ہم پہنچا کر سرکار میں بطور مدد کے نذر کئے اور اپنی غریبانہ حالت سے بڑھ کر خیرخواہی دکھلائی اور جو مسلمان صاحب دولت و ملک تھے انہوں نے تو بڑی بڑی خدمات نمایاں ادا کیں۔ اب ہم پھر اس تقریر کیطرف متوجہ ہوتے ہیں کہ گو مسلمانوں کیطرف سے اخلاص اور وفاداری کے بڑے بڑے نمونہ ظاہر ہو چکے ہیں مگر اکثر صاحب نے مسلمانوں کی بدنصیبی کیوجہ سے اُن تمام وفاداریوں کو نظرانداز کر دیا اور نتیجہ نکالنے کیوقت اُن مخلصانہ خدمات کو نہ اپنے قیاس کے صغریٰ میں جگہ دی اور نہ کبریٰ میں۔ بہرحال ہمارے بھائی مسلمانوں پر لازم ہو کہ گورنمنٹ پر اُنکے دھوکوں سے متاثر ہونے سے پہلے بطور ریا اپنی خیرخواہی ظاہر کریں جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے جسپر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جسکے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جسکے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہوں اور جسکی مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پھیلانے کیلئے کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے تو پھر بڑے افسوس کی بات ہے کہ علماء اسلام اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع نہ کریں تا ناواقف لوگوں کی بلا اور ظلم سے وہ اعتراض ہو سکے جس میں اعتراض صنعل اُنکے دین کی سستی پائی جائے اور اُنکی حیا کو ناحق ضرر پہنچے۔ سوالی ماجرا کی دانست میں قرین مصلحت ہے کہ انجمن اسلامیہ لاہور و کلکتہ و بمبئی وغیرہ یہ بندوبست کریں کہ چند نامی مولوی صاحبان جنکی فضیلت اور علم اور زہد اور تقویٰ اکثر لوگوں کی نظر میں مسلّم الثبوت ہو اس امر کیلئے چن لئے جاویں کہ اطراف اکناف کے اہل علم کو جو اپنے مسکن کے گرد و نواح میں کسی قدر شہرت رکھتے ہوں اپنی اپنی عالمانہ تحریریں جنمیں بہ تطبیق شریعت حقہ سلطنت انگلشیہ سے جو مسلمانان ہند کی مربی و محسن ہے جہاد کرنے کی صاف ممانعت ہو۔ ان علماء کی خدمت میں بہ ثبت مواہیر بھیج دیں کہ بموجب قرار داد بالا اس خدمت کے لئے منتخب کئے گئے ہیں اور جب خطوط جمع ہو جاویں تو یہ مجموعہ خطوط جو مکتوبات علماء ہند سے موسوم ہو سکتا ہے کسی خوشخط مطبع میں

شہادت القرآن ص 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 388 تا 393 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

احسان اُٹھاوے۔ اُسکے ظلِ حمایت میں با امن و آسایش رہکر اپنا مقسوم کھاوے اُسکے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اُسی پر عقرب کیطرح نیش چلاوے اور دغا سے بھی انہوں نے اس گورنمنٹ کو بہت دفعہ

بقیہ حاشیہ بہت نام چھاپا۔ جالے اور پھر دی۔ جسنے اسکے گورنمنٹ میں ادبی نسخہ جات متفرق مواضع پنجاب و ہندوستان منسکو ہر جدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ یہ سچ ہو کہ بعض غمخوار مسلمانوں نے ڈاکٹر ہنٹر صاحب خیالات کا رد لکھا ہے مگر یہ رد جو مسلمانوں کی طرف سے ہو جمہوری رد کا ہرگز قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ جمہوری رد کا ایسا اثر قوی اور بدیر رہ ہوگا جس سے ڈاکٹر صاحب کی تمام غلط تحریریں خاک سے ملجائینگی اور بعض ناواقف مسلمان بھی اپنے سچے اور پاک اصول کو بخوبی مطلع ہو جائینگے اور گورنمنٹ انگلشیہ پر بھی صاف باطنی مسلمانوں کی اور خیرخواہی اہل سنت کی کماحقہ کھل جاویگی اور بعض کوہستانی جہلا کے خیالات کی اصلاح بھی بذریعہ اسی کتاب کے وعظ و نصیحت ہوتی رہیگی۔ بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اسکی حکومت اور آرام بخش حکومت کے ذریعہ سے عامہ خلائق پر وارد ہیں سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الٰہی کے اسکا شکر بھی ادا کریں لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گذار ہونگے اگر وہ اس سلطنت کو جو اُنکے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔ انکو سوچنا چاہیئے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن و امان میں آگئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کیلئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے جسکے آنے سے سب تکلیفیں اُنکی دور ہوئیں اور ہر یک قسم کے ظلم و تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر یک ناجائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہمکو نیک کام کرنے سے روک سکے یا ہماری آسایش میں خلل ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے اور جسکے فواید کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے۔ یہی سلطنت ہے جسکی آزادی ایسی بدیہی اور مسلّم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں سے مظلوم مسلمان ہجرت کرکے

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے	شہادت القرآن ص 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 388 تا 393 از مرزا غلام احمد صاحب

یاد کیا ہے۔ اُنکی آخری دُعا اُنکے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں جسکی بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہند اور انگلینڈ میں انہوں نے شائع کرنی چاہی ہے یہ کلمات دُعائیہ مرقوم ہیں۔ انگریز جنکی شایستہ اور مہذب اور

بقیہ حاشیہ اِس ملک میں آنا بدل و جان پسند کرتے ہیں۔ جس صفائی سے اِس سلطنت کی ظل حمایت میں مسلمانوں کی اصلاح کیلئے اور اُنکی بدعات مخلوطہ دور کرنے کیلئے وعظ ہو سکتا ہے اور جن تقریبات سے علماء اسلام کو ترویج دین کیلئے اِس گورنمنٹ میں جوش پیدا ہوتے ہیں اور فکر اور نظر سے اعلیٰ درجہ کا کام پڑتا ہے اور عمیق تحقیقاتوں سے تائید دین متین میں تالیف ہو کر حجت اسلام مخالفین پر پوری کیجاتی ہے وہ میری دانست میں آجکل کسی اور ملک میں ممکن نہیں۔ یہی سلطنت ہے جسکی عادلانہ حمایت سے علماء کو مدتوں کے بعد گویا صدہا سال کے بعد یہ موقعہ ملا کر بے دھڑک بدعات کی آلودگیوں اور شرک کی خرابیوں سے اور مخلوق پرستی کے فسادوں سے نادان لوگوں کو مطلع کریں اور خدا کے رسول مقبول کا صراط مستقیم کھولکر بتلادیں۔ کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جسکے زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی سے بسر کرتے ہیں اور فرائض دین کو کماحقہ بجالاتے ہیں اور ترویج دین میں سب ملکوں سے زیادہ مشغول ہیں جائز ہو سکتی ہے حاشا وکلا ہرگز جائز نہیں اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بدخیال دل میں لا سکتا ہے۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دُنیا میں آج یہی سلطنت ہے جسکے سایہ عاطفت میں بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہیں کہ جو دوسرے ممالک میں ہرگز ممکن الحصول نہیں۔ شیعوں کے ملک میں جاؤ تو وہ سنت جماعت کے وعظوں سے افروختہ ہوتے ہیں اور سنت جماعت کے ملکوں میں شیعہ اپنی رائے ظاہر کرنے سے خائف ہیں۔ ایسا ہی مقلدین موحدین کے شہروں میں اور موحدین مقلدین کے بلاد میں دم نہیں مار سکتے۔ اور گو کسی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں مُنہ سے بات نکالنے کا موقعہ نہیں رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ میں ہریک فرقہ امن اور آرام سے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے اور یہ بات اہل حق کیلئے نہایت ہی مفید ہے کیونکہ جس ملک میں بات کرنے کی گنجائش ہی نہیں نصیحت دینے کا حوصلہ ہی نہیں اُس ملک میں کیونکر راستی پھیل سکتی ہے۔ راستی پھیلانے کیلئے وہی ملک مناسب ہے جسمیں آزادی سے اہل حق وعظ کر سکتے ہیں۔ یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ دینی جہادوں سے اصلی غرض آزادی کا قائم

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

شہادت القرآن ص 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 388 تا 393 از مرزا غلام احمد صاحب

بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کرکے اس بات کےلئے دلی جوش

بخشا ہی کہ ہم اُنکے دین و دُنیا کیلئے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا اُن کے گورے وسپید

بقیہ حاشیہ کرنا اور ظلم کا دُور کرنا تھا اور دینی جہاد اُنھیں ملکوں کے مقابلہ پر ہوئے تھے جنہیں واعظین کو اپنے وعظ کے وقت جان کا اندیشہ تھا اور جنہیں امن کے ساتھ وعظ ہونا قطعی محال تھا۔ اور کوئی شخص طریقہ حقہ کو اختیار کرکے اپنی قوم کے ظلم سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا لیکن سلطنت انگریزی کی آزادی نہ صرف اِن خرابیوں سے خالی ہی بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہ غایت ناصر اور مؤید ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اِس خداداد نعمت کی قدر کریں اور اُسکے ذریعہ سے اپنی دینی ترقیات میں قدم بڑھاویں۔

اور حصہ چہارم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں اِس مضمون کی بابت کہ جو حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہے اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عملداری کو دُوسری عملداریوں پر کیوں ترجیح دی لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حُسن انتظام کے رُو سے ترجیح ہو اُسکو کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کے خوبی ہی ہے گو وہ کسی گورنمنٹ میں پائی جائے الحکمۃ ضالۃ المؤمن الخ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اُس کا احسان اُٹھاوے اُسکے ظلِ حمایت میں بامن و آسائش رہ کر اپنا رزق مقسوم کھاوے اُسکے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اُسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور اُسکے سلوک اور مروت کا ایک ذرہ شکر بجا نہ لاوے بلکہ ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کریں اور منعم کا شکر بجا لاویں اور جب کبھی ہم کو موقعہ ملے تو ایسی گورنمنٹ سے بدلی صدق کمال ہمدردی سے پیش آویں اور بطیب خاطر معروف اور واجب طور پر

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے	شہادت القرآن ص 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 388 تا 393 از مرزا غلام احمد صاحب

منہ جس طرح دُنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔ فنسئل اللہ تعالیٰ خیرھم فی الدنیا والاخرۃ۔ اللھم اھد ھم و اید ھم بروح منک واجعل لھم حظاً کثیراً فی دینک۔ الخ

پھر ایسے شخص پر یہ بہتان کہ اُسکے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اسکی کتاب کی نسبت یہ گمان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالف ہے پرلے سرے کی بے ایمانی اور شرارت شیطانی نہیں تو کیا ہے۔ خیر خواہان سلطنت و پیروان مذہب اسلام ان یا وہ گو حاسدوں کی ایسی باتیں ہرگز نہ سُنیں اور اس کتاب یا مؤلف کی طرف سو سوءظنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں گورنمنٹ سو تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مؤلف کی نسبت ہرگز نہ سُنے گی۔ بلکہ جو ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہنچائیگا اُسکو اُسکی دروغگوئی پر سرزنش کریگی +

بقیہ حاشیہ اطاعت اُٹھاویں۔ سو اس عاجز نے جس قدر حصہ سوم کے پرچہ مشمولہ میں انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کی اُن بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ سو ہمارے بعض ناسمجھ بھائیوں کی یہ افراط ہے جس کو وہ اپنی کوتاہ اندیشی اور بخل فطرتی سے اسلام کا جزو سمجھ بیٹھے ہیں۔

اے جفا کیش نہ عذر است طریق عشاق
ہرزہ بدنام کنی چند نکو نامے را

(براہین احمدیہ)

مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ

شہادت القرآن ص 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 388 تا 393 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

رسالہ مبارکہ

ستارۂ قیصرہ

از تصنیف منیف

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جسے

مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان پنجاب

نے شائع کیا

وزیر ہند پریس امرتسر میں باہتمام بھائی بہادر سنگھ مینیجر پرنٹر چھپ

دسمبر ۱۹۲۲ء

حوالہ نمبر 195

بحضور عالی شان قیصرہ ہند ملکہ معظمہ
شہنشاہ ہندوستان و انگلستان
ادام اللہ اقبالہا

سب سے پہلے یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس ہماری عالیجاہ قیصرہ ہند کی عمر میں بہت برکت بخشے۔ اور اقبال اور جاہ و جلال میں ترقی دے۔ اور عزیزوں اور فرزندوں کی عافیت سے آنکھ ٹھنڈی رکھے۔ اس کے بعد اس عریضہ کے لکھنے والا جس کا نام **میرزا غلام احمد قادیانی** ہے۔ جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں **قادیان** نام میں رہتا ہے۔ جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ ستر میل مشرق اور شمال کے گوشہ میں واقع اور گورداسپورہ کے ضلع میں ہے۔ یہ عرض کرتا ہے۔ کہ اگرچہ اس ملک کے عموماً تمام رہنے والوں کو بوجہ ان آراموں کے جو حضور قیصرہ ہند کے عدل عام اور رعایا پروری اور داد گستری سے حاصل ہو رہے ہیں۔ اور بوجہ ان تدابیر امن عامہ اور تجاویز آسائش جمیع طبقات رعایا کے جو کروڑہا روپیہ کے خرچ اور بے انتہا فیاضی سے ظہور میں آئی ہیں جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت احسان کے درجہ بدرجہ محبت اور دلی اطاعت ہے۔ اور بجز بعض قلیل الوجود افراد کے جو میں گمان کرتا ہوں کہ در پردہ کچھ ایسے بھی ہیں۔ جو وحشیوں اور درندوں کی طرح بسر کرتے ہیں لیکن اس عاجز کو بوجہ اس معرفت اور علم کے جو اس گورنمنٹ عالیہ کے حقوق کی نسبت مجھے حاصل ہے۔ جس کو میں اپنے رسالہ

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

ستارہ قیصرہ

تحفہ قیصریہ میں مفصل لکھ چکا ہوں کہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت
حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے۔ جو میں ایسے الفاظ نہیں
پاتا۔ جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں۔ اسی سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے
جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے
نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں
بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا۔ اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے
عزت دی جائیگی۔ اور امید سے بڑھکر میری سرفرازی کا موجب ہوگا۔ اور اس امید
اور یقین کا موجب حضور قیصرہ ہند کے وہ اخلاق فاضلہ تھے۔ جن کی تمام ممالک مشرقیہ
میں دھوم ہے۔ اور جو جناب ملکہ معظمہ کے وسیع ملک کی طرح وسعت اور کشادگی میں
ایسے مسلّم ہیں۔ جو ان کی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا خیال محال ہے۔ مگر مجھے نہایت
تعجب ہے۔ کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنس ہرگز اس
بات کو قبول نہیں کرتا۔ کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش
ہوا ہو۔ اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے
جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں
لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں دوبارہ
مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں
اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ
عریضہ روانہ کرتا ہوں۔ اور میں حضور عالی حضرت جناب قیصرہ ہند دام اقبالہا
کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کے لئے جرأت کرتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز
خاندان مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک
خود مختار ریاست کے والی تھے۔ اور میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد اس قدر دانا

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے	ستارہ قیصریہ صفحہ 1 تا 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا غلام احمد صاحب

مُدبّر اور عالی ہمت اور نیک مزاج اور مُلک داری کی خوبیوں سے موصوف تھے۔ کہ جب دہلی کے چغتائی بادشاہوں کی سلطنت بباعث نالیاقتی اور عیاشی اور سستی اور کم ہمتی کے کمزور ہو گئی۔ تو بعض وزراء اس کوشش میں لگے تھے کہ مرزا صاحب موصوف کو جو تمام شرائط بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے۔ اور خاندان شاہی میں سے تھے دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے لیکن چونکہ چغتائی سلاطین کی قسمت اور عمر کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ تجویز عام منظوری میں نہ آئی۔ اور ہم پر سکھوں کے عہد میں بہت سی سختیاں ہوئیں۔ اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے بے دخل کر دیئے گئے اور ایک ساعت بھی امن کی نہیں گذرتی تھی۔ اور انگریزی سلطنت کے قدم مبارک کے آنے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست خاک میں مل چکی تھی اور صرف پانچ گاؤں باقی رہے تھے اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جنہوں نے سکھوں کے عہد میں بڑے بڑے صدمات دیکھے تھے۔ انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے منتظر تھے جیسا کہ کوئی سخت پیاسا پانی کا منتظر ہوتا ہے۔ اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا۔ تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا۔ اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جاں نثار تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایام غدر ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے مع سواران بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لئے مستعد رہے۔ کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر ۱۸۵۷ء کے غدر کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سو سوار تک اور بھی مدد دینے کو طیار تھے۔ غرض اس طرح ان کی زندگی گذری۔ اور پھر ان کے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا۔ اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی۔ وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب

ستارہ قیصریہ صفحہ 1 تا 14، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے۔ اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعاگو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اُردو فارسی عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے۔ جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے اُن کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں اس گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے تنور سے نجات پائی ہے۔ اس لئے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الٰہی اس مبارک قیصرہ ہند دام ملکہا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔

میں نے تحفہ قیصریہ میں جو حضور قیصرہ ہند کی خدمت میں بھیجا گیا یہی حالات اور خدمات اور دعوات گذارش کئے تھے اور میں اپنی جناب ملکہ معظمہ کے اخلاق وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا۔ اور اب بھی ہوں میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دعاگو کا وہ عاجزانہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا تھا اگر وہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا۔ تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ

ستارہ قیصرہ

ضرور آنا ضرور تھا۔ اس لئے مجھے یہ پورا یقین ہے کہ جناب قیصرہ ہند کے پُر رحمت
اخلاق پر کمال وثوق سے حاصل ہے اس یاد دہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا اور اس عریضہ
کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا۔ بلکہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر
ہاتھوں کو اس پُر ارادت خط کے لکھنے کے لئے چلایا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خیر اور عافیت
اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں
پہنچا دے۔ اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے۔ کہ وہ اس سچی محبت اور سچے
اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے اپنی پاک فراست سے شناخت
کریں۔ اور رعیت پروری کے رو سے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرماویں۔ اور میں
اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کے لئے
بھی مامور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال
رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور
دیگر ممالک میں قائم کیا ہے۔ تا کہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔ ایسا ہی اس نے آسمان
سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مبارکہ قیصرہ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے
جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلائق اور رفع فساد اور تہذیب اخلاق اور وحشیانہ حالتوں کا
دور کرنا ہے اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا روحانی
انتظام قائم کرے۔ جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے اور جس امن اور عافیت
اور صلح کاری کے باغ کو آپ لگانا چاہتی ہیں آسمانی آبپاشی سے اس میں امداد فرماوے۔
سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا آسمان سے
مجھے بھیجا ہے تا میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت لحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں
پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں
اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا تا وہ ملکہ معظمہ کے پاک

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے	ستارہ قیصریہ صفحہ 1 تا 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 128 از مرزا غلام احمد صاحب

انوار کو خود آسمان سے مدد دے ۔

اے قیصرہ مبارک خدا تجھے سلامت رکھے۔ اور تیری عمر اور اقبال اور کامرانی
سے ہمارے دلوں کو خوشی پہنچاوے۔ اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی
کے نور سے بھرا ہوا ہے۔ مسیح موعود کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں
سے تیرا وجود امن پسندی اور حسن انتظام اور ہمدردی رعایا اور عدل اور دادگستری
میں بڑھکر ہے۔ مسلمان اور عیسائی دونوں فریق اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ مسیح موعود
آنے والا ہے۔ مگر اسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑیا اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پئینگے
اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے۔ سو اے ملکہ مبارکہ معظمہ قیصرہ ہند وہ تیرا ہی عہد اور
تیرا ہی زمانہ ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جو تعصب سے خالی ہو وہ سمجھ لے۔ اے ملکہ
معظمہ یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے۔ جس نے درندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا
ہے۔ راستباز جو بچوں کی طرح ہیں وہ شریر سانپوں کیساتھ کھیلتے ہیں اور تیرے پُرامن
سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب تیرے عہد سلطنت سے زیادہ پُرامن اور کونسا
عہد سلطنت ہوگا جس میں مسیح موعود آئے گا۔ اے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک ارادے
ہیں۔ جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے۔ جس سے
آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے اس لئے تیرے عہد سلطنت کے
سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے۔ جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزون ہو
سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف
کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے اے مبارک اور بااقبال ملکہ زمان جن کتابوں
میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں صریح تیرے پُرامن عہد کی طرف اشارات
پائے جاتے ہیں مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آتا جیسا کہ ایلیا نبی یوحنا کے
لباس میں آیا تھا یعنی یوحنا ہی اپنی خو اور طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔

ستارہ قیصریہ صفحہ 1 تا 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

سو اس جگہ بھی ایسا ہی ہوا کہ ایک کو تیرے بابرکت زمانہ میں عیسٰی علیہ السلام کی خو اور طبیعت دی گئی۔ اس لئے وہ مسیح کہلایا اور ضرور تھا کہ وہ آتا کیونکہ خدا کے پاک نوشتوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ اے ملکہ معظمہ اے تمام رعایا کی فخر سنت قدیم سے عادت اللہ ہے کہ جب شاہ وقت نیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے موافق امن عامہ اور نیکی پھیلانے کے انتظام کر چکتا ہے اور رعیت کی اندرونی پاک تبدیلیوں کے لئے اس کا دل دردمند ہوتا ہے۔ تو آسمان پر اس کی مدد کے لئے رحمت الٰہی جوش مارتی ہے اور اس کی ہمت اور خواہش کے مطابق کوئی روحانی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے اور اس کامل ریفارمر کے وجود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور ہمت اور ہمدردی عامہ خلائق پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک نیک منی کی صورت میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدردی بنی نوع کے رو سے طبعاً ایک آسمانی منی کو چاہتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ کیونکہ اس وقت کا قیصر روم ایک نیک نیت انسان تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین پر ظلم ہو اور انسانوں کی بھلائی اور نجات کا طالب تھا۔ تب آسمان کے خدا نے وہ روشنی بخشنے والا چاند ناصرہ کی زمین سے چڑھایا یعنی عیسٰی مسیح۔ تا جیسا کہ ناصرہ کے لفظ کے معنے عبرانی میں طراوت اور تازگی اور سرسبزی ہے۔ یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے سو اے ہماری پیاری قیصرہ ہند خدا تجھے دیر گاہ تک سلامت رکھے۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی اس قیصر روم سے کم نہیں ہے۔ بلکہ ہم ضد سے کہتے ہیں۔ کہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ تیری نظر کے نیچے جس قدر غریب رعایا ہے۔ جس کی تو اے معظمہ قیصرہ ہمدردی کرنا چاہتی ہے۔ اور جس طرح تو ہر ایک پہلو سے اپنی عاجز رعیت کی خیر خواہ ہے۔ اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور رعیت پروری کے نمونے دکھلائے ہیں۔ یہ کمالات اور برکات گذشتہ قیصروں میں سے کسی میں بھی نہیں پائے جاتے۔ اس لئے تیرے ہاتھ کے کام جو سراسر نیکی اور فیاضی سے

ستارہ قیصریہ صفحہ 1 تا 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

رنگین میں۔ سب سے زیادہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو اے ملکہ معظمہ اپنی تمام رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لئے درد مند ہے اور رعیت پروری کی تدبیروں میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بٹاوے۔ سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے خدا نے تیرے عہد سلطنت میں دنیا کے درد مندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا دنیا کے لئے یہ ایک گواہی ہو کہ تیری زمین کے سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا حق اور باطل کی تفریق کے لئے دنیا پر ایک آخری حَکم ہے جس کے رُو سے یہ مسیح موعود حَکم کہلاتا ہے اس لئے اس ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اس مسیح کے گاؤں کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا گیا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اُس آخری حکم کی طرف اشارہ ہو جس سے برگزیدوں کو دائمی فضل کی بشارت ملتی ہے اور تا مسیح موعود کا نام جو حَکم ہے اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو اور اسلام پور قاضی ماجھی اُس وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا۔ جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ماجھ کا ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود مختار ریاست بن گئی۔ اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر اور بھی تغیر پا کر قادیاں ہو گیا۔ غرض ناصرہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک بڑے پُر معنی نام ہیں۔ جو ایک ان میں سے روحانی سرسبزی پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا رُوحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی راہوں

ستارہ قیصریہ صفحہ 1 تا 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

ستارہ قیصرہ

کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اٹھ رہے ہیں
تا تمام ملک کو رشک بہار بنادیں۔ شریر ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر
نہیں کرتا۔ اور بدذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ
تحقیق شدہ ہے۔ کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی
زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اور میرے
دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لئے
آب رواں کی طرح جاری ہیں۔ اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کر آپ کے مطیع ہیں
بلکہ آپ کی انواع و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اے
بابرکت قیصرہ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک
پر ہیں۔ جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری
ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا پرہیزگاری اور نیک اخلاقی اور
صلحکاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اے عالی جناب قیصرہ ہند مجھے
خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے۔ کہ ایک عیب مسلمانوں میں اور ایک عیب عیسائیوں
میں ایسا ہے۔ جس سے وہ سچی روحانی زندگی سے دور پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ عیب انکو
ایک ہونے نہیں دیتا۔ بلکہ ان میں باہمی پھوٹ ڈال رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں
میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لئے تلوار کے جہاد کو
اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا
خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔ اور گو اس ملک برٹش
انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزارہا مسلمانوں
کے دل میری بائیس تئیس ۲۲ ۲۳ سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں لیکن اس میں
کچھ شک نہیں۔ کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پائے جاتے

ستارہ قیصریہ صفحہ 1 تا 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا مغز اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ لیکن یہ رائے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے۔ کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اٹھاؤ۔ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو۔ اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو۔ اور یہ مت خیال کرو کہ ابتداء میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کیلئے نہیں کھینچی گئی تھی۔ بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور یا امن قائم کرنے کے لئے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا افسوس کہ یہ عیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے۔ جس کی اصلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار سے کچھ زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں شائع کئے ہیں اور امید رکھتا ہوں۔ کہ جلد تر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس عیب سے مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا۔

دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے۔ کہ وہ ایک ایسے خونی مسیح اور خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دیگا۔ حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی لڑائی نہیں کریگا اور نہ تلوار اٹھائے گا۔ بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خو اور خلق پر ہو گا اور ان کے رنگ سے ایسا رنگین ہو گا۔ کہ گویا ہو بہو وہی ہو گا۔ یہ دو غلطیاں حال کے مسلمانوں میں ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر ان کے دوسری قوموں سے بغض رکھتے ہیں۔ مگر مجھے خدا نے اس لئے بھیجا ہے۔ کہ ان غلطیوں کو دور کر دوں۔ اور قاضی یا حَکَم کا لفظ جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ وہ اسی فیصلے کے لئے ہے۔

اور ان کے مقابل پر ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو انجیل شریف میں نور کہا گیا ہے نعوذ باللہ لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ لعن اور لعنت ایک لفظ عبرانی اور عربی میں مشترک ہے

جس کے یہ معنے ہیں کہ ملعون انسان کا دل خدا سے بکلی برگشتہ اور دور اور مہجور ہو کر ایسا گندہ

اور ناپاک ہو جائے جس طرح جذام سے جسم گندہ اور خراب ہو جاتا ہے۔ اور عربی اور عبرانی

کے اہل زبان اس بات پر متفق ہیں کہ ملعون یا لعنتی صرف اسی حالت میں کسی کو کہا جاتا

ہے۔ جب کہ اس کا دل درحقیقت خدا سے تمام تعلقات محبت اور معرفت اور اطاعت کے

توڑ دے۔ اور شیطان کا ایسا تابع ہو جائے کہ گویا شیطان کا فرزند ہو جائے۔ اور خدا اس

سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے۔ اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے

اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے تجویز کرنا

اور ان کے پاک اور منور دل کو نعوذ باللہ شیطان کے تاریک دل سے مشابہت دینا اور وہ

بقول ان کے خدا سے نکلا ہے۔ اور وہ جو سراسر نور ہے۔ اور وہ جو آسمان سے ہے۔ اور وہ جو علم کا

دروازہ اور خداشناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے اُسی کی نسبت نعوذ باللہ یہ خیال کرنا کہ

وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مردود ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور خدا سے

برگشتہ ہو کر اور معرفت الٰہی سے نابینا ہو کر شیطان کا وارث بن گیا۔ اور اس لقب کا مستحق

ہو گیا۔ جو شیطان کے لئے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ کہ اس کے

سننے سے دل پاش پاش ہوتا ہے۔ اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کیا خدا کے مسیح کا دل خدا

سے ایسا برگشتہ ہو گیا جیسے شیطان کا دل؟ کیا خدا کے پاک مسیح پر کوئی ایسا زمانہ آیا جس

میں وہ خدا سے بیزار اور درحقیقت خدا کا دشمن ہو گیا۔ یہ بڑی غلطی اور بڑی بے ادبی ہے

قریب ہے جو آسمان اس سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے غرض سلف کے باوا کا عقیدہ مخلوق کے حق میں ایک بداندیشی ہے اور ایسا ہی گو

یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بداندیشی ہے۔ مگر یہ ممکن ہے کہ لوگ ہوتے ہی اندھیلا ہو

جائے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ نعوذ باللہ کبھی وقت مسیح کے دل نے لعنت کی زہرناک

کیفیت اپنے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نجات اسی بے ادبی پر موقوف ہے۔ تو

بہتر ہے کہ کسی کی بھی نجات نہ ہو۔ کیونکہ تمام گنہگاروں کا مرنا بہ نسبت اس بات کے اچھا

ستارہ قیصریہ صفحہ 14 تا 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا غلام احمد صاحب	یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

ہے کہ مسیح جیسے نورانی اور نورانی کو گمراہی کی تاریکی اور لعنت اور خدا کی عداوت کے گڑھے
میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔ سو میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور
عیسائیوں کا یہ عقیدہ اصلاح پذیر ہو جائے اور میں شکر کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے
مجھے ان دونوں ارادوں میں کامیاب کیا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ آسمانی نشان اور خدا
کے معجزات تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے قائل کرنے کے لئے مجھے بہت تکلیف اٹھانی
نہیں پڑی۔ اور ہزارہا مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادۃ نشانوں کو دیکھ کر میرے
تابع ہو گئے۔ اور وہ خطرناک عقائد انہوں نے چھوڑ دئے۔ جو وحشیانہ طور پر اُن کے
دلوں میں تھے۔ اور صدہا گروہ ایک سچا خیرخواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا ہے جو برٹش انڈیا میں
سب سے اوّل درجہ پر اس اطاعت دل میں رکھتے ہیں۔ جس سے مجھے بہت خوشی
ہے۔ اور عیسائیوں کا یہ عیب دور کرنے کے لئے خدا نے میری وہ مدد کی ہے جو میرے
پاس الفاظ نہیں۔ کہ میں شکر کر سکوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بہت سے قطعی دلائل اور نہایت
پختہ وجوہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے
بلکہ خدا نے اس پاک نبی کو صلیب سے بچا لیا۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ مر کر
بلکہ زندہ ہی قبر میں غشی کی حالت میں داخل کئے گئے۔ اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلے، جیسا کہ
آپ نے انجیل میں خود فرمایا تھا کہ میری حالت یونس نبی کی حالت سے مشابہ ہوگی۔ آپ
کی انجیل میں الفاظ یہ ہیں کہ یونس نبی کا معجزہ میں دکھلاؤں گا۔ سو آپ نے یہ معجزہ دکھلایا
کہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے۔ اور زندہ ہی نکلے۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ جو انجیلوں سے ہمیں
معلوم ہوتی ہیں لیکن اس کے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہمیں ملی ہے وہ یہ ہے کہ دلائل
قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے
اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی
راہ سے افغانستان میں آئے۔ اور ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر کشمیر

میں آئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پاکر سری نگر میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور سرینگر محلہ خان یار میں آپ کا مزار ہے۔ چنانچہ اس بارے میں میں نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے مسیح ہندوستان میں۔ یہ ایک بڑی فتح ہے۔ جو مجھے حاصل ہوئی ہے اور میں جانتا ہوں۔ کہ جلد تر یا کچھ دیر سے اس کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ یہ دو بزرگ قومیں عیسائیوں اور مسلمانوں کی جو مدت سے بچھڑی ہوئی ہیں۔ باہم شیر و شکر ہو جائینگی۔ اور بہت سے نزاعوں کو خیر باد کہکر محبت اور دوستی سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائیں گی چونکہ آسمان پر یہی ارادہ قرار پایا ہے۔ اس لئے ہماری گورنمنٹ انگریزی کو بھی قومی اتفاق کی طرف بہت توجہ ہوگئی ہے۔ جیسا کہ قانون سڈیشن کے بعض دفعات سے ظاہر ہے۔ اصل بھید یہ ہے۔ کہ جو کچھ آسمان پر خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک طیاری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ویسے ہی خیالات گورنمنٹ کے دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض ہماری ملکہ معظمہ کی نیک نیتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یہ اسباب پیدا کر دیئے ہیں۔ کہ دونوں قوموں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہو جائے کہ پھر ان کو دو قوم نہ کہا جائے ۔

اب اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی نسبت کوئی عقلمند یہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھے گا کہ نعوذ باللہ کسی وقت اُن کا دل لعنت کی زہرناک کیفیت سے رنگین ہو گیا تھا۔ کیونکہ لعنت مصلوب ہونے کا نتیجہ تھا۔ پس جبکہ مصلوب ہونا ثابت نہ ہوا۔ بلکہ یہ ثابت ہوا کہ آپ کی ان دعاؤں کی برکت سے جو ساری رات باغ میں کی گئی تھیں۔ اور فرشتے کی اس منشا کے موافق جو پلاطوس کی بیوی کے خواب میں حضرت مسیح کے بچاؤ کی سفارش کے لئے ظاہر ہوا تھا٭ اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مثال کے موافق جو آپ نے یونس نبی کا تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہنا اپنے انجام کار کا ایک نمونہ ٹھہرایا تھا آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب اور اس کے پھل سے جو لعنت ہے نجات بخشی اور آپ کی

٭ یہ بات کسی طرح قبول کے لائق نہیں۔ اور ایسا امر کسی دانشمند کا کانشنس قبول نہیں کریگا کہ خدا تعالیٰ کا تو یہ ارادہ مصمم ہو کہ مسیح کو پھانسی دے مگر اس کا فرشتہ خواہ نخواہ مسیح کے چھوڑ دینے کے لئے تڑپتا پھرے کبھی پلاطوس کے دل میں مسیح کی محبت ڈالے اور اس کے منہ سے یہ کہلاوے کہ میں یسوع کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔ اور کبھی پلاطوس کی بیوی کے پاس

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے	ستارہ قیصرہ صفحہ 1 تا 14۔ مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا غلام احمد صاحب

ستارہ قیصرہ

یہ دردناک آواز کہ ایلی ایلی لما سبقتانی جناب الٰہی میں سنی گئی یہ وہ کھلا کھلا ثبوت ہے جس سے ہر ایک حق کے طالب کا دل بے اختیار خوشی کے ساتھ اُچھل پڑے گا سو یہ سب ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی برکات کا ایک پھل ہے۔ جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دامن کو تخمیناً انیس سو برس کی بیجا تہمت سے پاک کیا ٭

اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عریضہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں جوش تھا کہ میں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکر گذاری کو حضور قیصرہ ہند دام ملکہا میں عرض کروں۔ پورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کر سکا۔ ناچار دُعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا مالک اور نیک کاموں کی نیک جزا دیتا ہے۔ وہ آسمان پر سے اس محسنہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور وہ فضل اس کے شامل حال کرے جو نہ صرف دنیا تک محدود ہو۔ بلکہ سچی اور دائمی خوشحالی جو آخرت کو ہوتی ہے وہ بھی عطا فرمادے۔ اور اس کو خوش رکھے۔ اور ابدی خوشی پانے کے اس کے لئے سامان مہیا کرے۔ اور اپنے فرشتوں کو حکم کرے۔ کہ تا اس مبارک قدم ملکہ معظمہ کو کہ اسقدر مخلوقات پر نظر رحم رکھنے والی ہے اپنے اس الہام سے منور کریں۔ جو بجلی کی چمک کی طرح ایکدم میں دل میں نازل ہوتا اور تمام صحن سینہ کو روشن کرتا۔ اور فوق الخیال تبدیلی کر دیتا ہے۔ یا الٰہی ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو ہمیشہ ہر ایک پہلو سے خوش رکھ۔ اور ایسا کر کہ تیری طرف سے ایک بالائی طاقت اس کو تیرے ہمیشہ کے نوروں کی طرف کھینچ کر لیجائے۔ اور دائمی اور ابدی سرور میں داخل کرے کہ تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ آمین۔ اور سب کہیں کہ آمین

۲۰ / اگست ۱۸۹۹ء

الملتمس:۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیاں ضلع گورداسپورہ پنجاب

٭ یہ ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا۔ منہ

ستارہ قیصریہ صفحہ 1 تا 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

حوالہ نمبر 197

اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ پچیس۲۵ برس کا الہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا۔ اور ان دنوں میں پُورا ہوگا جس کے کان سننے کے ہیں وہ سُنے۔ ✣

یہ تو ہم نے وہ تین پیشگوئیاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کا نیا چیلا عبدالحکیم خان بار بار اعتراض کرتے ہیں۔ اب ہم ان کے مقابل یہ دکھلانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کیلئے کس قدر ہیں لیکن افسوس کہ اگر وہ سب کے سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی انکی گنجائش نہیں ہوسکتی اس لئے ہم محض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس۱۴۰ نشان اُن میں سے لکھتے ہیں۔ اُن میں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں پُوری ہوئیں۔ اور بعض اس اُمت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان خدا تعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور چونکہ میری پیشگوئیوں پر اُن پیشگوئیوں کو تقدم زمانی ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی انہیں کو مقدم دکھلایا جائے اور یہ تمام پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبروار لکھی جائیں گی۔ اور وہ یہ ہیں:۔

صفحہ ۱۹۳

(۱) پہلا نشان۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ رواہ ابو داؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس اُمت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائیگا جو اُس کیلئے دین کو تازہ کریگا۔ اور اب اس صدی کا چوبیسواں۲۴ سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث

✣ خدا تعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دُنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کیلئے مامور ہوں پس میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لیگی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت حصے تباہ ہو چکے ہیں ایسا ہی کسی دن یورپ کے لئے در پیش ہے اور پھر یہ ہولناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہیگا وہ دیکھ لے گا۔ منہ

حقیقۃ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 201 از مرزا غلام احمد صاحب

یہ حوالہ صفحہ 116 پر درج ہے

علماء اُمّت میں مسلّم چلی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو ضعیف بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدّد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدّد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجدّدین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اُسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ اُمّت ایک بڑے حصّہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدّد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں۔ پس خدا کے کاموں کا کون پُورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گذرے ہیں۔ اگر تم یہ بتلادو گے تو ہم مجدّد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ اور یہ بھی اہلِ سنّت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدّد اس اُمّت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پُوچھ کر دیکھ لو۔ مری پڑ رہی ہے زلزلے آ رہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تئیس سال گذر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس[٢٥] برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں۔ اور میں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جب تک میرے اس دعوے کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدّد ہے وہ میں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے نوبتیں رکھی ہیں۔

ص١٩٤

حقیقۃ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 201 از مرزا غلام احمد صاحب | یہ حوالہ صفحہ 117 پر درج ہے

REGD. No. L-7774 GRAM : LADECHION

BY PERMISSION OF THE GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF JUSTICE

VOL. XXVI No. 8

The Supreme Court Monthly Review

COMPRISING OF SUPREME COURT CASES

Editors :

KHAWAJA MUHAMMAD ASAF, B.A., LL.B.
MR. MUHAMMAD ZUBAIR SAEED, B.A., LL.B.

— AUGUST, 1993 —

Citation : 1993 S C M R 1687

[pp. 1557—1792]

SUPREME COURT MONTHLY REVIEW
35-NABHA ROAD, LAHORE
(Phones : 213497/214583)

★

Printed and Published by Malik Muhammad Saeed at the Pakistan Educational Press, Lahore.

Monthly for regular subscribers Rs. 40/-
For non-subscribers Rs. 50/-

Annual Subscription : Rs. 400/-
(Postage/carriage extra)

praise him. Therefore, if anything is said against the Prophet, it will injure the feelings of a Muslim and may even incite him to the breach of peace, depending on the intensity of the attack. The learned Judge in the High Court has quoted extensively from the Ahamdi literature to show how Mirza Ghulam Ahmad belittled also the other Prophets, particularly, Jesus Christ, whose place he wanted to occupy. We may not, however, repeat that material but two examples may suffice. Mirza Ghulam Ahmad wrote:

> "The miracles that the other Prophets possessed individually were all granted to Muhammad (p.b.u.h.). They all were then given to me as I am his shadow. It is for this reason that my names are Adam, Abraham, Moses, Noha, David, Joseph, Solomon, John and Jesus Christ..." (Malfouzaat, Vol. 3, page 270, printed Rabwah).

About Jesus Christ he stated:

> "The ancestors of Jesus Christ were pious and innocent? His three paternal grandmothers and maternal grandmothers were prostitutes and whores and that is the blood he represents."
>
> (Appendix Anjaame Atham, Note 7).

Qur'an on the other hand, praises Jesus Christ, his mother and his family. (See 3: 33-37, 3:45-47, 19: 16-32). Can any Muslim utter anything against Qur'an and can anyone who does so claim to be a Muslim? How can then Mirza Ghulam Ahmed or his followers claim to be Muslims? It may also be noted here that, for his above writings, Mirza Sahib could have been convicted and punished, by and English Court, for the offence of blasphemy, under the Blasphemy Act, 1679, with a term of imprisonment.

84. Again, as far the Holy Prophet Muhammad (p.b.u.h.) is concerned:

> "every Muslim who is firm in his faith, must love him more than his children, family, parents and much more than any one else in the world."
>
> (See Al-Bukhari, Kitabul Eeman, Bab Hubbul Rasool Min-al-Eeman).

Can then anyone blame a Muslim if he loses control of himsel on hearing, reading or seeing such blasphemous material as has been produced by Mirza Sahib?

85. It is in this background that one should visualise the public conduct of Ahmadis, at the centenary celebrations and imagine the reaction that it might have attracted from the Muslims. So, if an Ahmadi is allowed by the administration or the law to display or chant in public, the Shaair-e-Islam', it is like creating a Rushdi' out of him. Can the administration in that case guarantee his life, liberty and property and if so at what cost? Again, if this permisson is given to a procession or assembly on the streets or a public place, it is like permitting civil war. It is not a mere guesswork. It has happened, in

یہ حوالہ صفحہ 122 پر درج ہے

ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء

fact many a time, in the past, and had been checked at cost of colossal loss of life and property (For details, Munir's report may be seen). The reason is that when an Ahmadi or Ahmadis display in public or a placard, a badge or a poster or write on walls or ceremonial gates or buntings, the 'Kalima', or chant other 'Shaee're Islam' it would amount to publicly defiling the name of Holy Prophet (p.b.u.h.) and also other Prophets, and exalting the name of Mirza Sahib, thus infuriating and instigating the Muslims so that there may be a serious cause for disturbance of the public peace, order and tranquillity and it may result in loss of life and property. The preventive actions, in such situations are imperative in order to maintain law and order and save loss or damage to life and property particularly of Ahmadis. In that situation, the decisions of the concerned local authorities cannot be overruled by this Court, in this jurisdiction. They are the best judges unless contrary is proved in law or fact. W

86. The action which gave rise to the present proceedings arose out of the order of the District Magistrate, passed under section 144, Cr.P.C. The Ahmadia community who are the predominant residents of Rabwah were informed of the order of the District Magistrate through their office-bearers, by the Resident Magistrate and directed to remove ceremonial gates, banners and illuminations and further ensure that no further writing will be done on the walls. The appellants could not show that the above practices are essential and integral part of their religion. Even the holding of centenary celebrations on the roads and streets was not shown to be the essential and integral part of their religion.

87. The question whether such a requirement is a part of freedom of religion and if they are subject to public safety, law and order etc. has already been discussed in detail, in the light of the judgments from countries like Australia, and the United States, where the fundamental rights are given top priority. We have also quoted judgments even from India. Nowhere the practices which are neither essential nor integral part of the religion are given priority over the public safety and the law and order. Rather, even the essential religious practices have been sacrificed at the altar of public safety and tranquillity.

88. It is stated by the appellants that they wanted to celebrate the 100 years Ahmadia movement in a harmless and innocent manner, inter alia; by offering special thanks-giving prayers, distribution of sweets amongst children, and serving of food to the poor. We do not find any order stopping these activities, in private. The Ahmadis like other minorities are free to profess their religion in this country and no one can take away that right of theirs, either by legislation or by executive orders. They must, however, honour the Constitution and the law and should neither desecrate or defile the pious personage of any other religion including Islam, nor should they use their exclusive epithets, descriptions and titles and also avoid using the exclusive XX

حوالہ صفحہ 122 پر درج ہے	ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء

names like mosque and practice like 'Azan', so that the feelings of the Muslim community are not injured and the people are not misled or deceived as regards the faith.

89. We also do not think that the Ahmadis will face any difficulty in coining new names, epithets, titles and descriptions for their personages, places and practices. After all Hindus, Christians, Sikhs and other communities have their own epithets etc., and are celebrating their festivals peacefully and without any law and order problem and trouble. However, the executive, being always under a duty to preserve law and order and safeguard the life, liberty, property and honour of the citizens, shall intervene if there is a threat to any of the above values.

90. It may be mentioned here that the learned single Judge has passed a detailed and well-reasoned order and has sagaciously and candidly taken into consideration judgments from such foreign jurisdictions which would infuse confidence in this hypersensitive, non-Muslim minority, i.e. Ahmadis. Therefore, we instead of further burdening the record, would adopt his reasoning also. The Ordinance is thus held to be not ultra vires of the Constitution. The result is that we find that neither is Article 20 of the Constitution attracted to the facts of the case nor is there any merit in this appeal. The appeal is dismissed.

91. As a result of the above discussion, the connected appeals are also dismissed.

(Sd.) Abdul Qadeer, Ch. J

(Sd.) Muhammad Afzal Lone, J

(Sd.) Wali Muhammad Khan, J

SALEEM AKHTAR, J.---The appellants have claimed protection of their right under Articles 19, 20 and 25 on the basis of being a minority as declared by the Constitution. They admit to be a minority in terms of the Constitution as distinguished from the Muslims. Their claim being that they should be treated equally under law like other minorities enjoying freedom of speech and expression and they should be allowed to profess, practise and propagate their religion. The first claim is covered by Articles 19 and 25 while the second one is based on Article 20.

2. Law permits reasonable classification and distinction in the same class of persons, but it should be founded on reasonable distinction and reasonable basis. Reference can be made to Government of Balochistan v. Azizullah Memon PLD 1993 SC 314. The Quadianis/Ahmadis on the basis of their faith and religion as elucidated by my learned brother Abdul Qadeer Chaudhry, J. vis-a-vis Muslims stand at a different pedestal as compared to other minorities. Therefore, considering these facts and in order to maintain public order it was felt necessary to classify them differently and promulgate the impugned law to

ZZ

AAA

حوالہ نمبر 201

عقیدہ سے رجوع کر لوں گا۔ سو اب تم بھی اس وقت اپنا ارادہ بیان کرو کہ اگر تم خدا تعالےٰ کے نزدیک کاذب ٹھہرے اور کچھ لعنت اور عذاب کا اثر تم پر وارد ہو گیا تو تم بھی اپنے اس تکفیر کے عقیدہ سے رجوع کرو گے یا نہیں۔ فی الفور عبدالحق نے صاف جواب دیا کہ اگر میں اپنی اس بد دعا سے سؤر اور بندر اور کچھ بھی ہو جاؤں۔ تب بھی میں اپنا یہ عقیدہ تکفیر ہرگز نہ چھوڑوں گا اور کافر کہنے سے باز نہیں آؤں گا۔ تب حاضرین کو نہایت تعجب ہوا کہ جس مباہلہ کو حق اور باطل کے آزمانے کے لئے اس نے معیار ٹھہرایا تھا اور جو قرآن کریم کی رُو سے بھی حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے ایک معیار ہے کیونکر اور کس قدر جلد اس معیار سے یہ شخص پھر گیا اور زیادہ تر ظلم اور تعصب اس کا اس سے ظاہر ہوا کہ وہ اس بات کے لئے تو تیار ہے کہ فریق مخالف پر مباہلہ کے بعد کسی قسم کا عذاب نازل ہو اور وہ اس کے اس عذاب کو اپنے صادق ہونے کے لئے بطور دلیل اور حجت کے پیش کرے۔ لیکن وہ اگر آپ ہی مورد عذاب ہو جائیں تو پھر مخالف کے لئے اس کے کاذب ہونے کی یہ دلیل اور حجت نہ ہو۔ اب خیال کرنا چاہیئے کہ یہ قول عبدالحق کا کس قدر امانت اور دیانت اور ایمانداری سے دُور ہے گویا مباہلہ کے بعد ہی اس کی اندرونی حالت کا مسخ ہونا کُھل گیا۔ یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سؤر ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سؤروں کی طرح ہو گئی تھی۔ اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بکلّی اُن سے سلب ہو گئی تھی۔ اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کُھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے جیسا کہ قرآن کریم اسی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے۔ وقالوا قلوبنا غلف بل لعنھم اللہ بکفرھم فقلیلاً ما یؤمنون۔ وقولھم قلوبنا غلف بل طبع اللہ علیھا بکفرھم فلا یؤمنون الا قلیلاً۔ یعنی کافر کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں۔ ایسے رقیق اور پتلے دل نہیں کہ حق کا انکشاف دیکھ کر اس کو قبول کریں۔ اللہ جلّشانہ اس کے جواب میں فرماتا ہے

یہ حوالہ صفحہ 124 پر درج ہے	مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص 397 از مرزا غلام احمد صاحب

عرض ناشر

اللہ رب العزت کا شکر ہے جس نے ہمیں افضل الانبیاء، امام الانبیاء، خاتم الانبیاء، قائد الانبیاء، خطیب الانبیاء، سید المرسلین، سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین، محبوب رب العلمین ﷺ کا امتی بنا کر انکی شفاعتِ کبریٰ کا امیدوار بنایا اور پھر رب العلمین کا بے حد احسان ہے جس نے ہمیں ان عظیم ہستیوں سے جوڑا ہے جو واقعی فنافی الرسول ﷺ ہیں میری مراد سیدی حضرت اقدس سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ، استاذی المکرم سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی نوراللہ مرقدہ اور ان کے اساتذہ و مشائخ ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی پہلی درس گاہ صفہ سے امام الانبیاء خاتم النبیین والمعصومین ﷺ کی تعلیمات جو اسلام کے درخشندہ ستاروں صحابہ کرام علیہم الرضون کے ذریعہ ان تک پہنچیں، کے امین ومحافظ بنے رہے اور اپنی جسمانی وروحانی اولاد کو بھی یہی مشن سونپ گئے۔ علماء حق علماء دیوبند نے انگریز کے سوسالہ جبر واستبداد کے دور میں بھی اعلاء کلمۃ اللہ نہ چھوڑا بلکہ آخر دم تک جہاد فی سبیل اللہ جاری رکھا اور دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھ کر (جہاداکبیرا) کا آغاز کیا۔ یہی قافلہ حریت کبھی مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، شیخ الہند رحمہ اللہ، کبھی شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اور کبھی امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے کوشاں نظر آتا ہے اور کبھی شاملی کے میدان میں اور کبھی بالاکوٹ کی سنگلاخ وادیوں میں نبوی مشن کو زندہ کرتا نظر آتا ہے۔

انگریز استعمار نے جب قوم کے دلوں سے جذبہ جہاد اور محبت رسول اکرم ﷺ نکالنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کرایا تو سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے اس کا تعاقب کیا اس کے بعد تمام علماء حق اس فتنے کی سرکوبی کے لیے سرگرم ہوگئے۔ اس میں کوئی سزا کوئی ملامت ان کو اس مشن سے نہ روک سکی اور انگریزی دور میں ہی مقدمہ بہاولپور میں رئیس المحدثین علامہ سید انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی اور ذریت کے کفریہ اور گستاخانہ عقائد کو واضح کیا۔ اس مقدمہ میں حکومت برطانیہ نے بھی قادیانیوں کے حق میں فیصلے کے لیے دباؤ ڈالا لیکن ناموسِ نبی کے پاسداروں نے اسے مسترد کردیا اور بہاولپور کی عدالت کے محمد اکبر نامی جج نے دلائل کے ساتھ قادیانیوں کے کفر پر مہر ثبت کردی، پھر پاکستان کی قانون ساز قومی اسمبلی نے 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ 1984ء میں صدر ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے قادیانیت کی تبلیغ اور شعائر اسلامی کے استعمال پر پابندی عائد کی جو کہ مسلمانوں کا قانونی، شرعی واخلاقی حق ہے۔

انگریزی نبی کی چالاک جماعت نے جب چناب نگر (ربوہ×) کو اپنا مرکز بنایا تو اپنے

اسلاف کی تحفظ ختم نبوت کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے سفیر ختم نبوت حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ میدان میں آئے اور ہر میدان میں منکرین ختم نبوت کو چاروں شانے چت کیا اور اب آپ کے جانشین اس مشن میں منہمک ہیں۔ اللہ رب العزت قبولیت سے نوازے اور استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

روس نے جب غیور افغانوں کو انکی سرزمین پر ظلم وقہر کا نشانہ بنایا تو خانقاہِ رائے پوری کے ایک نوادے پیارے نبی کے پیارے نواسے سید انور نفیس الحسینی (رحمہ اللہ تعالیٰ) حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمہ اللہ، حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ اور حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے وارث جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ان سنگلاخ پہاڑوں میں کفر سے ٹکرائے جنہوں نے مجاہدین اسلام وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جہادی سنتوں کو زندہ کیا کہ دن کو میدان جہاد کے شہ سوار بنے رات کو مصلی پر کھڑے ہو کر قادر مطلق کو مدد کے لیے راضی کر لیا۔

جب منکرینِ ختم نبوت ومنکرین جہاد نے سر اٹھایا تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ختم نبوت کا ایک سپاہی بن کر اس مشن میں بھرپور حصہ لیا اور 1974ء کی تحریک میں آپ شریک ہوئے اور قربانیاں دے کر اپنی قائدانہ صلاحیتوں کا دینی حلقوں میں لوہا منوایا۔

یوں پوری زندگی مشن ختم نبوت سے وابستہ ہو گئے اور پھر تا حیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر بن کر منکرین ختم نبوت کی سرگرمیوں نظر رکھتے رہے اور خاتم المرسلین ﷺ کی ختم نبوت پر کبھی آنچ نہ آنے دی۔ آپ عشق نبوت میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ جب بھی ذکر محبوب ﷺ ہوتا تو بے ساختہ آنسوؤں کی برسات شروع ہو جاتی جو مجلس کو معطر ومعمور کر دیتی۔ آپ کی مجلس میں جب ذکر حبیب ﷺ چھڑتا تو آپ کے چہرے پر ایک رونق، بشاشت ودمق نظر آنے لگتی۔ مجلس کا ہر فرد محبت نبوی ﷺ سے اپنے قلب کو منور پاتا۔ حضرت کا نعتیہ کلام کا مجموعہ اس کی بڑی دلیل ہے۔ خصوصاً حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کا درج ذیل کلام رہتی دنیا کے لیے محبت نبوی میں ڈوبی ایک تصویر ہے۔

اے رسولِ امیں ﷺ، خاتم المرسلیں ﷺ، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کاش میرے محبوب کی دھرتی. مجھ یہ نفیس یہ شفقت کرتی
اپنے اندر مجھ کو سموتی؛ صلی اللہ علیہ وسلم

میرا قلم بھی ہے ان کا صدقہ، میرا ہنر پر ہے ان کا سایہ
حضور خواجہ ﷺ، میرے قلم کا، مرے ہنر کا سلام پہنچے

ختم نبوت کے بارے میں حضرت شاہ صاحب کا ملفوظ:

اس وقت دینی کاموں میں دفاعِ ختم نبوت سب سے بڑا دینی کام ہے۔

خالق کائنات کا کرشمہ:

جہاد فی سبیل اللہ کے بڑے امراء اور اہل حق کی تینوں جماعتوں کے سربراہان کا اصلاحی تعلق بھی حضرت اقدس سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ سے تھا۔

تحریک ختم نبوت کے مشن کو زندہ رکھنے والے مجاہد ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب نے باقاعدہ خانقاہ سید احمد شہید میں عشرہ بھر قیام فرمایا اور حضرت سے اصلاحِ قلب کرواتے رہے۔راقم کو بھی مشن تحفظ ختم نبوت میں حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ نے لگایا،لیکن مشن میں انہماک حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی توجہ سے ہی نصیب ہوا بلکہ اخلاص فی المشن حضرت شاہ جی رحمہ اللہ کا ہی فیضان ہے۔

مصنف کے بارے میں:

محترم بھائی متین خالد صاحب زید معالیہ ومحاسنہ سے شناسائی استاذ مکرم مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسٹیٹ بینک میں برادرِ مکرم بھائی طاہر عبدالرزاق صاحب کے ذریعہ سے ہوئی۔مشن میں اشتراک کی وجہ سے بھائی متین خالد صاحب سے محبت بڑھتی گئی۔ان کی کتب خاص طور پر ''تحفظ ختم نبوت اہمیت وفضیلت''،''ثبوت حاضر ہیں'' اور ''احمدی دوستو!تمہیں اسلام بلاتا ہے'' کی وجہ سے محبت بڑھ گئی۔بندہ نے امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہ کی اجازت سے بھائی متین خالد صاحب سے گذارش کی کہ آپ کی کتاب ''احمدی دوستو!تمہیں اسلام بلاتا ہے'' اپنی جماعت کی طرف سے شائع کرنا چاہتا ہوں جس کو انہوں نے نہ صرف کمال محبت سے قبول کیا بلکہ اعلیٰ اخلاق اور وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوری کتاب کی ٹریسنگ اور کاپیاں جڑوا کر میرے پاس پہنچا دیں۔جس سے میں مزید ان کا مداح ہوگیا ہوں۔بندہ اور میرے دوستوں نے اس کتاب کو آرٹ پیپر پر اس لیے شائع کرنے کا فیصلہ کیا کہ شاید یہ امر بھی ''حکمت اور موعظت حسنہ'' کا حصہ بن جائے۔مصنف نے اپنی صلاحیتیں خوب صرف کی ہیں اور قادیانی و لاہوری ہر دو گروہوں کو پوری امت کی طرف سے دعوت الی الاسلام کا حق ادا کر دیا ہے۔

کچھ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے بارے میں:

اس جماعت کی منظوری مکہ مکرمہ میں خواجہ خواجگان قطب الاقطاب حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ العالی نے دی۔پھر کندیاں شریف میں ایک اجلاس بلا کر اس فیصلہ کی توثیق فرمائی اور دعاؤں کے

ساتھ ساتھ ایک تائیدی خط بھی تحریر فرما دیا۔ حضرت کی دعاؤں کی برکت ہے کہ یہ جماعت دنیا کے بہت سے ممالک میں عقیدہ ختم نبوت کے حوالہ سے اپنا خوب تعارف رکھتی ہے۔

جماعت کے بانیان:

سفیر ختم نبوت فاتح (ربوہ×) جناب نگر حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ، خطیب ایشیا حضرت مولانا ضیاء القاسمی رحمہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ ہیں جو کہ جماعت کے موجودہ امیر بھی ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر علامہ خالد محمود مدظلہ، مولانا محمد مکی حجازی مدظلہ اور مولانا اسحاق خان کشمیری مدظلہ اس کے پشتی بان ہیں۔ حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ کی وجہ سے اس جماعت کو امام الحرمین الشریفین امام عبداللہ ابن سبیل کی دعاؤں اور مالی معاونت سے تائید حاصل ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

جماعت بیرون ممالک میں اور اندرون ملک پاکستان میں بہت ساری خدمات سرانجام دے رہی ہے اور دیتی رہے گی۔ (انشاء اللہ)۔ آپ کے ہاتھوں میں جماعت کی طرف سے یہ پانچویں کتاب ہے۔

(۱) تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ

(۲) علامہ اقبال اور قادیانیت

(۳) قادیانیوں کی ناکامیوں کی مختصر روئیداد

(۴) جماعت ہر سال ختم نبوت ڈائری کی اشاعت کا اہتمام کرتی ہے جو کہ بہت مقبول ہوئی۔

(۵) جماعت کا ترجمان ایک رسالہ ماہ نامہ **"انوار ختم نبوت"** جو مسلسل اشاعت پذیر ہے۔ رسالہ کا دفتر، جامع مسجد نیاز سردار چیل چوک بلال گنج لاہور میں واقع ہے۔

ہماری دعوت:

ہماری تمام مسلمان بھائیوں کو دعوت ہے کہ آپ چاہے کسی بھی طبقہ زندگی سے تعلق رکھتے ہیں، کسی بھی سیاسی و مذہبی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں مشن ختم نبوت میں ہمارے ساتھی اور رکن بن کر ختم نبوت کے سپاہی بن جائیں اور شفاعت نبی ﷺ کے امیدوار بنیں۔

والسلام

قاری محمد رفیق

مرکزی ناظم نشر و اشاعت و رابطہ سیکریٹری

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، پاکستان۔

آپ حضرات صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفا نہ کیجئے کہ مرزا غلام احمد صاحب آپ کے نبی یا مجدد ہیں۔ اس لئے ان کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن، ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراط مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاع گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بدقسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو ''اسلام'' سمجھ کر اس کے دام فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمت خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آ جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا باطل عقائد و نظریات کی بناء پر اپنی عاقبت تباہ نہ کریں اور اس کتاب میں موجود حوالہ جات کو غور سے پڑھیں، جہاں آپ کو کوئی شبہ پیش آئے، اسے دریافت کریں، جواب دینے کے لیے ہم ہر وقت حاضر ہیں۔ کسی دن چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی خلافت لائبریری میں جا کر انہیں سیاق و سباق کے ساتھ چیک کریں اور پھر ان کے غلط یا درست ہونے کا فیصلہ بغیر کسی تعصب کے اپنے ضمیر سے لیں۔ جو حضرات آپ کو ان حوالہ جات کے دیکھنے سے منع کریں یا غلط تاویلات میں الجھائیں، انہیں اپنا دشمن سمجھیں اور یقین کر لیں کہ وہ آپ کو راہ حق دیکھنے سے روکتے ہیں اور اندھا بنا کر جہنم میں گرانا چاہتے ہیں، جبکہ ہم خلوصِ دل سے آپ کے ایمان کی خیر خواہی چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم پر چلنے اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین